 <p>کتابخانه مجلس سنا</p>	<p>اسم کتاب</p>
<p>اسم مؤلف</p>	<p>خطی پاپی</p>
<p>موضوع</p>	<p>شماره دفتر ثبت ۶۱۱۷</p>
<p>شماره ترتیب در قفسه ۱۱</p>	<p>ملاحظات</p>

PIR
۵۳۴۶
۱۳۱۲

۱۵

۱۲۰۵۹

PIR
۵۳۴۶
۱۳۱۲
TSN.
امیر خسرو، خسرو بن محمود، (۶۵-۲۲۵ق)
[مثنوی]
مثنوی تغلق نامه خسرو دهلوی / تہذیب و تحشیہ
ہاشمی فرید آبادی، بہ اہتمام محمد صدیق حسن
صاحب۔ [حیدرآباد رکن، مجلس مخطوطات فارسیہ]
۱۳۵۲ق: ۱۹۳۳: [۱۳۱۲]
۱۵۱۰۹۳ع۔ نمونہ عکسی
۱. شعر فارسی - قرن ۸. الف. عنوان
PI

۶۱۱

مجلس مخطوطات فارس (۱)

۵۹
۳۱-۲



مثنوی تغلق نامه

شاعر کرده مجلس مخطوطات فارسیه - میدر آباد دکن

به حسن اعانت دولت آصفیه دام اقبالها

نزیب و خوش

سیدنا شمی فرید آبادی

به تمام خصوصیات من مطبع آردو اوزنگ آباد دکن مطبع گردید

۱۳۵۲
۱۹۳۴



۷

سلسلہ خطوط فائز (۱)

(پیشہ ہند) دہلی، بنگالہ، اتر پردیش، برہما چھتر، بھارت، پاکستان



تعلق نامہ سرودہوی

مثنوی



تہذیب و تحشیہ

سید ماشمی فرید آبادی

بر اہتمام محمد صدیق حسن صاحب، مطبع اردو، اورنگ آباد، دکن، طبع گردید

۵۱۳۵۶
۱۹۳۳ ع

۱۱۲

۶۵
۵-۱۶



دہلی، بنگالہ، اتر پردیش

پیشہ ہند، بھارت، پاکستان

برہما چھتر، بھارت، پاکستان



فہرست اجزائے کتاب

صفحہ	اجزائے کتاب	نشان
۱ - ۲۳	دیباچہ (بقلم سید ہاشمی)	۱
۲۵ - ۷۲	خلاصہ مثنوی (ایضاً)	۲
۷۳ - ۹۳	مقدمہ نا تمام مولوی رشید احمد	۳
	” کتاب خانہ حبیب گنج کے قلمی نسخہ کا ایک صفحہ “ (عکسی)	۴
۱ - ۱۵۱	متن مثنوی تغلق نامہ	۵

ارکان مجلس منخطوطات فارسی

۱ - نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر (صدر نشین)

۲ - نواب معتمد یار جنگ

۳ - مولوی عبدالعق صاحب

۴ - مولوی غلام یزدانی صاحب

۵ - مولوی عبداللہ العہد صاحب

۶ - سید ہاشمی (معتمد اعزازی)

۷ - سر سید مسعود جنگ

۸ - نواب صدر یار جنگ شروانی

۹ - ڈاکٹر عبدالعق صاحب پروفیسر عربی

۱۰ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب پروفیسر فارسی

۱۱ - ڈاکٹر قاری کلہم اللہ صاحب

*



دیباچہ

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

تغلیق نامہ کی جیسا کہ امیر خسرو کے سوانح، تذکروں اور فارسی تاریخی نوعیت تاریخوں سے ثابت ہے، ان کی سب سے آخری تصنیف تغلیق نامہ ہے جو انہوں نے صاحب معتضب التواریخ کے بقول سلطان فیات الدین تغلق اول کی فرمائش سے تحریر کی تھی۔ * قرآن السعدین، دول رانی خضر خاں، خزائن النعمان اور نہ سپہر کی طرح یہ بھی اپنے عہد کی نہایت دلچسپ اور مفہوم تاریخی نظم ہے جس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی اور پھر فیات الدین تغلق کی فتح اور تخت نشینی کے حالات درج ہیں۔ یہ تمام واقعات شاعر کی زندگی اور بعض اوقات اس کی موجودگی میں ہوئے تھے۔ اگر کشف الظنون اور ملا عبد القادر کا قول صحیح مانا جائے کہ یہ مثنوی سنہ ۷۲۵ھ میں نظم ہوئی تو احتمال ہوتا ہے کہ اس میں تغلق اول کے چادشاہی کے حالات بھی ہوں گے جو



بالتذکرہ اشعار

نمبر	بالتذکرہ اشعار	تاریخ
۱	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۱
۲	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷
۳	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷-۱۹
۴	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷
۵	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷
۶	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷
۷	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷
۸	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷
۹	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷
۱۰	(اس نظام میں ہفت روزہ)	۱۹۱۷

کتاب کے آخری اوراق ضائع ہونے کی وجہ سے اب مفقود ہو گئے۔
 لیکن کشف الظنون اور بعض تذکروں میں یہ بھی
 تعداد اشعار لکھا ہے کہ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد تین
 ہزار تھی۔ اور جو نسخہ اب ہمیں دستیاب ہوا، اس میں سے
 حیاتی کاشی کے (۱۷۹) اشعار خارج کر دینے کے بعد بھی جو اشعار
 محفوظ تھے (مع منظوم عنوانات) ان کی تعداد (۲۷۳۲) باقی
 رہتی ہے۔ یہ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی اشعار
 جو تلف ہوئے ان کی تعداد کتنی تھی۔ تاہم یہ قیاس کرنا بے جا
 نہ ہوگا کہ آخر کے جو اشعار اب نہیں ملتے وہ کم و بیش دو سو ہوں گے
 اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر نے اپنے سہرح کی سخت نشہی
 کے بعد اس عہد کے دوسرے واقعات قلم بند نہیں کئے اور کہے
 بھی تو بہت سرسری طور پر ان کا ذکر کیا ہوگا۔

سنہ تصنیف اس میں شک نہیں کہ امیر خسرو بلتاکہ کی
 فوج کشی تک تعلق اول کے ہمراہ اور بادشاہ کے
 ذہم تھے لیکن ان کی تاریخ وفات ۱۸ شوال سنہ ۷۲۵ ھ ہے۔
 اور زندگی کے آخری چند مہینے انہوں نے اپنے محبوب و محترم
 پیر کے ماتم میں گزارے۔ پس یہ قول کسی قدر مشکوک معلوم
 ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے یہ پوری مثنوی زندگی کے اسی آخری
 سال میں نظم کی ہو *۔

* مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے زیہام مقدسے میں کشف
 الظنون کا یہ قول لکھا ہے کہ "یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی
 (بقیہ حاشیہ صفحہ آٹھ پر)

بہر حال چونکہ یہ مثنوی امیر خسرو کے آخری زمانے اور
 پورانہ سالی کی تصنیف ہے دوسرے ایک ایسے بادشاہ کے ایہا
 سے لکھی گئی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ان کے محترم
 مرشد سے چنداں حسن عقیدت نہ رکھتا تھا، بظاہر اسی لئے اس
 مثنوی میں وہ جوش و ولولہ نہیں پایا جاتا جو حضرت طوطی ہندی
 کی سب سے پہلی تاریخی مثنوی قرآن السعدین کا امتیاز ہے۔
 تاہم کلام کی استادانہ پختگی اور بیان کی حیرت
 ادبی حقیقت انگریز قوت و قدرت ہر ورق سے نمایاں ہے۔ تاریخی
 جزئیات کی صحت کا پاس ہو داستان سے آشکارا ہے۔ اور یہ وہ
 خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ فخر آمیز دعویٰ کرنا بالکل بجا
 ہوگا کہ شاید دنیا کی کسی قوم نے ایسا شاعر نہیں پیدا کیا جس نے
 طویل اور اہم تاریخی واقعات کو شاعرانہ حسن گفتار کے ساتھ اتنی
 صحت سے نظم کا جامہ پہنائے۔ ان کا سہابی پائی ہو چوسی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کہ حضرت امیر کی وفات ہو گئی، مگر کشف الظنون (مطبوعہ لائپزگ
 سنہ ۱۸۳۵ ع) کی جلد دوم صفحہ (۳۲۱) میں تعلق نامہ کے
 متعلق صرف یہ عبارت درج ہے:-

"تعلق نامہ خسرو الدہلوی المتوفی سنہ ۷۲۵ ھ، وہ نظم فارسی
 فی ثلاثہ آلف ہمت" (تعلق کی بجائے "تعلق" ضریحاً کاتب کی
 غلطی ہے - ۱۲)۔

اس عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب کا قیاس ثابت نہیں
 ہو سکتا۔ مگر ممکن ہے کسی دوسری جگہ کشف الظنون میں ضمناً
 کوئی ایسی عبارت آگئی ہو جس سے ان مرحوم نے یہ نتیجہ اخذ کیا - ۱۲۔

ہروانی دہلی کے اس درباری شاعر کے حصے میں آئی * —
 مگر جیسا کہ ہم کہہ رہے تھے تغلق نامہ میں شاعرانہ رنگینیاں
 کم ہیں۔ صنایع بدایع جن میں امیر خسرو کو بڑی سہارت حاصل
 ہے، ان کی مثالیں اتذوقی طور پر کہیں کہیں نظر آجاتی ہیں۔
 اور مجموعی طور پر یہ مثنوی ہندوستان کے اس بے مثل ادیب کے
 تاریخیں مرتبہ | بہترین ادیبی یا شاعرانہ کارناموں میں شمار نہیں
 ہو سکتی بلکہ یہ محض ایک جھن بھا بلند پایہ
 قاریکی نظم ہے۔ دوسری تاریخی مثنویوں کے خلاف اس میں بہت تہورے
 زمانے کے حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اور سب سے بڑے جو بات اس موقع
 پر ہم جتاننا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس مثنوی کا پورا حصہ سلطان
 قطب الدین کے قتل، سلاطین خلجی کے خاندان کی تباہی، اور ایک ادنیٰ
 درجے کے نو مسلم، نو دولت کے فضب سلطنت اور پائے تخت دہلی کے
 مسلمانوں پر مصائب و شہادت کے درد انگیز حالات پر مشتمل ہے۔

نایابی کے اسباب | مسلمانوں کے اعلیٰ طبقات میں آج سے سو برس
 پہلے تک ہفت اقلیم کی بادشاہی کا جو غرور
 و ناز، اور اسی نسبت سے ان کی حمیت و خود داری جس مرتبے
 کی تھی، اگر اس کا لحاظ رکھا جائے تو یہ قیاس محض لا یعنی
 نہ ہوگا کہ تغلق نامہ کی سادہ بیانی سے بڑے کر اس کا تاریخی
 موضوع ایسا تھا کہ آج سے چند صدی پہلے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں

* سر ہنری الیٹ نے بھی اپنی مشہور تاریخ ہند میں ایک
 انگریز مستشرق کی قریب قریب یہی رائے نقل کی ہے (جلد سوم ضمیمہ)۔

میں درجہ قبول حاصل نہ کرسکا۔ ادھر پہلے تو سلطان محمد تغلق
 نے پائے تخت دہلی کی آبادی دکن میں منتقل کی اور اس شہر
 کو بالکل ویران ڈبے چراغ کر دیا۔ پھر کچھ مدت کے بعد تیسرو
 کے خوفناک حملے اور بعد کی طوائف الملوک کی ہتکاموں میں
 جہاں اور علم و فن کے خزانے غارت ہوئے، وہاں بظاہر یہ کتاب
 بھی قریب قریب مفقود ہو گئی۔

امیر خسرو کی بعض اور تصانیف زمانے کی اس دست برد
 محفوظ نہیں رہیں اور جیسا کہ بعض مبصرین کا اندازہ ہے ان کا
 آدھے سے زیادہ کلام بے نشان ہو گیا۔ اسی میں مثنوی تغلق نامہ
 کو بھی شامل سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ اکبر کے عہد میں جب
 دوبارہ ہندوستان میں اس و اسان اور علم و فن کا چر چا ہوا تو
 اس وقت یہ مثنوی بہت ہی کم یاب ہو گئی تھی۔

فہمی کا رقعہ | اس بارے میں سب سے دلچسپ اور قیمتی شہادت
 ملک الشعراء فہمی کے رقعے سے ہم پتہ چھی ہے جو

اس نے راجہ علی خان فاروقی والی خانہ دہلیس کو تحریر کیا تھا۔
 یہ رقعہ سر ہنری الیٹ کے کفیات کے ساتھ متحف برطانیہ میں
 محفوظ ہے اور اس تک میری رہنمائی لندن یونیورسٹی کے ایک
 طالب علم محکمہ اشرف صاحب نے کی جو خود بھی غالباً امیر خسرو
 کی شاعری کے متعلق علمی تحقیقات کر رہے تھے۔ اس معاہدے
 پر میں ان کا دل سے مشکور ہوں۔ رقعے کی عبارت یہ ہے:۔

”بہ سلطنت و اہمیت پناہ سید الاقران راجہ علی خان فاروقی والی خانہ دہلیس
 اسد کہ نواب معنی القاب مرگنی اوصاف سویدہ و منصور پاشیک۔ این

ذکر ہے نام و نشان خاک نشین را چہ یارا کہ دم از اشقیاق...
بموجب ضرورت استدعا می نماید کہ از کتاب تغلق نامہ کہ از انفس
مقدسہ امیر خسرو ہست، چند ورق از اول و چاندے از آخر رقعہ،
الغناس فرسودہ دو جز از اول و ہمیں قدر از آخر بہ یکے از
خدمت گران اور فرماہند کہ بہر خطے مسودہ نمودہ بچہت ہند
مصنوب حاملان مرصعہ فرستند۔ اسہد کہ مکارم عالیہ را عدل پذیر
اہن جرأت و تصدیع خواہند داشت۔ ادام اللہ افضالکم —

العبداللہ فیضی —

اس رقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اکبر بادشاہ
کے زمانے میں کم سے کم شمالی ہندوستان میں بہت نادر اور جو
ہو گئی تھی۔ دوسرے یہ کہ بظاہر شاہی کتب خانہ میں اس کا
جو نسخہ موجود تھا اس کے ابتدائی اور آخری اوراق ضایع ہو گئے
صاحب فرہنگ جہانگیری | تھے۔ تغلق نامہ کا جو نسخہ مولف فرہنگ
اور تغلق نامہ | جہانگیری جلال الدین انجو کے سامنے

تھا ممکن ہے وہ کوئی دوسرا اور مکمل نسخہ ہو لیکن اول تو اس
نے اپنے نسخے کا جس سے نام لیا کوئی ذکر نہیں کیا دوسرے یہ بات
بعہد از قیاس ہے کہ فیضی کو اس نسخے کا علم نہ ہوا ہو کہیں کہ انجو
اکبر بادشاہ ہی کے حکم سے اس کے آخری زمانے میں فرہنگ جہانگیری
کی قالیف میں مصروف تھا۔ خود اس مولف لغت کا تغلق نامہ سے
کام لیتا متعدد اشعار سے ثابت ہے جو اس نے سلسلے میں نقل کیے
ہیں اور انہیں ہم آگے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے۔

فرشتہ کا قول | اس موقع پر محمد قاسم فرشتہ کا قول بھی نقل
کر دینا چاہئے۔ اس نے اپنی مشہور تاریخ (کم سے کم
اس کے ابتدائی مقالے) سنہ ۱۰۱۵ھ یعنی عہد جہانگیری کے بالکل
ابتدا میں قالیف کی۔ اور وہ بھی بیان کرتا ہے کہ تغلق نامہ جسے
امیر خسرو نے غیاث الدین تغلق کے نام لکھا تھا، کم باب ہو گیا ہے۔
اس مورخ نے تغلق نامہ کے چار شعر نقل کیے ہیں جن کا مولوی
رشید احمد صاحب نے اپنے مقدمہ میں حوالہ دیا ہے +۔ لیکن یہ
شعر سلطان معزالدین کی قالیف کے حالات کی ضمن میں درج ہیں۔
قطب الدین مبارک، خسرو خان یا خود غیاث الدین تغلق کے حالات
میں اس مثنوی کا کوئی شعر نقل نہیں کیا حالانکہ جا بجا دوسرے
اشعار اور قطعات موجود ہیں۔

مذکورہ بالا اسباب کو پڑھنے کے بعد حیاتی کاشی
حیاتی کا بیان | کی عبارت جو اس نے کتاب کے عنوان میں لکھی
ہے سمجھنی آسان ہو جاتی ہے۔

* جلد اول مطبوعہ نول کشور صفحہ ۱۳۲ —

† اشعار یہ ہیں: —

نشاہد بادشاہ را مست بودن | نہ در عشق و ہوس پھوسست بودن
بود شہ پاسبان خلق پھوسست | خطا بادشاہ کہ باشد پاسبان مست
شہان چوں شد خراب از بادۂ ناب | رسمہ در معصہ گر گل کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است | ثبات کار ہا در ہوشیاری است
(فرشتہ - طبع نول کشور - جلد اول - صفحہ ۸۶)

تغلق نامہ میں ان اشعار کا نشان ۲۷۹ تا ۲۸۲ ہے۔

” آواز سخن در شرح چگونگی بظلم آوردن امیر چند داستان و با تمام رسانیدن کتاب تغلق نامہ سخن پھرائے گزار مر نازگی و نوی گنجور خزائن معنوی امیر خسرو معلوم رحمة اللہ علیہ کہ نہ از نقوش دیباچہ اس اثرے بود و نہ از نثارش خانمہ اس خبرے نہ حدیثہ حمدی را در ہا باز و نہ گلشن مدحت را داستان سرانے بہ آواز“ —

تسخیر میں ”خانمہ اس“ کی بجائے ”خامہ اس“ درج ہے مگر یہ صریحاً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ حیاتی نے صرف ”امیر چنگد داستان“ نظم کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور کتاب تغلق نامہ کو جس میں دیباچہ حمد موح خانمہ موجود نہ تھا اتمام کو پہنچایا ہے۔ نہ یہ کہ پوری کتاب خود لکھے کا ادعا کیا ہو۔ اپنی مظلوم تہذیب میں یہی حمد اور بادشاہ وقت جہانگیر کی صفت و ثناء کے بعد حیاتی لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ھ میں ایک رات بادشاہ نے امیر خسرو کے تغلق نامہ کا ذکر کیا :

ع ” کہ • در تاریخ سال شش صد و اند “

من جملہ اور مظلوم تصانیف کے یہ کتاب بھی خسرو نے

• یہ جہانگیر یا خود حیاتی کی غلطی ہے۔ امیر خسرو کی عمر کا بڑا زمانہ ”شش صد و اند“ یعنی ساتویں صدی میں گزرا لیکن جہا کہ ہم امیر بہان کر چکے ہیں اور خون مثنوی کے واقعات سے جو سنہ ۷۲۰ھ میں ہوئے، ظاہر ہے، کہ تغلق نامہ آٹھویں صدی کی تصنیف ہے۔

لکھی مگر اس کے آغاز و آخر کے اشعار قایم ہو گئے ہیں۔ ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام سخن را نے نشان نے قصہ را نام اور اسی کمی کو پورا کرنے کا حیاتی کو حکم دیا۔ حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا لب لباب ہم نے اپنے خلاصہ مثنوی میں لکھ دیا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کے نا تمام مقالے میں یہی یہ بحث خاصی تفصیل سے موجود ہے۔

حیاتی کے اشعار کی | تعداد اور ان کا صلہ (۱۷۵) ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے اخیر کے بھی کچھ شعر جن کا وعدہ کیا ہے (دیکھو بیٹ ۱۶۸ تا ۱۷۷) تحریر کیے ہوں لیکن وہ اب مفقود ہیں۔ ان محفوظ تمہیدی اشعار کی تاریخی اہمیت اور معنوی خوبی تقریباً ہتر ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ادبی اعتبار سے یہ شعر نہایت صاف و شگفتہ ہیں۔ کم سے کم اس کے مدوح جہانگیر کو تو وہ اتنے پسند آئے کہ اس نے حیاتی کو روز سوخ و سفید سے تلو کر اس کے ہم وزن و زبہہ انعام دیا۔ نڈگروں میں سعیدائے کیلانی کا یہ قطعہ تاریخ اس واقعے کی یادگار میں نقل کیا ہے :-

چون حیاتی را ہزر سنجید شاملشہ مصر

بادشاہ عدل گستر شاہ کردوں اقتدار

شاہ نور الدین جہانگیر امیر اکبر بادشاہ

آفتاب ہفت کشور سایہ پروردگار

یہر تاریخش ہرزے گئے مہوان چرخ

شاعر سنجھدہ شاہی رقم زد روزگار

احوال حیاتی کاشی | اس موقع پر حیاتی کاشی کے حالات میں مختصر طور پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی

نہ ہوگا کہ یہ شاعر اپنے وطن ایران سے پہلے احمد نگر آيا اور بظاہر اچھے آخری زمانے میں جہانگیری دربار میں پہنچا تھا۔ یہ جہانگیری کی مشہور تاریخوں میں اس کا حال نہیں ملتا۔ توک جہانگیری بھی اسے سولے چاندی میں تولنے کا ذکر نہیں کرتی۔ قریب العصر تاریخی تذکرہ یعنی 'طبقات شاہ جہانی' ذیل کی چند سطروں پر اکتفا کرتا ہے۔ —

جہانی کاشی۔ "از درک مندان بوک و در اقسام شعر مستثنی۔ صاحب دیوان بوک و باسابقان اکابر سرے داشتہ اگرچہ از مادہ علمی ماری بوک اما فہمے درست داشتہ۔ وفاتش در زمان جہانگیر بادشاہ واقع شد"

'والہ دافستانی' کے ضخیم تذکرے میں صرف ایک سطر جہانی کاشی کے حصے میں آئی۔ بعد کے ہندوستانی تذکروں میں سب سے واضح کھنڈت ہم کو 'خزانہ عامراہ' میں دست یاب ہوئی جس نے بعض پہلے تذکروں کی فطی بھی صاف کر دی ہے۔ —

حیاتی کاشی

"جہاتی کاشی شاعر شیریں ابیات است و میر آب

چشمہ آب حیات۔ آغاز حال تخلص 'سقائی' می کرد۔

وجہ تخلص اسے کہ بمصاحبت بعض ملاحظہ

پرکار ہمتش کرد اہل نقطہ گردید و در علم منطقہ

ترقی بسیار کردہ مرکز دائرہ نقطویار گشت و نقد ہوش

در عشق صرفا پسرے باختہ همراه او از 'کاشان'

'بغزویں' رفت و مدتے در آنجا با امنا یعنی اہل

نقطہ اختلاط داشت جمعے ازین طائفہ را با چند کتاب

در حضور 'شاہ طہماسپ صفوی' بردند و بحکم شاہی

ہوے این ما محبوس و معذب گردیدند۔ بعد در سال

چالے از شکنجہ حبس نجات یافتہ جانب شہراز رفت و

یک دو سال در آنجا گزارانہدہ در سادہ ۹۸۶ ستہ و ثمانہن

وتسع سائے بوطن مانوس کاشان شتافت و نقطہ را از لوح

خاطر شستہ سربر خط کین نبوی گذاشت و بعد زمان

بسور از کاشان متوجہ دیار دکن گردیدہ در احمد نگر

بسروری برو۔ یکے از مقربان جہانگیر بادشاہ تعریف او

بہ سمع بادشاہ رسانید۔ حکم طلب او صادر شد۔

جہاتی امثال امر نمونہ خوب را بدرگاہ رسانید و مشمول

عواطف خسروانہ گردید۔ در سادہ تسعہ و عشر و الف

مثنوی امیر خسرو مسمی بہ تغلق نامہ پسند خاطر

بادشاہ افتاد۔ یک مبحث آن کتاب مفقود ہوک۔ شعراء

ملازم رکاب بہ نظم آن مبحث ماسرر شدند۔ ہر کدام

سرمایہ فکر خود تعہد معمل بادشاہی ساخت۔ ازں جملہ

نظم جہاتی نہایت مقبول افتاد۔ حکم شد تا بجلد و

آن جہاتی را بزر سرخ و سفید سنجدند۔ شش خریشہ

در پادہ افتاد۔ ہر یک خریشہ مشتمل پر ہزار اشرفی

و روپہہ و سعیدائے کیلانی در تاریخ این واقعہ گردید۔

”چوں حیاتی را - الخ“

خان آرزو را در حیاتی گھلانی و حیاتی کاشی غلط واقع شدہ - از
مطالعہ مجموع النفاٹس تالیف او واضح می شود - از انفا س حیاتی
اسمعا : اشعار (خوانندہ مامور) -

حیاتی کی نظم | آزاد کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ حیاتی
کا صحیح رسمہ | نے تغلیقی نامہ کا صرف ایک ”مبحث“ (یا فصل)
جو گم ہو گیا تھا تحریر کیا . دوسرے ، قطعہ تاریخ سے حیاتی کی
نظم کا صحیح سال یہی معلوم ہو گیا اور اس میں مطلق شبہ نہیں
رہا کہ وہ تغلیقی نامہ جس سے فرشتہ نے سنہ ۱۰۱۵ھ میں چار شعر
نقل کیے حیاتی کا لکھا ہوا کلام نہیں ہو سکتا کہوں کہ ’حیاتی‘
نے تغلیقی نامہ میں جو کچھ لکھا وہ فرشتہ سے چار سال بعد سنہ
۱۰۱۹ھ کی تحریر ہے -

۲ - علیٰ ہذا فرہنگ جہانگیری کی تالیف اکبر کے عہد سنہ ۱۰۰۵ھ
میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۰۱۷ھ میں تکمیل کو پہنچی
چنانچہ ع :-

”زہ فرہنگ نورالدین جہانگیر“

سال تکمیل کی تاریخ ہے - اگر تغلیقی نامہ کا یہ نسخہ جو
ہمارے سامنے ہے حیاتی کاشی کی سنہ ۱۰۱۹ھ کی تصنیف ہوتا
تو ظاہر ہے کہ اس کے چند سال پہلے کی تالیف فرہنگ جہانگیری
میں اس کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکتے تھے دوسرے فرشتہ اور
عضدالولہ انجو دونوں تغلیقی نامہ کے اشعار کو صراحتاً امیر خسرو کے
نام سے نقل کرتے ہیں اور یہ ناموں سے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر

حیاتی کے کلام کو امیر خسرو سے منسوب کر دیا ہو -
تغلیقی نامہ کے اشعار | فرشتہ کے اشعار ہم اوپر نقل کرچکے ہیں -
فرہنگ جہانگیری میں | ذیل میں وہ اشعار نقل کرتے ہیں جو
ایک سرسوں تلاش سے فرہنگ جہانگیری میں صراحتاً امیر خسرو
کے نام سے ہمیں دستياب ہوئے اور جو ہمارے نسخہ تغلیقی نامہ
میں موجود ہیں :-

اشعار تغلیقی نامہ جو فرہنگ جہانگیری (مطبوعہ : سنہ ۱۸۷۹ع مطبع
نور ہند لکھنؤ) میں سندا نقل کئے گئے ہیں :

صفحہ تصکت نشان بیہت
جہانگیری (لفظ) تغلیقی نامہ
شعر

۳۳۲ خوابہ ۲۸۱ شہاں چوں شد خراب از بانہ قباب
وہ در معدہ گولگ کلد خواب
۴۰۵ مردم ۲۸۹ نشاید ہیچ مردم خفتہ در کار
کہ در پایاں پشہانی دھہ بار
۳۲۸ چرخ ۶۱۱ کہے کس چشم زخم از چرخ روزیست
رسد گرچہ جہاں در چرخ روزیست
” ” ۶۱۲ جو زخم از تہر بے تدبیر چرخ است
نہ کم تر تیر چرخ از تہر چرخ است
۳۲۰ بزاندہ ۱۱۷۶ ولایت دارم و گنج و خزاندہ
سواہے نیز چوں بان بزاندہ
۳۰۳ لہر ۱۲۱۱ ملک کو لشکر آفت سگا لہس
جو سوج لہر پریشاں دید حالس
۳۰۴ لہر ۱۲۱۲ ترہی رو یوں چوں افغان جنگی
ولے ہم چوں کلاہ لہر بہ تنگی

۱۷۳ شارک ۱۹۱۴ اگر شاہین زبون گردہ ز شارک

کلہ گل مرغ را زہد بتارک

۹۱ باخہ ۱۸۷۱ بسا بر دل نہنگ از تہغ کہدہ

کہ بر ہز ہدہ چوں باخہ بسیدہ

(ف) شمس اللغات چہا پہ بمبئی صفحہ (۱۱۲) میں ہوں

یہ شعر امیر خسرو کے نام سے درج ہے۔

۱۲۳ دار ۲۱۳۸ خودش در دہلی و جاں در ہوا در

تلش در شہر و جاں در دارمندو

۱۴۴ لہ ۲۱۵۳ لڑے کردند ناہوار در پیش

کہ باد از سر ہرآید در تگ خویش

۱۲۷ تار - قال ۲۱۹۶ ز سیری بسکہ ہند ز سیز خورد شد

ہمہ قال بونجہی قال زر شد

۱۲۰ پایتازہ ۲۸۲۹ رسہ گرگان رہا بندہ از سپاہی

فرس دزدان بزدہ از پایتازہ

ذیل کے در شعروں کے متعلق جو تعلق نامہ کے بیسے نشان

(۶۴۸) و (۶۴۹) ہیں، فرہنگ جہانگیری جلد اول صفحہ (۴۵۱) میں

یہ عبارت لکھی ہے :-

" حکیم امیر خسرو این معنی را در کور کردن پسران سلطان

السلطین، رقاب الامم، ملوک الشرق والعجم علاہ الدین والدنیا گفته :-

کسے کو بروکشید این دیدہ سر بسان خستہ شغلا لو بود تر

ہو چشم او چو دو عذاب خستہ ہمیشہ خستہ و در خون نشستہ

تغلق نامہ کی لیکن حیوت اور افسوس کی بات ہے کہ جہانگیری

دوبارہ فایابی کی اس قدرانی اور گارش کے باوجود تغلق نامہ

کا یہ نسخہ بھی جس کی چھاتی نے تہہید لکھی تھی ملک میں

رواج نہ پاسکا اور بعد کی تاریخوں اور تذکروں میں اس کا بہت

ہی محفل ذکر یا صورت نام باقی رہ گیا ہے۔ اسی سلسلے

میں مجھے متحف برطانیہ میں نواب ضیاء الدین خاں نیر دہلوی

کی ایک تحریر ملی جو انہوں نے امیر خسرو کے حالات اور تصانیف

کے متعلق بطور یادداشت قلمبند فرمائی تھی۔ یہ غالباً سنہ

۱۸۳۸ ع کی تحریر ہے اور سر ہنری الہٹ کے ذخیرے کے ساتھ

متحف مذکور میں داخل ہوگئی ہے۔

نواب ضیاء الدین خاں | نواب صاحب موصوت نے من چہلہ اور تاریخ

کا بیان | مسخوطات کے امیر خسرو کی تاریخ مثنوی

خزائن اللوح کا ایک نسخہ سر ہنری الہٹ کو دیا تھا۔ اور اسی

فاضل انگریز کی فریاد سے خود اپنی قلم سے امیر خسرو کے

حالات بھی لکھ کر کتاب کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس میں نواب

صاحب موصوف لکھتے ہیں :-

" مثنوی نہیں تغلق نامہ است کہ در حال تغلق شاہ

تصنیف نمودہ کہ بس عذیم الوجود است و آخرین

تصنیفات است "

پھر حاشیہ پر یہ سطر تحریر کی ہے :-

" ہمگی کتب مذکورہ مصنفہ امیر خسرو بحق تغلق نامہ

کہ جز اسمے مسمی ندارد نزد این احقر العباد موجود "

تغلق نامہ کی دریافت | اس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی
گزشتہ دو صدی میں بھی نایاب رہی اور
سنہ ۱۹۱۴ء میں جب نواب استحق خان مرحوم نے کلمات خسرو
کی تلاش اور طبع کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا تو اس وقت
بھی ہندوستان یا بیرونی ممالک کے کسی مشہور کتب خانے میں
اس کتاب کا پتہ نہیں چلا اور یہ محض نادر اتفاقات تھا کہ یہ
مثنوی مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی رئیس حبیب گنج
کے ذاتی کتب خانے سے اور جہانگیر نامہ کے نام سے برآمد ہوئی۔
مولانا شروانی صاحب کو ایک مدت تک یہ شبہ رہا کہ یہ
کتاب حقیقت میں امیر خسرو کا تغلق نامہ ہے یا حیاتی گاشی
کی بعد کی نظم۔ لیکن ذنیائے ادب کو مولوی رشید احمد صاحب
انصاری مرحوم کا احسان مند ہونا چاہیے جنہوں نے بہت جلد
معلوم کر لیا کہ حیاتی گاشی کی تمہید کے ساتھ اصلی تغلق نامہ
یہی ہے۔ اس عظیم الشان "دریافت" کا فخر انہی مرحوم کو حاصل
ہے۔ پھر انہوں نے شروانی صاحب کے نسخے کی اپنے قلم سے نقل کی
اور اس پر ایک مقدمہ بھی تحریر کیا جو پورا نہ ہونے پایا تھا کہ
ان کا انتقال ہو گیا۔

نواب استحق خان کے انتقال سے کلمات خسرو کی طبع و اشاعت
کا کام بھی معرض التوا میں پڑ گیا اور تغلق نامہ کو شاید اس
واسطے اور بھی نظر انداز کر دیا گیا کہ اس کی اصلیت ہی
مشکوک و مشکبہ تھی۔

تین سال ہوتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا

نسخہ ان کے داماد کی وساطت سے صہری نظر سے گزرا۔ اور محض
کتاب کی چند داستانیں پڑھ کر ہی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ
امیر خسرو کی کم شدہ مثنوی ہے۔ یورپ کے سفر میں بھی یہ
نسخہ مہرے ساتھ تھا۔ اور میں نے کوشش کی کہ وہاں کے کسی
کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ناقص یا کامل مل سکے
تو بہم پہنچایا جائے۔ لیکن اس تلاش میں کامیابی نہ ہوئی اور
آخر میں یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مجلس مضبوطیات فارسیہ کی
طرف سے مولوی رشید احمد صاحب کا نسخہ خرید لیا جائے اور
مولانا شروانی کے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کر کے یہ کتاب
مجلس چھاپ دی جائے۔

مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نا تمام مقدمہ بھی

کتاب کے ساتھ چھاپا جا رہا ہے۔ اور مثنوی کے تاریخی واقعات
کا ایک خلاصہ میں نے لکھ کر مقدمے کے بعد شامل کتاب کر دیا ہے۔

تغلق نامہ کی تاریخی اہمیت | کتاب کی تاریخی اہمیت
مثنوی بلکہ محض اس کے اردو خلاصہ

کے مطالعہ سے واضح ہوگی لیکن میں یہاں خاص طور پر اس کی
ایک خصوصیت بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے

کہ اس مثنوی میں سلطان قطب الدین کے قتل، خاندان علائی

کی تباہی، خسرو خان کی چند روزہ بادشاہی، تغلق کی سرتابی،

بعض امرا سے خط کتابت، دہلی پر چڑھائی اور دو بڑی لڑائیوں کے

بعد فتح پابی، خسرو خان اور اس کے بھائی کی گرفتاری، اور

قتل کے متعلق ایسے صحیح اور تفصیلی حالات ملتے ہیں جو کسی

دوسری تاریخ میں موجود نہیں ہیں۔ افریقی سیاح ابن بطوطہ کا بیان ہے ربط اور بہت مجہول ہے اور ہمیں اس سے زیادہ توقع رکھنے کا حق بھی نہیں ہے۔

یونی کی تاریخ | لیکن ضیاءالدین بونی جس کی تاریخ محفوظ ہے اور غلطیاں اور جو ان تمام واقعات کے وقت خود دہلی یا اس کی فوج میں موجود ہوگا، افسوس ہے کہ اس نے بھی ان واقعات کو اچھی طرح اور پوری صحت و وضاحت کے ساتھ قلم بند نہیں کیا۔ اور اس کی تاریخ میں ان واقعات کا کوئی صحیح مہینہ یا سنہ تک درج نہیں ہے۔ 'خسرو' کی بادشاہی کا زمانہ اس نے ایک جگہ "چار ماہ" اور دوسری جگہ "سہ چار ماہ" لکھ دیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اسی بے احتیاطی سے بعد کے اکثر تاریخ نگاروں کو طرح طرح کے مغالطے ہوئے۔ اور قطب الدین کے قتل سے محمد تغلق کی تخت نشینی تک جملہ واقعات کی تاریخوں مستقل ہو گئیں پس تغلق نامہ کے مل جانے سے ہماری تاریخ کا اہم واقعات کی یہی فائدہ کچھ کم نہیں کہ اس مثنوی کی صحیح تاریخیں بدولت سب تاریخوں کی تصحیح ہو جاتی ہے۔

کہونکہ خسرو نے نہایت صراحت سے لکھا ہے کہ قطب الدین کا قتل جہادی الثانی سنہ ۷۲۰ھ کی عین چاند رات کو واقع ہوا :-

* بونی مطبوعہ ایشیا تک سوسائٹی صفحہ ۴۱۱، ۴۱۲
+ سیرالولیا (مطبوعہ چرنجی لال صفحہ ۱۵۱) اور حضرت
(بقیہ حاشیہ پر صفحہ آگلاہ)

چو تاریخ عرب شد ہفتاد و ہشت ثبات قطب شد کم جانب زیست
جساد درنہوں را شک دیدار ہلال تپیرہ و تاریک دیدار
شد آن مہ ہرہمہ گہاں مبارک مگر بر طالع سلطان مبارک
اور تھیک دو مہینے بعد غازی ملک تغلق غاصب خسرو خان
کو شکست دے کر پہلی شعبان سنہ ۷۲۰ھ کو تخت دہلی پر
متمکن ہو گیا :-

"چو صبح قرہ شعبان فرخ نہون از تخت گاہ آسہاں رخ"
یہ ہفتے کا دن تھا اور خسرو خان سے آخری لڑائی اس سے
ایک دن پہلے یعنی جمعہ کو ہوئی تھی :-
ہمہ شب بود خسرو اشکر آزلے سران و سر کشانش نیز برہائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت زمانہ غلغل خونریز برداشت
دن کا ذکر بونی اور بعد کے مورخوں نے بھی کیا ہے کہ لڑائی
جمعہ کو ہوئی اور دوسرے دن تغلق تخت نشین ہوا مگر ان میں
بے کوئی صحیح تاریخ نہیں لکھتا۔

اس اہم تاریخی اطلاع کے بہم پہنچ جانے
اس عہد کے رسل و رسائل کے بعد ہمیں یہ اندازہ کرنے کا بھی موقع
ملتا ہے کہ اس زمانے میں رسل و رسائل کا کس قدر عمدہ انتظام تھا
کہ صرف دو مہینے کے اندر تغلق بعض اور ہم خیال امیروں کی فوج

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

سلطان المشایخ کے بعض دوسرے تذکروں میں بھی یہ بات ضابطاً
تصریح ہے کہ سلطان قطب الدین چاند رات کو مارا گیا لیکن ان
تذکروں میں صحیح مہینہ درج نہیں ہے۔

ساتھ لے کر دیپال پور سے لڑتا بھرتا پائے تخت دہلی تک پہنچ گیا حتیٰ کہ شروع میں راقم الحروف کو اس دور مہمانی کی مہمت تسلیم کرنے میں اسی لیٹے ناسل تھا کہ اتنے قلیل زمانے میں غازی ملک تغلق کو دور دور کے صوبہ داروں سے خط کتابت کرنے کی مہمت کیونکر ملی۔ امیر خسرو نے ان صوبہ داروں کے نام اور مقام اور ان کی مکاتبت کا حال خاصی تفصیل سے تحریر فرمایا ہے (۱۰۷۳ تا ۱۳۱۵)۔ پائے تخت دہلی سے خود تغلق کا مستقر دیپال پور سے سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھا۔ اگرچہ اس صوبہ کی حدود سرستی ندی یعنی موجودہ شہر حصار کے قریب تک پھیلی ہوئی تھیں جس کا فاصلہ دہلی سے سو میل سے بھی کم ہے۔ جن صوبہ داروں کو تغلق نے خط لکھ کر خسرو خان کی مخالفت پر ابھارا ان میں سب سے زیادہ دور سہوان (موجودہ ضلع لوکانا) صوبہ سندھ اور جالور (ریاست جود پور) کے والی تھے۔ نقشے میں دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ دیپال پور سے سہوان کا فاصلہ تقریباً (۱۴۲۵) میل اور جالور کا (۱۴۰۰) میل کے قریب ہے۔ تاک چوکی کے عہدہ انتظام کی بدولت اتنے دور کے مقامات تک سرکاری تاک کا ہتھہ عشرہ میں پہنچ جانا خلات قیاس نہیں اور ابن بطوطہ کے سفر نامے نیز پرتی وغیرہ مورخوں کی تصدیقوں میں ایسی نظیریں بھی ملی ہیں کہ سرکاری ہرکاروں نے اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک اطلاعات پہنچا دیں۔ جیسا کہ مثنوی یا اس کے خلاصے سے معلوم ہوگا تغلق نے جن صوبہ داروں کو خط لکھے تھے ان میں سے صرف ایک شخص 'بہرام ابیہ' فرج کے

ساتھ تغلق سے آملہ اور دہلی پر لشکر کشی میں نمایاں خدمات انجام دیں اسی بہرام کو بعد میں کشلے خان کا خطاب اور پورے سندھ و ملتان کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی۔ کتاب کے ادبی محاسن یا صنایع بدایع پر میں نے کچھ نہیں لکھا۔ تغلق نامہ میں ایسے صنایع بہت کم ہیں اور مصنف عیالہ الرحمۃ کے ان کمالات پر زیادہ واقف اہل ذوق کلیات خسرو کے بعض دیباچوں میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ البتہ مختصر طور پر یہ لکھنا باقی ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نسخہ مجلس منطوطات کے لیے خریدنے کے بعد اس کی اصل کتب خانہ حدیب گنج سے ملنائی گئی اور منگوس مولانا شورانی رئیس حدیب گنج کی عنایت سے تغلق نامہ کا یہ دنیا میں واحد نسخہ کئی ہفتے پیڑے پاس رہا۔ اس عنایت پر میں مجلس کی طرف سے جناب مدوح کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

نسخہ حدیب گنج کا نام یا کتابت کا سن درج نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا آخری اوراق مفقود ہیں، آخری صفحہ پر ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے ضرور کم سے کم ایک یا زیادہ اوراق موجود تھے۔ اسی خاتمہ کتاب سے چند ورق پھلے حاشیہ پر ایک عنوان کا شعر تحریر ہے۔ یہ اسی بعد و قافیہ میں ہے جس میں تغلق نامہ کی داستانوں کے دوسرے عنوانات لکھے گئے ہیں۔

حدیث چتر و کشور اہن شہزادگان وانکہ بشغل آراستن کار ملوک و بلندہ و جاگر

اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک داستان امیر خسرو کی لکھی ہوئی اور موجود تھی جس میں تغلق کی تخت نشینی کے بعد، ملوک و امرا کے جدید مراتب و ملاصب کا حال تحریر تھا۔

نسخے کے اوراق بھی بعض جگہ غور مرتب ہو گئے ہیں مگر ان کا سلسلہ تھوڑے سے تجسس کے بعد مل جاتا ہے۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، جن میں بہت سی مواوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنی نقل میں درست کردی تھیں اور ہم نے اس اصلاح سے کافی استفادہ کیا۔ کتاب کو بار بار محضت اور غور کے ساتھ پڑھنے سے بہت سی دوسری غلطیاں بھی صاف ہو گئیں۔ مگر سوائے بالکل صریحی اور یقینی افلاط کے ہم نے متن میں ہر جگہ نسخہ حبیب گنج کی کتابت کی مجلسہ نقل کردی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب یا اپنی قہاسی تصحیح کو حاشیہ میں لکھا ہے۔ کتاب کی آخری خواندگی اور تصحیح میں مولانا احتشام الدین صاحب حقی دہلوی سے نہایت مفید مشورے ملے جس کے لئے میں ان کا منت گزار ہوں ہر بار کی خواندگی اور تصحیح میں شہداء محمد صاحب عیدر آبادی جو مجلس مخطوطات کے دفتر میں کام کرتے ہیں، دیرایز معین وہ اور بعض عمدہ مشوروں سے مجھے سہاؤں کیا۔

نسخہ حبیب گنج کے ایک صفحہ کا عکس لے کر شامل کتاب کو دیا گیا ہے جس سے اس کی تقطع اور خط کا اندازہ ہوگا۔ یہاں اتنا اور لکھ دینا چاہئے کہ اس نسخہ کے سرورق پر یہ

الفاظ تحریر ہیں: "نسخہ حبیب گنج یہاں سنا ہے"

"جہانگیر نامہ عطایہ جہانی کاشی۔"

اللہ اکبر! یہاں حبیب گنج کا نسخہ صاف ہے۔

دہلی۔ خاندانہ قطب صاحب۔

مرزا سکندر بخت

پہلے جملے سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ خود جہانی کاشی نے لکھا کر اپنے کسی دوست کو "عطا" کیا تھا۔ مگر انسوس ہے کہ اس کے بعد کی سرگزشت نا معلوم ہے اور خود مرزا سکندر بخت کے متعلق بجز اس صریحی قیاس کے کہ تیموری خاندان کے شہزادے ہوں گے * اور کچھ حالات معلوم نہیں ہوئے۔ نسخہ مجلد ہے۔ اگرچہ جلد کچھ بہت پرانی نہیں ہے۔ اہمیت کاغذ یقیناً کم و بیش ۵۰ سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے۔ جگہ جگہ سے گرم خوردہ اور کہیں کہیں پائی کی سیل کا نشان بھی موجود ہے۔ کل صفحات (۱۹۷) ہیں۔ نثر کا پہلا عنوان اور بعد کے

* مکرسی مولوی غلام بیگدانی صاحب جنہوں نے ازراہ گرم اس مقدمے کو ناقدانہ ملاحظہ کیا اور اپنی رائے سے مجھے مستند فرمایا، لکھتے ہیں کہ:

"ایک میرزا سکندر بخت دہلی میں قدر کے بعد

بھی موجود تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا انتقال

ہوا ہے۔"

خود جناب شروانی صاحب کو یہ کتاب لکھنے کے کسی کتب

فروش سے ملی تھی۔

غائب ہو گئے ہیں۔ اور جا بجا سے عنوان بھی پھت گئے ہیں۔ ایسی عمدہ کتاب کو حوادث روزگار نے ابتداء و پریشان کر دیا ہے۔ میرے خیال میں اسی وقت یہ بات آئی کہ کسی ایسے شاعر سے جو اس کا اہل ہو فرمایش کی جائے کہ اس نظم میں سے جو چیزیں ضایع ہو گئی ہیں وہ ان کو پورا کر دے۔

یہ فرمائے کے بعد (حیاتی بیان کرتا ہے کہ) اس وقت جب کہ زمانہ فتنے سے خالی تھا، میرے نصیب سے کافل کھا۔ اور بادشاہ کی نظر مجھ پر پڑی اور اشارہ ہوا کہ اے شخص اس پڑائے مجموعے کو تو نیا کر تاکہ خسرو کی روح ہم سے خوش ہو۔ تو اس کام کی بخوبی اہلیت رکھتا ہے۔ جب تک یہ اتہام کو نہ پہنچے ہاتھ سے قلم نہ رکھیو (نمبر ۸۰ تا ۱۰۰)۔ حیاتی کہتا ہے کہ میں نے حکم بادشاہی کو بسر و چشم قبول کیا اور اس نظم کے لکھنے میں دل و جان سے مصروف ہو گیا۔ پھر چند اشعار میں بادشاہ کے اس خیال کی تعریف لکھ کر ایسے دہائیوں کی ہیں (تا نمبر ۱۲۵) اور یہ وہ شعر نقل کھے ہیں:-

۱ - چو بھنگ آسمان از دیدہ مہر شوں خارا زر از زہیائی چہر
۲ - نگر ہدھد کہ مرنے کم ہنر شد سلیمان چون گزیدش تاجر شد
پھر نیکیوں کی تعریف اور ان کی صحبت کے فوائد اور تمثیل میں ایک حکایت لکھی ہے (نمبر ۱۲۷ تا نمبر ۱۵۱) اور اس کے بعد صراحت کی ہے کہ میں نے یہ اشعار نصیحت آمیز اس وجہ سے لکھے کہ تغلق نامہ خسرو میں ایک داستان پند و موعظت

کی تھی جو ضایع ہو گئی اور اب اس کے صرف یہی دو شعر (جو اوپر نقل کیے گئے) باقی رہ گئے ہیں۔ چونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ یہ بھی پوری کی جائے لہذا میں نے چند تکررے اسی مثنوی کی طرز پر نظم کیے۔ اور ان دو شعروں پر اتنے نقیص اشعار کا اضافہ کر دیا (تا نمبر ۱۶۷)۔

مذکورہ بالا بیان کے بعد سخن میں تو صریحاً اصل مثنوی یعنی تغلق نامہ امیر خسرو کی نظم شروع ہو جاتی ہے لیکن حاشیہ پر بارہ شعر بظاہر بعد میں بڑھا دئے گئے ہیں۔ ان میں حیاتی لکھتا ہے کہ اگر اب بھی میرے (یعنی حیاتی کے) عمدہ کلام کی تشنگی باقی ہے تو ناظرین کتاب کے خاتمے کو دیکھیں جہاں میں نے بڑے تکلف سے بزم مسرت کا نقشہ کھینچا ہے* (نمبر ۱۶۸ تا نمبر ۱۸۰)۔ پھر امیر خسرو کے وہی دونوں شعر (جن پر یہ تمہید کے ایک سو چہتر شعر لکھے تھے) نقل کر دیے ہیں جو اس بات کا مکرر اشارہ ہے کہ یہاں سے اصل مثنوی تغلق نامہ خسرو شروع ہوتی ہے۔

اصل مثنوی تغلق نامہ

(۱)

ہر چند تغلق نامہ کے ابتدائی اوراق ضایع ہو گئے اور بظاہر حمد و نعت کی داستان یا پہلے باب میں صرف وہ دو شعر باقی

* لیکن جیسا کہ مقدمہ کتاب میں ہم بیان کر چکے ہیں ہمارا نسخہ ناقص الآخر ہے اور اصل مثنوی کے آخری اوراق کے ساتھ بظاہر حیاتی کے یہ مکتوبہ بالا اشعار بھی نہیں ہو گئے ہیں۔

۲۷ آگے جن کا حیاتی نے اوپر ذکر کیا تاہم مثنوی کا اصل مضمون
 یہیں سے شروع ہوتا ہے اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ ایک تہذیبی
 حکایت سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے جوہریوں
 کی پرکھ آزمائے کے لیے انکو تھی پر سبز بلور کا ٹکوا جزوا لیا اور
 فن کے ایک ماہر کو دے کر کہا کہ اس زمرہ کی قیمت کیا ہوگی۔
 وہ شخص جس طرح اپنے فن میں کامل تھا اسی طرح نہایت مائل
 و ادب شناس بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ایسا جواہر دنیا بھر میں
 نہیں مل سکتا۔ اس پر بادشاہ نے بگڑ کر ارادہ کیا کہ اس جوہری
 کو انڈھا کرا دے لیکن اس نے رو کر جان کی امان مانگی اور عرض
 کیا کہ اے بادشاہ میں نے پہلی ہی نظر میں اس نگینے کی حقیقت
 پہچان لی تھی لیکن جب یہ بادشاہ کے ہاتھ میں آیا تو از
 خود بیش قیمت جواہر بن گیا۔ میں نے اسے زمرہ اس لیے نہیں
 کہا کہ سوائے رنگ کے اس میں کچھ نہ تھا اور ادب شاہی کی
 وجہ سے اس کا اعزاز یہ کیا کہ اسے ایک نادر روزگار چیز بتایا۔

یہ حکایت لکھ کر، امیر خسرو اپنے مدح بادشاہ (فیثات الدین
 تغلق اول) سے خطاب کرتے ہیں کہ ہر چند میری کتاب کوئی
 قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن جب تجھے جہسا بادشاہ اس پر
 کرم کی نظر کرے گا تو اس کی قیمت خود بخود بڑھ جائے گی۔
 پھر اپنی اور اپنے کام کی بے حقیقتی لکھ کر فرماتے ہیں ”میں
 نے اپنی لیاقت کے مطابق کوشش کی ہے۔ اے بادشاہ تو اپنی
 شان کے مطابق کام کو اور اسے قبولیت دے۔“ آخر میں چند شعر
 اپنی گلاہ گاری اور اس کے مقابلے میں رحمت الہی کی بے کراں

وسعت پر تصویر کھینے ہیں اور حسب معمول بادشاہ کو دعا
 دے کر دوسری داستان شروع کی ہے۔ (تایمت ۲۷۰)

(۲)

نہ سپہر و شہرہ بعض دوسری مثنویوں کی طوح مصنف رح
 نے اس مثنوی کی داستان کے عنوان بھی منظوم تصویر کھینے ہیں۔
 لیکن اصل مثنوی کی بجز ہزج مسدس مکسور ہے اور جملہ عنوانوں
 کی بجز ہزج سالم ہے چند نچھ اصل مثنوی کا پہلا عنوان یہ ہے :-
 خطاب از حضرت شاہ و از خواہش یہ دستاخی

کہ از چشم رضا و مرحمت بہند دریں دفتر
 پھر بادشاہ وقت فیثات الدین تغلق کی مدح کرتے ہیں کہ
 وہ رزم و بزم دونوں میں یکانہ روزگار ہے۔ اس کی بزم ”فردوس
 زمانہ“ ہے اور اس میں بہت سے ”فردوسی“ یعنی شمرائے
 قہار الکلام موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی جادو بیانی
 دکھائی اور شاہ ناسے لکھے۔ مجھ کو بھی بادشاہی اشارہ ہوا کہ
 اس کے نام پر تازہ نقش تیار کروں۔ ہر چند میری مثنوی میں
 کوئی موتی اس قابل نہ تھا کہ اسے مسند شاہی پر نچھاور کرنا
 لیکن جب اس شاہ غازی کے حالات لکھنے کی ہمت کی تو اس
 کی برکت سے معانی کے موتی قیام سے بوسٹے لکے۔ اسی اسد
 شہابی سے میں نے یہ موتیوں کی لڑی تیار کی کہ شاہک حضور بادشاہ
 کے پسند آئے کہونکہ ادنی کلام بھی بادشاہ کی پسند سے اعلیٰ ہو جاتا
 ہے۔ اور جس خطا کو بادشاہ جایز رکھتے ہیں، وہ تصویر کی زینت
 و صلت بن جاتی ہے (۲۴۵ تا ۲۳۸)۔ اس کے بعد دوبارہ تقریباً

(۳۰) شعر بادشاہ کے اوصاف جہاں داری، سپہ گری، حسن انتظام اور عدل و تدبیر کی مدح میں لکھی ہیں اور دہا دے کر، "در شروع نظم می گوید" کے نثریہ عنوان سے اصل قصے کا آغاز کیا ہے۔ یعنی سلطان قطب الدین خلجی، کی آئندہ تباہی کی قہقہہ میں لکھتے ہیں کہ شراب، عشق، جوانی، حکومت اور اقبال ہندی وغیرہ ایسی ہوائیں ہیں کہ جس کے سر میں بھر جاتی ہیں، اسے مستقبل کا کچھ ہوش باقی نہیں رہتا لیکن بادشاہ کو عشق و مستی کی وجہ سے مدہوش ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ اس کے ذمے صرف اپنی ہی سرد و بہبود اور ذاتی حفاظت نہیں ہے بلکہ تمام رعایا کی حفاظت اور پاسبانی کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ بادشاہوں کو آدمی کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ خصوصاً اس لیے کہ ان کے سامنے جو لوگ آتے ہیں ان میں بہت سے دوست کے لباس میں چھپے ہوئے دشمن ہوتے ہیں۔ انہی نصائح میں یہ بلاغ شعر لکھا ہے:-

"چو درہر کس سپاس و ناسپاسی است فراست دختر مردم شناسی است"

پھر لکھتے ہیں کہ آخر کار یہ بات سب پر روشن ہو گئی کہ سلطنت پر عنقریب بلا آنے والی ہے اور سلطان قطب الدین مبارک (خلجی) کی زندگی کی خیر نہیں ہے۔ حسن خسرو خاں جس کو بادشاہ نے خاک سے پاک کیا اور بہت ادنیٰ درجے سے رتبہ اعلیٰ تک پہنچایا، اور جس کی نسبت کسی ہوائی کا گمان اس کے دل میں نہ گزرتا تھا، وہ سپہری کے پالے ہوئے سانپ کی طرح بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہو گیا۔ بعض لوگوں نے

اشارے کنایے میں بادشاہ سے یہ بات عرض بھی کی لیکن قصے آسمانی نے اس کے گوش تمیز کو بند کر دیا۔ اور اس نے دوست دشمن میں امتیاز نہ کیا۔ یہاں ایک شعر (نمبر ۳۰۹) میں بادشاہ کی ہوسناکی کے قام سے اسی جذبہ شہوت رانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی صراحت مولف قہر روز شاہی نے اس واقعے کے بیان میں جا بجا کی ہے۔

حسن خسرو خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ نسل و نژاد کے اعتبار سے ہندو تھا۔ بادشاہ نے اسے وزارت و نہایت کے عہدوں سے سرفراز کیا اور اس کے ساتھ ایک جان و دو تہ ہو گیا لیکن حسن کا دل صاف نہ تھا۔ وہ ظاہری اطاعت کی قہ میں دشمنی کی تلوار تھوڑ کر رہا تو۔ خبرداروں نے کئی بار مضمخبری کی۔ لیکن بادشاہ کا ستارہ گردش میں تھا۔ اور عشق و محبت پر کسی کی باد شاہی کا زور نہیں چلتا۔ وہ اسی طرح غفلت میں رہا۔ اور حسن نے فداری کے ارادے سے برادرو قوم کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے پاس توکر رکھ لیا۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ یہ قوم ہندوؤں میں سہا ہی پیشہ اور لڑنے والی ہوتی ہے۔ بدایونی نے بھی حسن خسرو خاں کے برادرو ساتھیوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن برنی اور اکثر بعد کے مورخ انہیں "پرور" بتاتے ہیں جو برادرو یا برادر سے الگ، گجرات کی ایک نیچ ذات کا نام ہے۔

الغرض، امیر خسرو تحریر فرماتے ہیں کہ جس شام کو جمادی الثانی سنہ ۷۲۰ھ کا نیا چاند نکلا، اسی رات خسرو خاں نے اپنے ساتھیوں کو محفل کے اندر بلا لیا۔ غافل بادشاہ سے محفل کے

دروازوں کی کنجیاں وہ پہلے ہی حاصل کرچکا تھا۔ لیکن اندر کے حصے میں جب وہ بالا خانے کی طرف چلے جہاں بادشاہ اور خسرو خان تھے تو راستے میں قاضی سے دو چار ہوئے اور اسے انہوں نے مار ڈالا۔ بڑنی نے اس کا پورا نام قاضی ضیاء الدین لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ وہ بادشاہ کا استاد تھا اور اس نے خسرو خان کی سازش سے ایک مرتبہ بادشاہ کو خبردار بھی کیا تھا، لیکن بادشاہ نے اس کی بات نہیں سنی بلکہ خسرو خان سے کہہ دیا کہ قاضی ضیاء الدین تیری نسبت ایسا کچھہ کہتا ہے۔ بڑنی کا بیان ہے کہ اسی دن شمدی کی بنا پر خسرو کے آدمیوں نے ضیاء الدین کو قتل کیا۔

بہر حال قاضی کے مرنے پر محل میں ہلکا سا ہرجا ہو گیا۔ تغلق نائے کے بیان کے مطابق کچھہ اور بادشاہی آدمی بھی اسی ہنگامے میں مارے گئے اور بادشاہ کو بھی آخر کار خبر ہو گئی کہ اس کے ساتھ دغا کی جارہی ہے۔ تب خسرو خان کو جو بالا خانے پر اس کے پاس تھا پتھ کر وہ اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا، لیکن کوئی ہتھیار ہاتھ نہ آیا جس سے خسرو خان کو مار سکتا اور چونکہ نیچے کے شور اور آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ حملہ آور بالاخانے پر چڑھ رہے ہیں لہذا خسرو خان کو چھوڑ کر وہ زینے کی طرف چلا۔ جیسا کہ بڑنی نے لکھا ہے یہ محل روا کا راستہ تھا مگر اس سے قبل کہ بیچ کر نکل سکے، خسرو خان نے دوڑ کر اس کے پتے پکڑ لئے اور اتنی دیر میں کہ بادشاہ اپنے بال اس کے ہاتھ سے چھوڑے، اس کے ہندو ساتھی آدھنچے۔ اور ان میں سے ایک شخص جاہر یا نام (جہدیا) نے ایک

ہی گاری وار میں بادشاہ کا کام تمام کر دیا اور سر کت کر نیچے صحن میں پھینک دیا۔ (قابلیت نمبر ۳۷۳)۔ بڑنی نے صراحت کی ہے کہ یہ قصہ ہزار ستوں کا واقعہ ہے۔

پھر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ حسن خسرو خان کے ساتھیوں میں یہ گنگو ہوئی کہ اب تخت پر کس کو بٹھایا جائے۔ اس کے ہوا خواہوں نے اس موقع پر کئی شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی سخت مخالفت کی۔ اور کہا کہ جب تو نے اپنے ولی نعمت کو قتل کر دیا تو اب خود بادشاہی اختیار کر ورنہ تجھے کوئی بادشاہ زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس رات میں خسرو خان کے بعض مسلمان رفیق بھی شریک تھے۔ یہی مشورہ آخر میں اختیار کر لیا گیا۔ اور دوسری صبح خسرو خان نے مسند شاہی پر جلوس کیا۔ مصنف تغلق نامہ کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خسرو خان کا مشاہد صرف سلطان قطب الدین کو ہلاک کر دینے کا تھا۔ تخت پر قبضہ کرنے کی رات بعد میں قرار پائی۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑنی کے قول کے مطابق وہ سازش کی تیاریاں مدت سے کر رہا تھا۔ بڑنی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی رات تمام پورے ہڑے اسرا کو خسرو خان نے قصہ ہزار ستوں میں بلا کر نظر بند کر دیا اور رات بہر محل میں ایسی روشنی رکھی کہ دن معلوم ہوتا تھا۔ مگر امیر خسرو نے اس نظر بندی اور روشنی کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

(۳)

”سخن در سن خسرو خواندن شہزادگان وانکہ

حدیث دو خلف گان از خلاف آمد تہ خلجہ

زمانے کے عبور فاک انقلابات اور دنیا کے عیش و چاہ کی
بے ثباتی پر چند نصیحتیں جمع آہوئے شعر لکھ کر مصدق رح تحریر
فرماتے ہیں (از نمبر ۴۱۷) کہ پہلے کے جو عبور فاک افسانے سنے تھے،
ان سے بڑھ کر خود اپنے زمانے میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں دیکھنے کا
اتفاق ہوا کہ علامہ الدین جیسے صاحب سلطنت بادشاہ کی اولاد ایسی
بے دردی سے بے گناہ قتل کر دی گئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ
سلطان قطب الدین کے مارے جانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی
تھے۔ ایک فرید خاں (۱۵) سال کا جو قرآن ختم کر چکا تھا اور
سواہاتہ فلون سیکھ رہا تھا۔ دوسرے ابو بکر خاں جس کی عمر
(۱۴) سال کی تھی قرآن پڑھ رہا تھا اور نظم و نثر اور خوش
نویسی سے خاص مناسبت اور دلچسپی رکھتا تھا۔ ان سے چھوٹے
علی خاں اور بھا خاں دونوں آٹھ آٹھ سال کے تھے اور پانچواں
بھائی عثمان صرف پانچ سال کا تھا۔ اس جگہ یہ تصریح مناسب
ہوگی کہ مورخ ہرنی نے صرف دو شہزادوں کے نام لکھے ہیں اور
تغلق نامے میں ان کے نام عہد اور تعام کی جو تفصیل درج ہے
وہ اور کسی تاریخ میں نہیں ہے۔ اسی سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ
مثنوی امیر خسرو کی تصنیف ہے جو اس وقت پائے تخت دہلی
میں موجود تھے۔

القصہ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایسے کم سن ہوئے ناز
پروردہ شہزادوں کی نسبت خسرو خاں نہک حرام نے قتل و نابھنا
کرنے کا حکم دیا۔ حکم کے ساتھ ہی اس کے وحشی سپاہی محلات
شاہی میں جہاں ہوا اور فرشتے کا گزر نہ تھا، بے معاہدہ گھس

بڑے۔ محل سرا میں ایک تھامت بریا ہو گئی۔ پروردہ نہیں
بہیمان بد حواس ہو کر ہر طرف بھاگتی اور چھپتی پھرتی تھیں
اور ان کے پیچھے یہ غولان بیابانی دوڑ رہے تھے اور شہزادوں کو نام
لے لے کے پکارتے تھے کہ اگر وہ باہر نکل آئیں تو ان کے ساتھ کوئی
برائی نہ کی جائے گی۔ جب ان شہزادوں کو یقین ہو گیا کہ ان قضا
کے فرشتوں سے جان بچانا غیر ممکن ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان
کے حوالے کر دیا۔ اور جس طرح قصائی بھیڑوں کو مسلح کی طرف
ہانک کے لے چلتا ہے، ان معصوم مظلوموں کو خسرو خاں کے
سپاہی لے چلے۔ ان کے پیچھے پیچھے ان کی ماٹھوں اور محل سرا
کی بھہپیاں اور نوکریں فریاد و فغان کرتی چلیں۔ وہ ان بچوں کو
اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں کہ ظالموں نے پہلے ان میں سے دو
بڑے بھائیوں کو زبردستی جدا کیا۔ اس وقت فرید خاں نے سخت
فریاد و فغان کی مگر شہزادہ ابو بکر نے اسے روکا کہ یہ نالہ و فریاد
مردانگی کے خلاف ہے۔ اگر تقدیر میں مارا جانا لکھا ہے تو ہمیں
مردوں کی طرح صبر و شکر سے جان دینی چاہیے۔ پھر ان شہزادوں
نے وضو کے لیے پانی مانگا۔ اور پانی نہ مل سکا تو تیمم کر کے دوگنا
ادا کیا اور ان بے رحم جلادوں کے آگے گودن جھکا دی۔ یہ قتل و
خون ناحق بظاہر محل سرا کے بالا خانے پر ہوا تھا اور یہیں سے
ان کا خون پرنالے کے راستے بہہ کر نیچے گیا (بہت نمبر ۵۲۳)۔ شاہی
محل سرا میں سخت کھرام بریا ہو گیا، خصوصاً ان معصوم مقتولوں
کی ماؤں نے رو رو کے برا حال کیا اور ایسے دلگداز بہن کیے
کہ محلات شاہی میں کبھی نہ سنے گئے ہوں گے۔

ان دو بڑے شہزادوں کو قتل کرانے کے بعد خسرو خاں نے باقی تینوں بچوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں بھرا کر اندھا کرالیا۔ یہ کیفیت امیر خسرو نے ایک جداگانہ عنوان کے تحت میں ایسی درد ناک تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جسے پورا کر بے اختیار دل بہو آتا ہے اور جہسا کہ وہ خود تصریح کرتے ہیں (نمبر ۶۱۹) یہ تمام حالات انہوں نے ایک چشم دید راوی سے سن کر لکھے ہوں، اور حقیقت میں یہ دونوں داستانیں تاریخی اہمیت کے علاوہ، امیر خسرو کی قوت مشاہدہ اور قوت بیان کا حیرت انگیز اور یادگار نمونہ ہوں۔ مجھے اہمیت نہیں کہ کوئی تاریخی نظم صحت واقعات اور بیان کی درد انگیزی میں ان داستانوں سے پورا کر کبھی لکھی گئی ہو حتیٰ کہ میرے ایک ذی علم دوست یہ قیاس ظاہر کرتے تھے کہ امیر خسرو نے جس تفصیل کے ساتھ کھل سوائے شاہی کے ان واقعات کو تحریر کیا ہے انہیں پڑھنے کی باحمت مسلمان غالباً تاب نہ لاسکتے تھے۔ اور شاید اسی لیے امیر خسرو کی تاریخی مثنویوں میں صرف تغلق نامہ ایسی کتاب ہے جو زیادہ مقبول و مروج نہ ہو سکا۔

(۴)

اس کے بعد ایک مستقل عنوان کے تحت میں امیر خسرو نے بیان کیا ہے کہ حسن خسرو خاں کی ایسی قداری اور تخت سلطنت پر فاضلانہ قہضم کر لینے کے باوجود امراء سلطنت میں سے کسی نے ہم نہ سارا۔ اور اپنے بادشاہ کے قتل کئے جانے پر کسی کی ہمت یا حمیت نہ ہوئی کہ کافر نعمت حسن سے ان سفاکیوں کا بدلہ

لیتا۔ بخلاف اس کے سب کے سب طوعاً یا کرہاً اس کی اطاعت پر آمادہ ہو گئے بجز غازی ملک تغلق کے جو اپنے اولیائے نعمت کی یہ خانہ بربادی سن کر سخت پیچ و تاب کھاتا تھا اور انتقام لہنے کے لیے بے چین تھا لیکن چونکہ اس کا بیٹا ملک فخرالدین جو خاں جو آگے چل کر محمد تغلق کے نام سے وارث تخت ہو اور جسے امیر خسرو ملک فخرالدول اور فخرالحق کے نام سے یاد کرتے ہیں، پائے تخت دہلی میں موجوں تھا اور اس اندیشے سے کہ حسن اسے کوئی گزند نہ پہنچائے غازی ملک تغلق اپنے ارادہ انتقام کا اظہار نہ کر سکا (نمبر ۶۱۰ تا نمبر ۷۱۰)۔

خود ملک فخرالدین کو ان افسوسناک واقعات کا دلی صدمہ تھا اور بالآخر جب اس سے صدر فہ ہوسکا تو اس نے ایک محترم راز علی یغدی کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور جملہ خیالات سے اطلاع دی۔ "علی افندی" کے نام سے ایک امیر کا ذکر ضیاء الدین پرنی نے کیا ہے جو تغلق اول کے اعیان دولت میں شامل تھا اور اصحاب خسروی کے بعض خطوط میں بھی یہ نام بسببیل تمثیل آتا ہے۔ القصہ جب علی غازی ملک تغلق کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں بیٹے کو کہل بھیجا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو واپس تفت دہلی سے نکل کر آجائے۔ چنانچہ فخرالدین جو خاں نے ملک بہرام کے بیٹے کو ہم راز بنایا اور چند چھوٹے سواروں کے ساتھ باپ کے صوبے کی طرف روانہ ہو گیا اور دہلی کے لشکر کثیر میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ اس کو جا پکوتا۔ بونی نے لکھا ہے (اور غالباً یہ اس کی بھول ہے) کہ خسرو خاں نے اس کے تعاقب میں لوگ بھیجے

تھے مگر وہ اس کو نہ پاسکے اور ناکام واپس آگئے۔ ابن بطوطہ کی روایت یہ ہے کہ خسرو خان نے فخرالدین کو حکم دیا کہ گھوڑے شہر کے باہر پھرا لے۔ وہ بھاگنے کی فکر میں تھا۔ اسی حیلے شہر کے باہر نکلا اور دیپاپور کی طرف فرار ہو گیا۔

بہو حال فخرالدین اور اس کے ساتھی بخیر و عافیت غازی ملک کے پاس پہنچ گئے اور بیٹے نے باپ کو آمادہ کیا کہ وہ غاصب خسرو خان پر فوج کشی کرے۔ اور اس نے بیٹے کو اطمینان دلایا کہ میں صرف تیرے آلے کا منتظر تھا اور اب اپنے اہلہائے نعمت کے انتقام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کروں گا۔

اس داستان میں کعبت کی اغلاط اور کاغذ کے کرم خوردہ ہونے سے اصل نسخے کے بعض اشعار صاف اور صحیح نہ پڑھ جاسکے۔ تاہم "صفت خلیجی ملک غازی" کے ذیلی عنوان کے تحت میں شاعر نے اس امیر کے سپاہیانہ جذبات کا نقشہ کوبینچا ہے (نمبر ۷۷۲ تا نمبر ۷۸۶) اور بیٹے کی ملاقات اور گفتگو (نمبر ۸۱۳ تا نمبر ۸۳۳) اس خوبی سے لکھی ہے کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے۔

(۵)

مصنف (رح) لکھتے ہیں کہ ملک فخرالدین کے دہلی سے نکل جانے سے یہ معلوم ہوا کہ وہاں مکان کے چار ارکان میں سے ایک رکن یا تخت کے پائے میں سے ایک پایہ کم ہو گیا۔ اس نے گھوڑا باہر کہا ہانکا کہ حسن کا گھوڑا یک بیک بھتہ گیا۔ اور کہاں کے سرے ڈھیلے ہو گئے۔

رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اب کہا کہا جائے۔ اور دوسرے امیروں

کو کس طرح قابو میں رکھا جائے۔ ہوا خواہوں نے رائے دی کہ اول تو جتنے شاہزادے تخت کے وارث ابھی تک زندہ ہیں سب کو قتل کرا دیا جائے کہ سوائے تیرے کوئی سلطنت کا دعویٰ نہ رہے۔ دوسرے جنگ جویوں کو قابو میں رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انہیں بے دریغ روپیہ دیا جائے۔ اگر تو بادشاہ رہا تو یہ روپیہ سب وصول ہو جائے گا ورنہ ظاہر ہے کہ تیرے کس کام آئے گا۔ حسن کو یہ مشورہ پسند آیا اور کمال بے رحمی سے جو شاہزادے زندہ باقی تھے انہیں قتل کرا دیا۔ ملک غازی کو یہ اطلاع ملی تو اور زیادہ غضب ناک ہوا اور دل میں کہا کہ اگر خدا چاہے تو ان شہدوں کا انتقام ان کتوں سے لیے بغیر نہ رہوں گا۔ (تا نمبر ۸۹۶)۔

اس کے بعد امیر خسرو نے اپنے عنوان کے تحت میں دربارہ حسن کے مجلس مشاورت کرنے کا حال لکھا ہے۔ در حقیقت حسن خسرو خان فخرالدین جوفا کے نکل جانے سے ہی ایسا اہل گیا تھا (چو شمشیر تلک از جنبش سخت) کہ اسے غازی ملک تغلق کی فوج کشی اور اپنا برا انجام آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا اور وہ اپنے اس خوف و ہراس کو چھپا نہ سکتا تھا۔ لیکن ان دو تہن مسلمان امیروں میں جو سلطان قطب الدین کے قتل کی سازش میں حسن کے شریک ہو گئے، ایک شخص یوسف صوفی بہت تیز و تند تھا۔ برنی نے بھی اس کا ذکر بہت کچھ فقیرین و ملامت کے ساتھ کیا ہے۔ مذکورہ بالا مجلس مشاورت میں اس نے حسن کی حمایت اور وفاداری میں ایک پرچوس تقریر کی

اور کہا کہ ہمیں ہرگز غازی ملک سے خوف نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ سرکشی کرے تو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے سہنہ سپر ہو کر پانی کی سرکوبی کرتی چاہیے۔ پھر اسی جوش و خروش میں ایک توڑ پھا قاصد غازی ملک تغلق کے پاس دیپالپور پہنچا اور یہ پیام دیا کہ اے سردار اگرچہ تو جنگ آزمودہ اور بہادر ہے لیکن حق کے سامنے سر جھکانا تیرا فرض ہے۔ ورنہ تیرا وہی انجام ہو گا جو بادشاہوں سے بغاوت کرنے والوں کا ہونا چاہیے۔ غازی ملک تغلق یہ پیام سن کر یوسف صوفی کی گستاخی پر بہت بگڑا اور اس کو سخت سست کہتے کہتے یہاں تک بے قابو ہوا کہ تلوار کھینچ کے قاصد ہی کا سر اڑا دیا (نمبر ۹۸۹)۔ دہلی میں جب یہ خبر پہنچی تو صوفی خاں اور حسن کے ساتھیوں کو اور زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ سہجہ گئے کہ غازی ملک اس قسم کی بہہ کیوں سے قابو میں آنے والا نہیں ہے۔ (تمثیل میں ایک اور نکتہ کی دلچسپ حکایت جسے بدھ کاشتکار نے تھولک بجا کے ترانا چاہا تھا۔ تا نمبر ۱۰۱۹)۔

(۶)

تقریباً (۳۰) اشعار قلم اور خط نویسی کی تعریف میں لکھے گئے بعد امیر خسرو بیان کرتے ہیں کہ فخر الدین جوفا سے سلطان قطب الدین کے حالات قتل سن سن کر غازی ملک تغلق کو اور زیادہ غصہ آیا کہ ملک میں اقلے نہک خوار امیر و وزیر موجود ہیں مگر حقیق ہے کہ کسی کو اپنے ولی نعمت کے

بچانے یا اس کا انتقام لہنے کی توفیق یا ہمت نہ ہوئی۔ اس نے کہا کہ اب میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اور کوئی میرا ساتھ نہ دے گا تو بھی خدا کے بہروسے پر تنہا ان کافر غاصبوں سے بدلہ لیتے بغیر نہ رہوں گا۔ پھر ۵۰ ہیر خاص کو طلب کیا اور ذیل کے بڑے بڑے امیروں اور صوبے داروں کے نام خط لکھوائے۔ خط لکھوانے کا ذکر دوسری تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ لیکن ناموں کی یہ تفصیل و تصریح کہیں موجود نہیں ہے۔ اور بجائے خود اس بات کی مزید شہادت ہے کہ مثنوی تغلق نامہ کسی باخبر ہم عصر مورخ ہی کی تحریر ہو سکتی ہے۔

۱۔ ایک خط مغلی حاکم ملتان کے نام۔ یوقی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ آگے آئے گا یہ شخص غازی ملک تغلق کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اپنے ہی ایک ماتحت سردار بہرام سراج کے ہاتھ سے مارا گیا۔ فرشتہ وغیرہ بعد کے بعض مورخوں نے اس بہرام سراج کو غلطی سے بہرام ابیہ لکھ دیا ہے۔

۲۔ دوسرا خط معتمد شاہ حاکم سیوستان کے نام۔ سیوستان سے سندھ کا شمالی مغربی علاقہ سہوان مراد ہے جو اب ضلع لڑکانا میں معمولی قصبہ رہ گیا ہے اور اُس وقت ایک صوبے کا صدر مقام تھا۔

۳۔ تیسرا خط بہرام ابیہ (حاکم اچھہ) کے نام جس کا خطاب کشو خان ہوا۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ غازی ملک تغلق نے ملک جوفا سے دہلی بھاگ کر آنے سے بھی پیشتر ملک بہرام

کو جو اس کا بوا دوست تھا، خفیہ خط بھیجا اور مشورہ کیا
تھا کہ قطب الدین خلجی کا انتقام کس طرح لیا جائے۔ بہرام
ہی نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے اپنے اور خون بہرام کے بیٹے
کو دہلی سے کسی طرح نکال لیا جائے۔ چنانچہ ابن بطوطہ کے
بیان کے موافق ساک جونہ اور ملک بہرام کا بیٹا خون غازی ملک
تغلق کی تحریک سے فرار ہوئے، اگرچہ تغلق نارسہ میں جیسا کہ
ہم ابھی پڑے چکے ہیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ خود ملک
فخر الدین جونہ نے اپنے باپ کو دہلی کے انقلاب کی اطلاع
دی۔ اس وقت تک غازی ملک کے بہرام کو خط وغیرہ لکھنے
کا ذکر تغلق نامے میں نہیں آیا ہے۔ بہرحال یہ ملک بہرام ابیہ
قبائلی ناسی گرامی امیر تھا اور اسی کی معاونت سے غازی
ملک کو خسرو خان سے لڑنے کی جرأت پڑھی۔ فتح کے بعد
بھی غازی ملک تغلق نے بقول ابن بطوطہ ملک بہرام ابیہ
سے درخواست کی تھی کہ وہ تھمت بادشاہی کو قبول کرے
اور بہرام نے اصرار کیا کہ غازی ملک تغلق بادشاہ ہو۔ یہاں
اتنا اور بڑھا دینا چاہیے کہ ملک بہرام نے محمد تغلق کے
عہد بادشاہی میں بغاوت کی اور شکست کھا کے مارا گیا۔

۴ - چوتھا خط یک لکھی امیر سامانہ کے نام جس کے غازی ملک
سے جھکڑا کرنے کا ذکر آئے آتا ہے۔

۵ - پانچواں خط حاکم جالور (مغربی راجپوتانہ) امیر ہوشنگ کے
نام۔ جیسا کہ امیر خسرو نے اشارہ کیا ہے:
”دگر برصطح جالور ہوشنگ کہ مانند پدر کر گیسست در جنگ“

یہ امیر کھال الدین گرگ کا بیٹا تھا اور محمد تغلق کے عہد
بادشاہی تک ہم اس کے بار نامے پڑھتے ہیں۔

۶ - چھٹا خط عالم ملک الملقب بہ عین الہاک ملتانی کے نام، جو
اس زمانے کا مشہور امیر ہے اور خسرو خان نے بھی اس کو وزارت
پر بحال رکھا تھا (قا نمبر ۱۰۸۰)۔

اس کے بعد امیر خسرو نے (۳۰) اشعار میں ملک تغلق کے
خط کا مضہون نقل کیا ہے جس میں وہ قطب الدین کے قتل اور
خسرو خان کے بادشاہ ہوجانے پر امیدوں کو غیور دلاتا اور خسرو سے
لڑنے پر آمادہ کرتا ہے۔ مگر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک
تغلق کو سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ کسی طرح ملک بہرام ابیہ
اس کا رفیق و شریک ہو جائے اور اسی لیے اس کے پاس خط کے
ساتھ ایک خاص مصاحب علی حیدر کو روانہ کیا تھا کہ زبانی
بھی ملک بہرام کو اپنے ولی نعمت کے انتقام پر آمادہ کرے۔
جب یہ نامہ اور پیغام بہرام کے پاس پہنچا تو اس نے پورے جوش
و خروش سے تغلق کی تائید کی اور کہا کہ میں خون قطب الدین
اور شہزادوں کے قتل کی خور سن کر بے تاب تھا اور اگر تم نے اس
کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو میں دل و جان سے تمہارا ساتھ دینے کو
تیار ہوں۔

برخلاف بہرام کے جب غازی ملک تغلق کا پیغام مغلطی امیر
ملتان کے پاس پہنچا تو وہ بہت بگڑا اور کہا کہ اگر دہلی کی
مرکزی حکومت سے سرتابی کر تا تو میں کر تا۔ تغلق جو بعض
ملتان کے ایک تابع دیپالپور کا حاکم ہے، اس کو یہ حق کیوں کر

حاصل ہوا کہ وہ تخت نشین دہلی سے اُلجھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ جب مغلی کے ان خیالات کی غازی ملک کو اطلاع ہوئی تو اس نے سلطان کے دوسرے سرداروں کو خفقہ طور پر اشارہ کیا کہ وہ امیر سلطان پر حملہ کر دیں۔ اس ہنگامے کا سرغنہ بہرام سراج تھا جس کو فرشتہ نے غلطی سے بہرام ابیہ لکھ دیا ہے۔ غرض مغلی کے ماتحت سرداروں نے اس پر یورش کی، وہ جان بچا کر بھاگا لیکن ایک نہر میں گر پڑا جسے امیر خسرو تصریح کرتے ہیں کہ خود غازی ملک تغلق نے اپنی ملتان کی صوبہ داری کے زمانے میں من جملہ اور بہت سے رفاہی کاموں کے، راوی سے چھلم تک تیار کرایا تھا*۔ مغلی اسی نہر میں غوطہ کھا رہا تھا کہ بہرام سراج کا بیٹا آپہنچا اور اس کا سر اُڑا دیا۔

محمد شاہ نر حاکم سیوستان کے پاس غازی ملک تغلق کا قاصد پہنچا تو اس وقت وہاں کے مقامی سرداروں نے محمد شاہ کے خلاف بغاوت کر رکھی تھی اور یہ امیر قلعے میں محصور تھا۔ غازی ملک کے خط کی وجہ سے اس کے باقی سرداروں نے اس کے ساتھ صلح کر لی۔ اور خود اس نے جوش و خروش کے ساتھ تغلق کی رفاقت پر آمادگی ظاہر کی لیکن مدد کے لئے ررافنگی میں اتنی دیر لگائی کہ یہاں لوٹائی وغیرہ ختم ہو چکی تھی۔ تاہم تغلق نے اس سے کچھہ باز پرس

* انہیں عمارات میں سے تغلق نامہ میں ایک بڑی عید گاہ کا ذکر آتا ہے اور غالباً یہ وہی مسجد ہے جس کو ابن بطوطہ نے بھی دیکھا تھا۔ (دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم، باب چہارم)

نہیں کی اور اسے اپنے صہب میں بحال رکھا۔ غازی ملک نے عہد الملک ملتانی کو جو وزیر سلطنت ہونے کے علاوہ اجین اور دھار کا صوبہ دار بھی تھا، خاص طور پر خفقہ مراد لکھا اور اپنے ساتھ شریک ہو جانے کی دعوت دی لیکن عین الملک نے از رہ مصلحت اندیشی یہ خط خسرو خان کو دکھا دیا تاکہ اس پر اپنی خیر خواہی ثابت کرے۔ غازی ملک نے دوبارہ ایک خفقہ قاصد اس کے پاس بھیجا تو عین الملک نے اسے عاصدہ لے جا کر یہ پیغام دیا کہ ہر چند اس وقت مجھری سے میں بظاہر خسرو خان کے ساتھ ہو گیا ہوں لیکن مجھ سے دلی نفرت ہے اور اس جنگ کے ختم ہوتے ہی خود غازی ملک تغلق کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا پھر خواہ میری جان بخشی کرے یا سزا دے۔

سامانہ کے حاکم ملک یک لکھی نے (جسے امیر خسرو نے لکھا ہے کہ ایک کم اصل نو مسلم غلام تھا اور سلطان قطب الدین ہی کی عنایت سے اس درجے کو پہنچا تھا) غازی ملک کا خط پڑھا کر تائب و رفاقت کی بجائے عداوت پر کمر باندھی اور تغلق کا خط خسرو خان کے پاس بھیج کر خود غازی ملک پر فوج کشی کی۔ مگر اس کی بد ذلتی اور سخت گڈیوں سے لوگ پہلے ہی سخت ناراض تھے۔ لڑائی میں اس کو شکست ہوئی اور وہ واپس اپنے مستقر سامانہ میں آکر خسرو خان کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ایک بھک اہل شہر نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دالا۔ (تا نمبر ۱۳۱۶)۔

اس دلچسپ تاریخی نامہ و پیغام کی تفصیل کے بعد امیر خسرو ایک نئے مثنوی کے تصحیح میں تکریر فرماتے ہیں کہ

ہاوجود ان تیاریوں کے غازی ملک تغلق کو سخت تشویش تھی کہ دیکھتے اس کوشش کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں سے بھی اس دلی تردد کو نہیں چھپاتا تھا۔ لیکن یہ لوگ اس کی شجاعت اور حق کوشی کو یاد دلا کر اس کی ہمت مضبوط کرتے تھے۔ اور اپنی جان نثاری کا اسے یقین دلاتے تھے۔ اس احوال کو امیر خسرو نے تھس چالمس ابھات میں نہایت خوبی کے ساتھ تحریر کیا ہے (تا نمبر ۱۳۶۶)۔ پھر بھان کیا ہے کہ اسی زمانے میں غازی ملک تغلق نے تھن خواب دیکھے۔ ایک مہن تو کسی بزرگ نے آئندہ بادشاہی کی بشارت دی۔ دوسرے خواب میں تھن چاند نظر آئے۔ اور اس کی تعبیر یہ لی کہ تھن چتر شاہی ہوں۔ دوسرے خواب میں ایک بہت اچھا باغ دیکھا اور اس سے بھی یہی تعبیر لی کہ یہ بادشاہی کا باغ ہے جو آئندہ اسے نصیب ہوگا۔ (تا نمبر ۱۰۳۳)۔ مگر ان خوابوں سے بڑھ کے ایک فال نیک یہ پیدا ہوئی کہ اسی زمانے میں ایک قلعہ ملتان سے دہلی جاتا تھا جس میں بادشاہ دہلی کے لیے بہت سے گھوڑے اور سندھ کی مالگزاری کا روپیہ بھیجا گیا تھا۔ غازی ملک کو اس کی اطلاع ہوگئی اور اس نے ایک دستہ بھیج کر یہ سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تمام روپیہ اپنے سپاہیوں میں تقسیم کر دیا جس سے وہ مالا مال اور مسرور ہوگئے بلکہ ساری بستی میں وہ رونق پیدا ہوئی کہ بقول امیر خسرو کے دیکھا اپوز قدیم دارالملک سدیر یا خورنق کا نمونہ بن گیا۔ اس موقع پر شاعر نے سخاوت اور داد و دہش کی تعریف میں کئی شعر نہایت پر محل تحریر کئے ہوں۔ اور لکھا ہے کہ امیری اور آقائی کی اصلی دلیل اور

وجہ امتیاز ہی احسان و کرم کے اوصاف ہیں۔ ورنہ ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ پھر ایک بلیغ تمثیل اور ملک تغلق کی دعائے دولت و اقبال کے بعد ذیل کے عنوان سے لشکر دہلی کی جانب پھش قدسی کی کیفیت لکھی ہے۔

”صدت ہائے دل غازی ملک و زہر طرف مزداہ

چو از دہلی بسویش راند لشکر ہائے بحر و بر“

(۷)

داستان کے شروع میں ملک تغلق کی شجاعت، آزمودہ کاری اور اس کی فوج کے جنگی جوش کا ذکر ہے۔ مگر لکھتے ہیں کہ غازی ملک نے خود پیش قدمی کرنے کی بجائے شروع میں خسرو خاں کے اپنی طرف بولنے کا انتظار کیا۔ اور یہ غاصب اگرچہ غازی ملک تغلق کی تیاریاں سن سن کر نہایت متروہ ہو گیا تھا تاہم خیر خواہوں کی نصیحت کے مطابق اس نے ایک بڑا بھاری لشکر آراستہ کیا اور اپنے بھائی کی سہ سالاری میں جسے ”خانخانان“ کا لقب دیا تھا غازی ملک کی طرف روانہ کیا۔ یہ فوج سرستی تک بڑھی جس کے آگے غازی ملک کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔ اسی سرحد کے ایک قلعے کو تغلق نامے میں سرتپہ لکھا ہے۔ اور بدایونی کے بیان سے اس کا نام سرستی پایا جاتا ہے۔ یہاں غازی ملک کی فوج موجود تھی اور اس کے سردار معصوم نے قلعہ بند ہو کر لشکر دہلی کا مقابلہ کیا لیکن قلعے کے باہر ہیہات کو خسرو خاں کی فوج نے دل بھر کے لوٹا۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایک ایسے راوی نے جو نہایت باخبر تھا بیان کیا

کہ جس وقت غازی ملک کو یہ خبر پہنچی کہ دہلی کا لشکر کثیر سوستی تک بچھا آیا ہے تو وہ کثرت فوج کی خبر سے پریشان ہونے کی بجائے اور خوش ہوا۔

”طرب کوہ از نشاط روزئی پیش چو گرگ غالب از بسیاری سہش“ اور اپنی فوج آرامتہ کی جو تعداد میں کم تھی لیکن کار دانی میں بہتر تھی اور اس میں ’غز‘، ’دو‘، ’مغل‘، ’روسی‘، ’روس‘، ’تاجیک‘، ’خراسانی‘ وغیرہ جنگ جو اقوام کے سپاہی شامل تھے۔ یہ فوج سپہ گری میں مشق و مہارت رکھتے تھے اور اسی کے ساتھ غازی ملک کے جان نثار تھے۔ ملک غازی نے روزگاری سے پہلے ان لوگوں کو سامنے بلایا اور تقریر کی کہ یہ میری زندگی میں ایک نازک وقت آگھا ہے۔ اور آپ ہی تم لوگوں کی شجاعت و وفات کا امتحان ہے۔ اگر تم میرا ساتھ نہ دو گے تو بھی میں خدا اور اپنی قوت بازو کے بہرے پر تنہا جنگ کروں گا۔ جو لوگ میرا ساتھ دینا چاہوں اور اپنا سر ہتیلی پر رکھ کر میرے ساتھ قسمت آزمانے پر آمادہ ہوں وہ قسم کھا کر عہد و پیمانہ کریں۔ بہادر سرداروں نے یہ سن کر از سر نو جہاں بازی کا اقرار کیا۔ اور اس محکم عہد و پیمانے سے غازی ملک نے مطمئن ہو کر جنگ کی تھاری کی (تا نمبر ۱۶۳۹)۔

(۸)

”مصاف اول غازی ملک بال لشکر دہلی

بجاک حملت زبر و زبر کردن چنان لشکر“

لوائی کا ذکر شروع کرنے سے پہلے شاہر ایک مناسب محل

تمہید لکھتا ہے کہ میدان کارزار کے خوف اور احوال سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو جنگ میں زندگی گزار چکا ہو۔ سپاہی کا فخر لباس اور اسلحہ پہن کر شہر میں اکتے پھرنا دوسری بات ہے۔ لیکن تلوار کی چھک کے آگے ہوش بجا رکھنا کچھ اور چیز ہے۔ مزید برآں دلیری اور شجاعت دل سے ہوتی ہے۔ ظاہری ساز و سامان کچھ کام نہیں آتا:

”نبرد شہر ہر جاہست روشن کہ نے برکستوان دارد نہ جوشن بروں آہن چہ پوشی گاہ پر خاش دروں سو گاہ پر خاش آہنی ہاش“

پھر لکھتے ہیں کہ جنگ میں عقلمندی بھی کچھ کام نہیں آتی۔ اور حق یہ ہے کہ غازی ملک کے سوائے ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا جو شجاعت اور خرد مندی دونوں سے متصف ہو۔ الغرض جب غازی ملک نے خسرو خان کے لشکر کی آمد آمد دیکھی تو سواروں کی صف بندی کا حکم دیا اور انہوں نے اپنے اپنے اسلحہ درست کر کے بدن پر سجائے جس سے ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ غازی ملک نے خدا سے عاجزانہ دعا مانگی اور اپنے شہر سے نکل کر ”ہندوستان“ یعنی دہلی کا رخ کیا۔ یہ فوج تھی تو تھری لیکن نہایت دلیر تھی۔ اور اس کی مرتب و مستحکم صفوں کو بڑھتے دیکھ کر فرشتے اور چاند تارے تک اس کے نظار کی ہو گئے تھے۔ فوج کے اگلے حصے کا سردار ملک فخرالدین جوفا تھا اور خود ملک غازی عقب میں تھا۔ یہ فوج علا پور سے گزرتی ہوئی حوض بہت تک پہنچ گئی اور غالباً اسی کو بدایونی کی تاریخ میں حوض تھا نوسر لکھا ہے۔ صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ یہ کونسا مقام تھا۔ لیکن اسی جگہ تغلق کی فوج سپاہ دہلی کے

مقابل آئی۔ اور یہیں لڑائی واقع ہوئی۔ فرشتہ نے لڑائی کے مقام کے متعلق صرف ”حدود سرستی“ لکھا ہے اور برنی کا قول اس سے بھی زیادہ مبہم ہے۔ مگر تغلق ناصے کے پہلے بیان اور دوسرے اقوال کو ملانے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غازی ملک سرستی ندی کو عبور کر آیا تھا۔

اُس کے اِس طرح چڑھ کے آنے پر دہلی کی فوج میں چھ سی گوثیاں ہونے لگیں اور امیر خسرو کے قول کے موافق اکثر سردار بلکہ سر لشکر خاندانوں بھی خوف زدہ ہو گئے۔ اب غازی ملک کے لشکر سے ان کے لشکر کا فاصلہ دس کوس کے قریب تھا (نمبر ۱۷۵۶) اور درمیان میں ایک بے آب جنگل تھا۔ آخر ایک رات دہلی کی سپاہ نے شباً شب یہ میدان طے کیا۔ اور صبح ہوتے لشکر تغلق کے سر پر جا پہنچی۔ امیر خسرو کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رات کے سفر اور گرد و غبار سے سپاہیوں کے حلق خشک ہو گئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ بہت تھک گئے ہوں۔ ان کے سواروں نے صفیں جسائیں، چاڑشوں نے جنگ کی قرنہ پہنکی، ہاتھیوں کی صف ہوسات کی گالی گھٹا کی طرح بڑھی جس کا ہر ہاتھی حملہ کرنے میں بھلی اور چلنے میں آندھی تھا۔ ان پہاڑ جیسے ہاتھیوں پر اونچی اونچی عمارتوں سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پر ابو چھایا ہوا ہے۔ ان پر تھوڑے انداز چتکی میں تیر دبانے توار بیٹھے تھے۔ ہاتھیوں کے پیچھے سواروں کی صفوں کی صفیں چلی آتی تھیں۔ قلب سپاہ میں خاندانوں سر پر چتر لگائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے ”کلاہ باران“ کے

نیچے بھیگی گھانسی ہوتی ہے۔ (نمبر ۱۷۷۰) دائیں بائیں سرداران لشکر اشارے کے منتظر تھے۔ ہر ایک نے شاہانہ اسلحہ سچے تھے، اور اوہ میں غرق تھا۔ نقرے کی آواز سے آسمان ہلا جاتا تھا۔ پہلوانوں کے ہاتھ میں نیزے دیے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی صفوں سے ہندو سپاہیوں کی صفیں علیحدہ تھیں۔ اور تکبیر کی بجائے اپنے ہندی اشلوک اور دیوی دیوتاؤں کے نام جپ رہے تھے۔ غرض یہ لشکر آگ کے طوفان کی طرح بڑھ رہا تھا۔ اس کا ایک سرا زیادہ پھیلا ہوا اور دوسرا سمٹا ہوا تھا۔ (نمبر ۱۷۹۲)۔

ادھر غازی ملک تغلق کی سپاہ چند حصوں میں منقسم تھی اور اس کے ایک حصے کو درہتتا ہوا دیکھ کر لشکر دہلی نے خیال کیا کہ یہ لوگ خوف زدہ ہو کر میدان سے نکل جانا چاہتے ہیں لہذا اور بھی تیزی سے ان پر جھپٹے۔ اتنے میں فوج کا دوسرا حصہ سامنے آیا اور چونکہ یہ بھی تعداد میں کم تھا لہذا سپاہ دہلی نے برے جوش و خروش سے حملہ کر دیا۔ لیکن ابھی تلوار سے تلوار لڑنے نہ پائی تھی کہ تغلق کی دوسری صفیں قطار در قطار اس طرح ٹھہر گئیں کہ آگے آگے ملک فخر الدین جوفا تھا۔ ایک طرف بہرام ابیہ آگ کے پہاڑ کی طرح چلا آتا تھا۔ بہاء الدین، اسد الدین، علی حیدر، شہاب الدین (ہریک) اپنے اپنے دستوں کو نہایت جاں بازی سے لڑنے لگے تھے اور ملک غازی کے اشارے کے منتظر تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ دہلی اپنے پہلے ہی ریلے میں اس قدر آگے بڑھ آئی کہ غازی ملک

کے قلب کی فوج اس کے دونوں طرف پھیل گئی اور گھیر کر اٹنے کی تیاری کی کہ صدہا آدمی نشانہ اجل ہو گئے۔ (قیصر کی تعریف نمبر ۱۸۱۵ تا نمبر ۱۸۳۶) اس کے بعد نیڑے تول کے تلواریں کھینچ کر دشمن پر جا پڑے۔ خسرو خاں کی طرف سے ایک یازو کے سردار قعلا (خاں) نے جو شاہی سپہ سالار کا عہدہ رکھتا تھا، غالباً ایک چٹا ہی حملہ کیا تھا کہ ایک تغلقی سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھا یا۔ وہ چلایا کہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو۔ وہ میرا مرتبہ پہچانتا ہے لیکن ایک جوق نے اس پر حملہ کر دیا اور سر کات کر غازی ملک کے پاس لے۔ اس نے ایسے امیر کبیر کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا۔ الغرض اب غازی ملک نے موقع دیکھ کر ایک عام حدادہ کیا جس سے دشمن کے پانچ اگھڑ گئے اور خود خانخانان بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی کے ساتھ یوسف خاں جو بڑے لاف و گزاف کرتا تھا، اور شاہستہ خاں اور خضر خاں جو لشکر کے بڑے سردار تھے فرار ہو گئے۔ ملک فخر الدین کی فوج سے اڑائی جاری تھی لیکن خانخانان کے بھاگنے سے سپاہ دہلی کا دل توت گیا اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگا۔ ملک فخر الدین چاہتا تھا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرے لیکن اس قدر مال غنیمت پہنچے رہ گیا تھا کہ اس کو سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ بارہ ہاتھی اور خانخانان کا سرخ چتر فخر الدین جوقا کے ہاتھ آئے۔

— * —

پھر ایک نیا عنوان لے کر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ میں نے

فہرزیء بخت سے سوال کیا کہ فتح کے بعد ملک غازی نے کیا کیا اور اس نے جواب دیا کہ غازی ملک خدا کا شکر بجا لایا۔ اور دہلی کی طرف بڑھنے اور خسرو خاں سے جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ دہلی کے بہت سے سپاہی اور سردار جو لڑائی میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے، نہایت شرمندہ اور دسمت بستہ اس کے سامنے پیش کیے گئے۔ غازی ملک کے سپاہی ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے اور آوازے کسکتے تھے۔ اسی کے ساتھ بے حساب مال و خزانے اور ساز و سامان جو غنیمت میں ہاتھ آیا تھا سامنے لایا گیا۔ یہ سب چیزیں خدا کی مہربانی سے غازی ملک کے ہاتھ آئیں لیکن جر لوگ گرفتار ہو کر آئے تھے ان پر اس نے بڑی عنایت و مہربانی کی۔ مقتولوں کے حال پر بہت افسوس کیا۔ زخموں کی مزاج پڑسی سے ہمت بڑھائی۔ علاج معالجہ کا انتظام کیا اور بعض سرداروں کی خود تیمارداری کی۔ انہی میں ایک سردار تھر تھا جسے غازی ملک کے سپاہی قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس کی درخواست پر تغلق کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے قتل سے بچا دیا اور کھال عزت و مہمان نوازی سے پیش آیا بلکہ اپنے ہاتھ سے زخموں میں تانکے دئیے اور دوا تیکائی۔ اور پراپر اس کی خبر گیری کرتا رہا۔ (تہ نمبر ۱۹۵۵)۔

(۹)

”پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از جا

ز بہر قلعه گہران برائے مستند و افسر“

اس فتح کے بعد غازی ملک نے دہلی کی طرف پیش قدمی

کی - ایک ایسی تمہید کے بعد جس میں جملہ ثوابت و سیارات کی طرف سے فوید فتح و بادشاہی کے اشارات تصریح ہیں، اس پر خسرو لکھتے ہیں کہ تغلق کے انتظام سے پالم سے ہانسی اور مدینہ تک ہر جگہ امن و امان ہو گیا تھا - اور اسی موقع پر جب ایک قافلہ (غالباً بنگالوں کا) فوج والوں نے پکڑا اور ان سے چھ لاکھ تدمہ وصول کر کے تغلق کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ نا جائز رقم لینے سے قطعاً انکار کر دیا - موضع مدینہ (نمبر ۱۹۹۲) دھتک سے چند میل شمال میں اب تک موجود ہے اور پالم شہر دہلی کے شمال میں مشہور گاؤں ہے جہاں سے خود شہر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے -

ادھر خانخانان اور شکست خوردہ سردار دہلی کی طرف بھاگے تو اس تمام علاقے میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جگہ جگہ تارک اور چور لوت مار کرنے لگے اور خسرو خاں کا انتظام بگڑ گیا - خود شہر میں ان خبروں نے سخت پریشان کنی پیدا کی - خانخانان کی فوج میں زہادہ تو دہلی کے سپاہی تھے اور ان میں سے جو لوگ مقتول اور اسیر ہوئے اور گھروں کو واپس نہ آئے، ان کے عزیز و اقربا میں شہر کے اندر ماتم و فریاد کا شور برپا ہوا - خسرو خاں نے شکست خوردہ سرداروں کو سامنے بلا کر حورت سے کہا کہ تم جو اس قدر کثیر فوج اور جنگی ساز و سامان لے کر گئے تھے، یہ تم کو کیا ہوا کہ اس قدر آسانی سے شکست کھا کے بھاگے اور اقلے نامی گرامی سرداروں کو کتوا دیا کہ ان میں سے ہر ایک تغلق کے ہم رقبہ تھا - پھر کہنے لگا کہ اس

میں تمہارا کیا قصور ہے - یہ مہروی تقدیر کی خرابی ہے - اگر بادشاہی مجھے سزاوار ہوتی تو فتح بھی میرا ساتھ دیتی - پھر تغلق کی شجاعت و ہمت اور اقبال مندی کا اعتراف کیا اور کہا کہ حقیقت میں وہی شخص بادشاہی کا سزاوار ہے - (تا نمبر ۲۰۶۳)

اس کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں کچھ دیر تو اپنی تقدیر کو روتا رہا اور اس نے رفیقوں سے بات کرنی چھوڑ دی - لیکن پھر اپنے عاقل دوستوں کو بلا لیا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بعض نے مصلحت کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ملک غازی کو کچھ اور علاقہ دے کر رضا مند کر لینا چاہیے - کسی نے کہا کہ یہ خیال خام ہے - وہ شخص جو تلوار لیے چلا آتا ہے اور فتح نے اس کے دماغ میں بادشاہی کا خیال پیدا کر دیا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے صلح پر ہرگز آمادہ نہ ہوگا - جب دشمن ایک بار چیرہ دست ہو جائے تو پھر اس سے مصلحت کی بات کرنا اپنے آپ کو اور ذلیل کرنا ہے - اب تو مصلحت اسی میں نظر آتی ہے کہ جواروں کی طرح جان مال کی بازی لگا دی جائے - جب تو نے مسند شاہی پر قدم رکھا ہے تو بادشاہوں کی طرح کم ہمت باندہ اور خواب گاہ سے نکل کر خون کے میدان میں آ - خزانے کے منہ کھول دے کہ بادشاہوں کا رویہ اسی دن کے واسطے ہوتا ہے - خصوصاً یہ رویہ تو تیرا جمع کیا ہوا بھی نہیں ہے - دوسروں نے اسے جمع کیا تھا تو اسے بے دریغ خرچ کر - جنگ میں اگر خدا نے تجھے کو فتح دی تو ایسے خزانے بہت جمع ہو جائیں گے - اور اگر معاملہ برعکس

ہوا تو دشمن کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور اس فیاضی اور داد و دہش کی بدولت تیرا نام باقی رہ جائے گا۔ حسن اگرچہ یہ باقیوں سن سن کر دل میں اور ہواساں ہوا جاتا تھا لیکن چونکہ اپنی بہتری کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی لہذا حکم دیا کہ شہر کے باہر لشکر جمع ہو۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پارے کی قطفی کہ باہر سے مستحق نظر آتی ہے اور اندر لڑتا پڑتا ہوتا ہے۔ بہر حال دلی خوف کو جس طرح بلما چھپایا اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ محل سرا سے باہر آیا۔ امرا اور سرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں اور جنگی ہاتھیوں کے ساتھ گرد جمع ہونے لگے۔ ہندوؤں کے ساتھ ساتھ خسرو خان کے مسلمان رفقا بھی تھے۔

”چنان آسختہ با آن سہاہاں کہ خیرات مسلمان با گھاہاں“
 لشکر کا اجتماع حوض خاص کے میدان میں ہوا جس کے مشرقی سرے پر آج کل فیروز تغلق کا مقبرہ اور مدرسہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ سپاہ کی کثرت تھی اور ادھر غازی ملک کا رعب داؤں پر چھایا ہوا تھا لہذا بہت ہی قریب قریب تیرے جھائے گئے۔ لشکر گاہ کے سامنے ایک بے قاعدہ سی خندق اور پشت کی طرف کچی دیوار بنائی گئی۔ اسی دیوار کے اندر روشن حوض تھا جس سے مستحضر ہونے کے باوجود تمام اہل لشکر پانی لیتے تھے۔ اس مورچہ بندی اور کثرت تعداد و اسان کے باوجود امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کی آمد آمد کی خبر ہندوؤں پر دنیا تاریخ کیسے دیتی تھی۔
 ”جو خورشیدے کہ بارہ بر جہاں نور ہون بر شہپرک تارہک و دیچور“

پھر امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت مہن لکھتے ہیں کہ زر و گوہر بچھا کرنا بھی اسی کے لیے مفید ہو سکتا ہے جو یہ کام انہی مرضی اور آزادی سے کرے ورنہ دشمنوں کے خوف سے اور عاجز ہو کر روپیہ لٹا دینے والے کی ناموری کا باعث نہ لینے والے کی احسان مندی کا۔ چنانچہ خسرو خان نے بھی محل سے باہر آکر جو روپیہ پانی کی طرح لٹایا اور اس میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہندوؤں نے اپنے گھر بھرے، اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں تغلق کی تلوار کا جو خوف جاگزیں تھا وہ کم نہ ہو سکا۔ خزانے کے اس طرح لٹا دینے کا ذکر ہرنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ لیکن تغلق کے منزل بہ منزل بڑھنے کی یہ تفصیل کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی جیسی تغلق نامے میں درج ہے کہ وہ ہانسی سے گزر کر مدینہ میں آیا اور وہاں سے راتک پہنچا۔ پھر موضع ملدوتی اور پالم سے بڑا کر اورلی پریت کی کستور ناسی پہاڑی کو عبور کر کے لہراوت کے میدان تک آگیا جس کے مشرق میں جمنا اور جنوب کی طرف چند میل پر قدیم دہلی (یعنی سیرس) واقع تھی۔ ہرنی رشتہ نے بھی لکھا ہے کہ اس کا پڑاؤ اندریت یعنی پڑائے قلعے کے قریب تھا اور غالباً اس تمام رقبے میں پھیلا ہوا تھا جہاں آج کل نئی دہلی کی عمارتیں بنائی جا رہی ہیں۔

اب فریقین ایک دوسرے سے چند میل کے فاصلہ پر آمادہ جنگ تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ تغلق کے پڑاؤ پر پیش قدمی حسن کی طرف سے ہوئی۔ یہ شہماں سنہ ۷۴۰ ہجری کی چاند رات کا ذکر ہے۔ فرشتہ نے اور اسی کی دیکھا دیکھی حال کے انگریز مورخوں

نے سن کو غلطی سے سنہ ۷۲۱ ہجری لکھ دیا ہے اور راقم الصحروف نے بھی اپنی تاریخ ہند میں یہی غلطی کھائی ہے۔ لیکن تعلق نامے کے بیان کی قانید بدایونی کے علاوہ خود فرشتہ کے بیان سے بالواسطہ طور پر اس طرح ہو جاتی ہے کہ اس نے غیاث الدین تغلق کی موت سلطنت چار سال اور چار ماہ اور وفات ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ میں تصور کی ہے جو اسی وقت صحیح ہو سکتی ہے جب کہ تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۷۲۱ھ کی بجائے سنہ ۷۲۰ھ میں قرار دی جائے۔

پھر حال اسی شب کو عین الملک ماتانی اپنے خفیہ وعدے کے بموجب خسرو خان کا لشکر چھوڑ کر صوبہ اُجین کی طرف چل دیا اور بظاہر اس ہفتا سے میں خسرو خان کو صبح تک اس بات کی خبر نہ ہوئی۔ وہ رات پور لشکر کی توقیب اور سرداروں سے مشاورت وغیرہ میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی تیز تیز غازی ملک تغلق کے لشکر کی طرف بڑھا۔ اس کے زبردست لشکر اور سرداروں کی امیر خسرو نے خاصی تفصیل سے کیفیت لکھی ہے کہ ان میں یوسف خان صوفی، کمال الدین صوفی، شایستہ خان قمر تمار، امیر حاجب کافور، ”مہروار“، قائب امیر حاجب شہاب اودہ کا صوبہ دار اور اسی طرح کئی اور مسلمان سردار شامل تھے۔ خسرو خان کا بھائی خانقاں اور ماسوں (یا نانا) رنگ ہول جسے وائے راہیوں کا خطاب دیا تھا، اور بہت سے نئے نئے امیر جو غلامی کے درجے سے یک بیک امارت و سرداری کے مرتبے تک پہنچے تھے، اپنی اپنی فوجیں لے کر ساتھ تھے۔

لشکر کے آگے آگے جنگی ہاتھیوں کی صف تھی اور انہیں کے گرد دس ہزار جرار سوار برادر قوم کے، مرنے کی تھانے ہوئے ریشمی روسال پانڈہ کر آئے تھے ان کے نام ’اھر دیو‘، ’امر دیو‘، ’نرسیا‘، ’پرسھا‘، ’ہرمار‘، ’پرسار‘ اور کالی کالی صورتیں تھیں۔ بعض پوچھوں کے آگے جنگلی سور کے دانت لٹکتے تھے۔ غرض آدھی ہفتہ و اور آدھی مسلمان سپاہ کثیر اور بڑے بہاری جنگی ساز و سامان کے ساتھ خسرو خان میدان میں پہنچا اور ملک غازی تغلق کو جو اس دن اترنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، منجھورا صف جنگ آراستہ کرنی پڑی۔ اس موقع پر بھی اس نے اپنے خاص رفیقوں کو بلا کر جنگ کا جوش دلایا اور ان سے جان نثاری اور جاں بازی کا از سرفرو عہدہ لیا۔ ان سب نے اپنے آقا کے سر پر تصدق ہونے کے راولہ انگیز قول و قرار کیے اور کہا کہ اے سردار، تو ہمارا ولی نعمت ہے اور جہاں کہے گا ہم وہاں اپنی جان لڑا دیں گے اور تو دیکھے گا کہ ابھی ہم اپنے حملے سے اس لشکر کثیر کو کس طرح تکرے تکرے کر دیتے ہیں۔ اب غازی ملک نے مطہر ہو کر اپنی صفیں آراستہ کیں۔ مہلے پر بھانجے بہاء الدولہ کو اور دوسری فوج پر ملک بہرام اویہ کو سردار بنایا۔ اس کے پہلو میں علی حیدر کا دستہ استنادہ کیا۔ میسرے پر ملک فخر الدین جونا اور اپنے بھتیجے اسکی وغیرہ چار سردار مقرر کیے۔ قلب لشکر کی قیادت خرید اپنے ذمے لی۔ یہ بھی حکم دیا کہ ہر سردار اپنے جھنڈے پر سور کے پر باندھ لے تاکہ غنیم کے جھنڈوں اور اپنے علم میں استہاز رہے۔ دوسرے بقول امیر خسرو کے یہ سور کے پر کنار مغول کی

لڑائوں میں بھی تعلق کے پرچم پر بلند رہا کرتے تھے اور اس کی فتوحات نے انہیں مبارک و مسعود مشہور کر دیا تھا۔ امیر خسرو نے یہ دلچسپ تفصیل بھی تعلق نامے میں کی ہے کہ اس موقع پر غازی ملک کے لشکر کی ہلول لفظ "قلا" تھی (نمبر ۲۳۶۳) اور اس نعرے کو سن کر خسرو خان کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا جاتا تھا۔ (تا نمبر ۲۳۷۸) —

پھر ایک نئے عنوان کے تحت میں امیر خسرو جنگ کا حال لکھتے ہیں کہ دونوں لشکروں کے آمنے سامنے آنے ہی خسرو خان کی ایک فوج نے اس شدت سے تعلق کے لشکر پر حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے سب کو دھکیلتے ہوئے لشکر کے پوراؤ تک پہنچ گئے اور ملک غازی تعلق کے پاس ایک دستہ فوج کے سواے جس میں تین سو سوار تھے کوئی نہ بچا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اس کے خاص خاص سوار گرد و پیش جمع ہو گئے اور انہوں کو ساتھ لے کر ملک غازی نے دشمن کے بے حساب لشکر پر حملہ کیا۔ حملہ آوروں کی تعداد پوری پانسو بھی نہ تھی (نمبر ۲۳۹۰) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ چٹاخی حملہ کچھ ایسا ہی موقع ہوا تھا کہ غلام کے لشکر میں پریشانی پیدا ہو گئی۔ تعلق کا گھوڑا معرکے میں ہر طرف پھس پھس نظر آتا تھا۔ اور امیر خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے (نمبر ۲۳۱۲) کہ حسن خان کے چہرے پر بھی اسی کا وار ایسا کارگر پڑا کہ چہرے خسرو خان کے سر پر اُلٹ

* اسی واقعہ کو ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے۔

کے گرا اور اسی کے ساتھ اس کے لشکر کی ترتیب بگڑ گئی۔ خسرو خان بدحواس ہو کر بھاگا۔ اس بدحواسی سے اگلے بڑے لشکر میں فضا کی ہلچل مچ گئی کہ ہر شخص جہر مدہ آتے بھاگتا چاہتا تھا اور خود اپنی صفوں ایک دوسرے پڑیلی پڑتی تھیں۔ بھاگنے والوں کو حملہ آوروں کے وار روکنے کا بھی ہوش نہ تھا اور بھاگتے میں زخم کھاتے اور مرتے چلے جاتے تھے۔ بعض لوگ بغیر لڑے ہتھیار قال دھتے اور بعض چھوٹے کے لیے گڑھے اور کھائی کاہوتدتے تھے۔ اس ہلکامہ قیامت میں بھی تعلق کی فوجوں نے جو معلوم ہوتا ہے کہ اب پوری قوت سے پامت پڑی اور تعاقب کر رہی تھیں، مسلمان سپاہیوں کی کچھ نہ کچھ رعایت کی مگر تعلق کے لشکر میں ایک معقول تعداد پنجاب کے ہندو کھوکھر (کھوکھر) سپاہیوں کی تھی۔ انہوں نے غنیمت کے مسلمان سپاہیوں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ غرض ہر طرف مار دھار اور چیخ پکار کا شور تھا اور خسرو خان کو بھٹا دینے کے بعد تعلق کی فوجیں لڑتے مار کرنے لگی تھیں کہ یکا یک ایک طرف سے ہندوؤں کے ایک لشکر نے حملہ کیا۔ ملک غازی کی نظر نے فوراً اس خطرے کو پہنچ لیا۔ حملہ آوروں کی صدائے "ناراین" کے ساتھ اس نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ باوجود اس کے یہ حملہ اتنا تیز اور تند ہوا تھا کہ غازی ملک کے سنبھلتے سنبھلتے حملہ آوروں نے اس کی فوج کے بہت سے چہلدرن کو کات کات کے گرا دیا مگر غازی نے اسی وقت ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ اس کا خاص علم جس پر مہچلی ہنی ہوئی تھی قائم کرے اور نقارچی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر جم کے بیتابہ جا

اور یرابر نقارے پر چوب لگائے جا۔ اگر تونے آج میرے سامنے
 نویت بجانے میں کمی نہ کی اور خدا نے مجھ کو فیروز مند کیا
 تو تیرا نقارہ اشرفیوں سے بھریوں گا۔ اور جس شخص نے علم
 گاڑا تھا اس سے کہا کہ اگر تو بھی اسی طرح علم کو ایسے قائم
 رہا تو تیرے قد سے اونچا روپیے کا تھپڑ لگا کر تجھے مچھلی کی
 طرح اس میں تڑا دوں گا۔ کیونکہ اگر یہ میرے جھنڈے کی مچھلی
 قائم اور نقارہ بج رہا ہے تو پھر مجھے کو دشمن کی سو صفوں
 کا بھی خوف نہیں ہے (نمبر ۲۳۸۳ تا نمبر ۲۳۹۸)۔ امیر خسرو
 لکھتے ہیں کہ فازی کی اس حکمت اور ہمت کی بدولت کہ
 تن تنہا میدان میں تڑا رہا اور اپنا علم قائم رکھا، اس کے سوار جو
 منتشر ہو گئے تھے جھنڈے کو دیکھ کر اس طرف جمع ہونے لگے۔
 اب اس نے فور سے دیکھا تو دشمن کا ایک زبردست لشکر بہت فاصلے
 پر نظر آیا جس کے ساتھ تھوڑے سے ہاتھی بھی تھے۔ اور نہایت
 میں ہونے کی وجہ سے یہ فوج پوری طرح نظر نہ آتی تھی اور
 اب تک ملک غازی کے حملوں سے محفوظ رہی تھی۔ دریافت کرنے
 سے معلوم ہوا کہ یہ خسرو خان کے چند مسلمان سواروں کی فوج
 تھی۔ ہندو فوج کا ایک دستہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ اور
 خسرو خان کا خاص رفیق یوسف صوفی خان ان میں موجود
 تھا۔ پس تغلق نے اس طرف رخ کیا اور ایک ہی حملے میں
 اس فوج کو بھٹکا دیا۔ اب دشمن سے میدان خالی اور فتح کے کامل ہونے
 میں کچھ کسر نہ رہی تھی۔ فازی ملک اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹا۔ اس
 کے سپاہیوں نے سوائے کھوکھڑ اور وحشی افغانوں کے زیادہ غارت گری

نہیں کی۔ اور مسلمان عموماً اوت مار سے محفوظ رہے۔ البتہ
 بھاگلے والے ہندو سپاہی اور سردار جن کو خسرو خان کی داہ و
 دھس نے حال میں مالا مال کیا تھا ان کے زر و جواہر خوب تھے:-
 ”گر وہ گوہر جن داہ پویاں گر وہ را قضا کنج کھر داہ
 جہاں را ڈیر شد کائیں چتین است کہ ہرچہ او را جکرائیں رانکین است
 کسے کو پشت داہ و پس نہ بھند بشارت روئے او را کس نہ بیند
 فرے با پز مثل شد در شہانی کہ در غارت نیا شد مہربانی“
 (۱۰)

”بشارت دان اسباب شاہی و جہان داری
 دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر“
 فتح کے بعد جس کا تغلق نے سب سے پہلے سجدہ شکر
 ادا کیا، امیر خسرو نئی داستان مذکورہ بالا عنوان سے شروع
 کرتے ہیں۔ تمہد میں لکھتے ہیں کہ آدمی کا بلند و پست ہونا
 تقدیری امور ہیں۔ اس میں نہ اپنی کوشش کا دخل ہے نہ کسی
 دشمن کی مخالفت چل سکتی ہے۔
 ز تقدیر است چوں بھنی بہ تمیز خواص تابلوت در ہمہ چہز
 یکے را کز بلندی بہرہ مند است نیارک پست ساندن چوں بلند است
 دگر کز آسمانں بہرہ پستی است رہش با چار سوئے زرو دستی است
 اب غازی ملک کے تخت شاہی پر پہنچنے کا حال سنو کہ
 وہ اس روز اپنے پڑاؤ پر ہی رہا۔ فتح کے ساتھ ہی ہر طرف سے گویا
 زمین و آسماں اسے زبان حال سے بادشاہی کی بشارت دیتے تھے لیکن
 ملک غازی اس جذبہ ہوس کو دل ہی دل میں دبانا اور کہتا تھا

کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ مجھے مسئلہ شاہی کے پاس نہ پہنچنا چاہیے کیونکہ بادشاہی بڑی ذمہ داری اور درد سر کا کام ہے۔ لیکن امیر خسرو لکھتے ہیں کہ جس کو آسمان نے اس کام کے لئے بنایا ہو اسے تقدیر منصب شاہی پر لائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کی مثال میں ایک حکایت لکھ کر بیان کرتے ہیں کہ صبح کو جو شعبان مبارک کی پہلی تاریخ تھی 'ہاری ملک آہستہ آہستہ پائے تخت دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ جلوس کے آگے آگے ہاتھیوں کی صف تھی جو اسی لڑائی میں ہاتھ آئے تھے۔ نوبت والے طبل و دسامہ بجاتے "نقیب دور باش" کی آوازیں لگاتے چل رہے تھے۔ پیادہ و سوار نفکی تلواریں لیسے، نیزے چمکاتے آگے آگے تھے۔ یہاں تک کہ جلوس قصر شاہی تک پہنچا اور تغلق نے گھوڑے سے اتار کر وہیں فرش زمیں پر دوبارہ سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر عہدیک و امرا سب کو بلا کر جان بخشی اور عام معافی کا مژدہ سلایا۔ سب کو اپنے بواہر عزت سے ہتھایا اور یہ تقریر کی کہ میں ایک معمولی آدمی تھا۔ سلطان جلال الدین مغنور نے اپنی عنایت سے مجھے مقرب بنایا۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے تردد رہا کہ اقلے میں اقبال علانی کا انتخاب طلوع ہوا اور میں نے بھی بادشاہ کی خدمت اختیار کی۔ میں پہلے بادشاہ کے بھائی الغ خاں کی ملازمت میں رہا اور اس کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوا اور جب وہ گذر گیا تو بادشاہ کی خدمت گزاری کی۔ اور اسی بادشاہ کی عنایت سے اس درجہ امارت و سرداری تک پہنچا۔

لوگوں نے تغلق کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اے امیر! تو اپنی

خوبیوں دوسروں سے کیوں منسوب کرتا ہے جب کہ ہم تیرے حال سے بخوبی واقف ہیں۔ جس وقت بادشاہ نے رنجدبھور کا محاصرہ کیا اور اپنے لشکر گاہ کے گرد ایک حلقہ بنایا اس وقت رائے رنجدبھور نے ایک چھوٹا لشکر سے اس حلقے پر شدید حملہ کیا جس سے بادشاہ کی فوج مہن ۱۵ گامہ ہر پا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ نے تجھے ہی کو حکم دیا اور تو ہی نے اپنی شجاعت اور کوشش سے حملہ آوروں کو شکست دی تھی۔ اسی فتح کی جلدی میں بادشاہ نے تہرا اعزاز و اکرام کیا۔ پھر جب اس بادشاہ (یعنی سلطان جلال الدین) نے وفات پائی اور علاء الدین اس کا جانشین ہوا تو اپنی وفاداری کی وجہ سے تو اپنے عہدے پر بحال رہا۔ بعد ازاں جب مغلوں نے یرن (موجودہ ضلع بلتھ شہر) کی طرف یورش کی اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا، اس وقت بادشاہ نے تجھے کو مقابلے میں بھیجا۔ وہ چار آہن یعنی چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ اور اس کے چاروں سردار مغل شہزادے تھے مگر تو نے تہڑے ہی عرصے میں اس لشکر کو شکست دی۔ اسی طرح کئی مغل سرداروں کو بے درپے شکستیں دیں اور ہر معرکے میں سونہ رو ہوا۔ پھر سمندر کے قریب ہونہل (?) کے مقام پر کفار مغل سے جو دس ہزار چھوٹا جنگ آڑاؤں کے ساتھ آئی تھی اور ان کے سردار کا نام بھی تغلق تھا، شدید جنگ ہوئی۔ مگر وہ تغلق کفر کی حمایت میں اور تو دین کے لیے لڑا تھا اس لیے خدا نے تجھے کو فتح کامل عنایت کی۔ ہونہل کے راجہ سے بھی تو نے خراج اور سمندر کا محصول راہ داری وصول

کہا۔ پھر حیدر و بہرک کے لشکروں کو شکستیں دیں۔ فرض کہاں تک تفصیل کی جائے کہ تجھے اتھارہ بڑے بڑے معرکوں میں فتح حاصل ہوئی ہے۔ ان کے بعد یہ تازہ فتوحات تھیں جو تجھے لشکر دہلی پر میسر آئیں۔ شہر خدا حضرت علی کے بعد اتنی فتوحات ابو مسلم کے سوا اس کو حاصل ہوئیں۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تجھے اس کامیابی کے لیے زندہ رکھا ورنہ کتلے ہی اموا ہلاک ہو گئے۔ اب جب کہ تو اتنی بلاؤں سے محفوظ رہا ہے، تخت شاہی پر جلوس فرما اور سلطنت کو از سر نو رونق دے (قا نمبر ۲۶۸۱)۔

ملک غازی نے کہا کہ میرا جواب وہی ہے کہ میرا تاج و تخت میری تیر و کمان ہے۔ جس طرح بادشاہوں سے قبیح آزمائی نہیں ہوتی، اسی طرح جاگ آزمائی سے فحشا نہیں بیٹھا جاسکتا۔ مجھے سلطان علاء الدین کی مہربانی سے یہ مرتبہ ملا۔ اس لیے مجھے پر اس بادشاہ کا بہت بڑا حق واجب تھا۔ جب میں نے سنا کہ کافر نعمت خسرو خاں نے اس کی نسل کو مٹا دیا، اپنے ولی نعمت خلیفہ وقت، قطب الدین کو قتل کر دیا، اس کی بیویوں اور بچیوں کو بھی مروا دیا۔ اور طرح طرح کی شرفک بدعتیں کیں، تو دنیا میری آنکھوں میں تاریک ہو گئی۔ میں نے بہت توجہ و ماتم کیا اور اپنے دل سے کہا کہ ایسی زندگی پر حیف ہے کہ میرے اولیائے نعمت اس طرح مارے جائیں اور میں ان کا انتقام نہ لوں۔ حقیقت میں میں نے تین نہتیں کی تھیں۔ ایک تو یہ کہ میں دین اسلام کی راہ میں جہاد کروں گا۔ دوسرے یہ

کہ اس مبارک سرزمین کو ایسے کھینے ہندو زائدے کے ہاتھ سے چھین لوں اور ان شہزادوں یا عالی نژادوں کو موافق سلطنت پر ممکن کروں جو اس کے اہل ہیں۔ تیسری نیت یہ تھی کہ جن کافر نعمتوں نے نسل شاہی کو اس بے رحمی سے برباد کیا ہے انہیں کیفر کردار کو پہنچاؤں۔ یہ نہتیں محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے تھیں اور خدا کے فضل سے میری مضبوط ہمت نے ان تینوں ارادوں کو اتھام کو پہنچایا۔ اور جب میری مراد پرائی تو اب میں تمام عمر اس دن کی کامیابی کا شکر ادا کروں گا۔ میں تخت بادشاہی کا جوہا نہیں ہوں اور سوائے دینی جہاد کے قتلوار نہ کھینچوں گا۔ اب اگر نسل شاہی میں سے کوئی شخص بھی زندہ ہے تو یہ تخت سلطنت اسی کے نام لکھا جائے۔ اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے تو یہاں اور بہت سے بڑے بڑے اسیروں میں ہیں۔ مجھے اپنا گھوڑا اور دیو پالپور کا دیوانہ سب سے زیادہ پسند ہے (قا نمبر ۲۷۲۳)۔

اکابر ملک نے پھر اس کے پڑاؤں چوسے اور اصرار کیا کہ کلاہ بادشاہی تیرے ہی لیے موزوں ہے۔ اگر تاج کے لایق کوئی اور سر ہوتا تو تقدیر الہی یہ عزت و مرتبہ اسی کو بخشتی۔ ہم جو آج تیرے سامنے زیر و سرنگوں کھڑے ہیں کیوں کر تیرے مقابل میں تخت سلطنت کے سزاوار ہو سکتے ہیں۔ تغلق نے پھر وہی عذر کیا اور اسیروں نے پھر اصرار کیا۔ تغلق نے کہا کہ میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کی ان تقریروں سے بادشاہی کے شوق میں اس کی دشوار ذمہ داریوں کو بے قائل اٹھا لوں۔ دوسرے اگر میں

نے بادشاہی قبول کی تو لوگ بھی کہیں گے کہ میں نے اسی غرض سے قتلوار کھینچی تھی۔ لوگوں نے آخر میں یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر تیرے سوائے کوئی دوسرا تخت پر بیٹھا تو وہ تجھ سے خائف اور اس لیے تیری مخالفت پر آمادہ ہرے بغیر نہ رہے گا جیسا کہ ابو مسلم کے معاملے میں ہوا کہ اس نے جعفر کو تخت خلافت پر بیٹھا یا اور جعفر نے اپنی حفاظت کے لیے خود اسی کو قتل کروایا۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر تغلق بھی سوچ میں پڑ گیا اور وہ ابھی اسی تردد میں تھا کہ در سے اس کے سامنے تین چتر نمودار ہوئے۔ اس وقت اسے اپنا وہ خواب یاد آیا جس میں اس نے اپنے سر پر تین چاند چمکتے دیکھے تھے۔ اور باآخر لوگوں کی درخواست اور تخت شاہی کو بخشش الہی سمجھ کر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

تخت شاہی کے لیے اس دن و کد کا حال برنی اور بعد کی قاریخوں میں بھی موجود ہے۔ برنی نے تصریح کی ہے کہ یہ مجلس قصر ہزار ستون میں منعقد ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ نے یہ دلچسپ روایت بھی لکھی ہے کہ ملک تغلق اپنے دوست بہرام ابیہ کو بادشاہی کی دعوت دیتا تھا۔ بہرام نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم تخت شاہی قبول نہیں کرتے تو ہم تمہارے بیٹے نضرالدین کو بادشاہ بنا لیں گے۔ یہ سن کر تغلق نے بہتر بھی سمجھا کہ خود بادشاہی قبول کرے۔

(۱۱)

جلوس شہ غیاث الدین و دنیا تغلق قاری

فراز تخت سلطانی چو افریدون واسکندر

دوسرے روز یعنی ہفتے کی صبح تغلق نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان غیاث الدین اس کا شاہی خطاب قرار پایا۔ پھر دو منظوم عنوانات کے تخت میں امیر خسرو نے خسرو خان اور اس کے بھائی کی گرفتاری اور قتل کا حال تصریح کیا ہے کہ دونوں بھائی قواری میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ خانخاناں کسی بڑھیا کے گھر میں جا چھپا تھا لیکن غالباً اسی روز تغلق کے سواروں کو اس کا پتہ مل گیا۔ انہوں نے نضرالدین چونا کو جسے اس موقع پر پہلی مرتبہ تغلق ناسے مہن الخ خان کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے (نمبر ۲۸۱۵) خبر کر دی اور اس مکان تک لے آئے۔ الخ خان نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیری جان بخشی کر دے گا لیکن جب وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھرایا جائے اور جس طرح اس نے مستورات کی پردہ دری کی تھی اس کی بھی تشہیر کی جائے۔ چنانچہ بڑے بڑے بازاروں میں اس کو پھرایا گیا۔ اور اس کے بعد سڑکوں پر لٹکا دیا گیا۔

پھر امیر خسرو ایک ہند آسوز تمہید کے بعد لکھتے ہیں جب خسرو خان شکست کھا کے میدان سے بھاگا تو چند ہم قوم بوا دو سوار بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھوڑی دیر ہر طرف دوڑتے پھرے کہ امن کی جگہ یا پناہ کا راستہ مل جائے۔ لیکن اس درادوش میں راستہ بھول گئے اور خسرو خان اپنے ساتھیوں سے بھی الگ ہو گیا۔ اور گرتا پڑتا ایک ویران باغ میں جا چھپا۔ برنی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے قدیم آقا ملک شاہی کے مقبرے کے باغ

میں جا چھپا تھا۔ اور دوسرے روز وہاں سے گرفتار ہو کے آیا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وہ تین دن تک برابر باغ میں چھپا رہا اور پھر بھوک سے بے قرار ہو کر ایک باغبان کو اپنی انگوٹھی دی کہ اسے گروی رکھے کہ کچھ کھانا لائے۔ یہ انگوٹھی پکڑی گئی اور اسی سے خسرو خان کا کو قوال کو سراغ مل گیا۔ تغلق ذابے میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے الٹ خاں کو اسے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا۔ غرض وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے پیش ہوا۔ بادشاہ نے اس سے سوال کیا کہ اے ظالم تو نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ اس نے تجھے کو اپنے دل میں جکھ دی اور تو نے اس کا خون کر دیا۔ خسرو خان نے جواب دیا کہ میرا حال دنیا کو معلوم ہے۔

”اگر نارفتی بر من فرفتی : زمن نا آمدے وین فن فرفتی“
اس بھت میں قطب الدین کی بد فعلی کا اشارہ ہے جس کا پورٹی نے بار بار اور خاصی صراحت سے ذکر کیا ہے۔ تغلق کے سوال پر کہ شہزادوں نے تیرا کہا بکرا تھا جو ان کو اس بے رحمی سے قتل کیا۔ خسرو خان نے جواب دیا کہ یہ مشورہ میرے رفیقوں نے مجھے دیا تھا۔ اس کا الزام حقیقت میں مجھے پر نہیں۔ پھر جب پوچھا گیا کہ تخت و سلطنت پر تو نے کیوں قبضہ کیا تو اس نے کہا کہ میں کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانا چاہتا تھا مگر میرے بددائے مشیروں نے مجھے ترائیا کہ اگر تو ایسا کرنے کا تو تیری خیر نہ ہو گی۔ تغلق نے یہ سوال بھی کیا تھا کہ مجھے پڑ تو نے کہوں فوج کشی کی۔ خسرو خان نے کہا کہ

میں تجھ کو پالم تک کا علاقہ دینے پر تیار تھا لیکن یہ رائے بھی نہ چلی اور خدا نے تجھ کو غالب اور تخت و سلطنت کا وارث بنا دیا۔ آخر میں خسرو خان نے جان بخشی کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ اسے اندھا کر کے کسی گاؤں میں گوشہ نشینی کی اجازت دے دی جائے (نمبر ۲۹۰۶) مگر تغلق نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں نے بادشاہ اور شہزادوں کا انتقام لینے کے لیے یہ جنگ کی تھی اور تجھ کو زندہ چھوڑنا میرے عہد اور اعلان کے خلاف ہوگا۔ پھر جلادوں کو حکم دیا کہ جس جگہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کو خسرو خان نے قتل کرایا تھا اسی مقام پر لے جا کر خسرو کا سر قلم کر دیا جائے۔ چنانچہ سر کات کر صحن میں پھینک دیا گیا کہ آئیندہ روئے کے قدسوں میں پامال ہو۔ اس کے قتل ہونے کی قریب قریب یہی روایت ابن بطوطہ نے لکھی ہے۔

تغلق نامے کا جو نسخہ موجود ہے وہ اسی بیان اور بھت نمبر (۱۹۲۰) پر ختم ہو گیا ہے۔ لیکن صحنے کے آخر میں ترکہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے کے کچھہ اوراق ضائع ہو گئے ہیں۔ ایک عنوان بھی آخری صحنہ سے دو تین ورق پہلے حاشیے پر تحریر ہے جو غالباً آخری فصل کا عنوان تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

حدیث چتر و کشور دامن شہزادگان و انکہ

بشغل آراستن کار ملوک و بندہ و چاکر

معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فصل میں لوگوں کے خطابات و خدمات کی تصریح تھی اور پھر وہ اشعار ہوں گے جو حوائی نے خانے پر تصویر کئے تھے۔ لیکن جیسا کہ مقدمہ کتاب میں بحث کی گئی ہے یہ آخر کے اور بق جو تلف ہو گئے تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہو سکتے۔

سہد ہاشمی

چندر آباد - شوال سنہ ۱۳۵۱ ھ



فہرست

۱۔

۲۔

۳۔

۴۔

۵۔

۶۔

۷۔

۸۔

۹۔

۱۰۔

۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

۱۵۔

۱۶۔

۱۷۔

۱۸۔

۱۹۔

۲۰۔

۲۱۔

۲۲۔

۲۳۔

۲۴۔

۲۵۔

۲۶۔

۲۷۔

۲۸۔

۲۹۔

۳۰۔

۳۱۔

۳۲۔

۳۳۔

۳۴۔

۳۵۔

۳۶۔

۳۷۔

۳۸۔

۳۹۔

۴۰۔

۴۱۔

۴۲۔

۴۳۔

۴۴۔

۴۵۔

۴۶۔

۴۷۔

۴۸۔

۴۹۔

۵۰۔

۵۱۔

۵۲۔

۵۳۔

۵۴۔

۵۵۔

۵۶۔

۵۷۔

۵۸۔

۵۹۔

۶۰۔

۶۱۔

۶۲۔

۶۳۔

۶۴۔

۶۵۔

۶۶۔

۶۷۔

۶۸۔

۶۹۔

۷۰۔

۷۱۔

۷۲۔

۷۳۔

۷۴۔

۷۵۔

۷۶۔

۷۷۔

۷۸۔

۷۹۔

۸۰۔

۸۱۔

۸۲۔

۸۳۔

۸۴۔

۸۵۔

۸۶۔

۸۷۔

۸۸۔

۸۹۔

۹۰۔

۹۱۔

۹۲۔

۹۳۔

۹۴۔

۹۵۔

۹۶۔

۹۷۔

۹۸۔

۹۹۔

۱۰۰۔

میں

۱۔

۲۔

۳۔

۴۔

۵۔

۶۔

۷۔

۸۔

۹۔

۱۰۔

۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

۱۵۔

۱۶۔

۱۷۔

۱۸۔

۱۹۔

۲۰۔

۲۱۔

۲۲۔

۲۳۔

۲۴۔

۲۵۔

۲۶۔

۲۷۔

۲۸۔

۲۹۔

۳۰۔

۳۱۔

۳۲۔

۳۳۔

۳۴۔

۳۵۔

۳۶۔

۳۷۔

۳۸۔

۳۹۔

۴۰۔

۴۱۔

۴۲۔

۴۳۔

۴۴۔

۴۵۔

۴۶۔

۴۷۔

۴۸۔

۴۹۔

۵۰۔

۵۱۔

۵۲۔

۵۳۔

۵۴۔

۵۵۔

۵۶۔

۵۷۔

۵۸۔

۵۹۔

۶۰۔

۶۱۔

۶۲۔

۶۳۔

۶۴۔

۶۵۔

۶۶۔

۶۷۔

۶۸۔

۶۹۔

۷۰۔

۷۱۔

۷۲۔

۷۳۔

۷۴۔

۷۵۔

۷۶۔

۷۷۔

۷۸۔

۷۹۔

۸۰۔

۸۱۔

۸۲۔

۸۳۔

۸۴۔

۸۵۔

۸۶۔

۸۷۔

۸۸۔

۸۹۔

۹۰۔

۹۱۔

۹۲۔

۹۳۔

۹۴۔

۹۵۔

۹۶۔

۹۷۔

۹۸۔

۹۹۔

۱۰۰۔

مقدمہ

(تمام)

نوشتہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

حضرت 'امیر خسرو' رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف میں تغلیق نامہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی تصنیف ہے۔ عام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت امیر کی سب سے آخری تصنیف ہے بلکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں یہ لکھا ہے کہ یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی۔ اس کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خالص تاریخی تصنیف اور اس میں قطب الدین مبارک شاہ کے قتل سے لے کر غیاث الدین تغلق کی تخت نشینی تک کے نہایت تفصیلی واقعات ملتے ہیں جن سے ہماری موجودہ کتب تواریخ ساکت ہیں۔ بلاشبہ تاریخ علانی

* کشف الظنون مطبوعہ دارمندی صفحہ () اس میں تغلیق نامہ کو تغلیق نامہ لکھا ہے جو چھاپہ کی غلطی ہے۔

+ صیغہ خسرو کے سلسلہ میں تاریخ علانی کی تصحیح اور متعدد نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ میں کرچکا تھا۔ انسوس ہے کہ اب تک اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی۔

ایک ایسی کتاب ہے جس کو تاریخی کہا جاسکتا ہے اور جس میں حضرت امیر نے سلطان علاء الدین خلجی کی بعض فتوحات کو اپنے خاص شاعرانہ انداز میں صنایع بدایع کے سخت التواؤم کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے بھی بعض تاریخی فطرت فہمیوں کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن تاہم اس کی تاریخی حیثیت کے مقابلہ میں ادبی حیثیت زیادہ غالب ہے اور اس لحاظ سے وہ تعلق نامہ کی برابری نہیں کر سکتی۔

ان دونوں باتوں کے علاوہ خاص وجہ تعلق نامہ کی اہمیت کی یہ ہے کہ وہ صدیوں سے کم یاب یا نایاب یا قطعاً منقود سمجھی جاتی ہے۔ تمام مورخ اور تذکرہ نویس یا تو اس کی کم یابی کی شکایت کرتے ہیں یا اس کے فقدان پر افسوس کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس نے تعلق نامہ کو دیکھا ہے۔ البتہ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کے متعلق اس قدر صحیح بیان دیا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ اس نے یہ کتاب ضرور دیکھی ہے۔ اس زمانہ میں نئی تصانیف ایک ملک سے دوسرے ممالک میں جس سرعت کے ساتھ پہنچ جاتی تھیں اس سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب بھی قسطنطنیہ پہنچ گئی ہو اور حاجی خلیفہ کی نظر سے گزری ہو اور چونکہ وہاں کے شاہی کتب خانے اس وقت تک محفوظ ہیں اس لئے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ اس وقت تک وہاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہو۔

بہر حال حاجی خلیفہ کے الفاظ یہ ہیں:

جب نواب عمادالہاک بہادر کی تحریک پر مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں فراہمی و ترتیب تصانیف خسروی کا کام شروع ہوا تو اس کے کارکنوں کو خاص توجہ تعلق نامہ کی طرف مبذول ہونا ایک قدرتی بات تھی چنانچہ اس کی تلاش میں سب سے زیادہ اہتمام کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ نواب اسحاق خاں کو عزیز رحمت فرمائے۔ عجیب فیک ڈل اور پاک باطن بزرگ تھے۔ تصانیف خسروی کے ساتھ جس قدر ان کو دلچسپی تھی اور جس قدر شوق تھا وہ ظاہر بہنوں کی نظر میں خبط بلکہ جنون کے درجہ کو پہنچ گیا تھا، اور تعلق نامہ کے ساتھ تو ان کو خاص شغف تھا۔ ہر صاحب ذوق سے وہ اسی کا تذکرہ کرتے اور یہی فرمایش کرتے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انہیں کے جذب قلبی اور نہک ذہنی کا ثمرہ تھا کہ ایک ایسی کتاب جس کی تصنیف کو چھ صدیوں سے زائد زمانہ گزر چکا ہے اور مورخین سوائے نام کے اس کی نسبت اور کچھ نہیں جانتے اور جس کے منقود ہوجانے پر علمی دنیا متفق ہو چکی تھی از سر نو پھر عالم وجود میں آئے اور زبور طبع سے آراستہ ہو کر اہل شایقین کے ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو۔

تعلق نامہ کا انکشاف جن ابتدائی مراحل سے گزر کر پایہ تکمیل کو پہنچا ان کی رویداد نہایت دلچسپ اور سلفی کے قابل ہے۔ یہاں اس کو مختصراً بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ممکن ہے کہ یہ خیال کریں کہ تعلق نامہ کی ایجاد کا فخر صرف اس خاکسار کو حاصل ہے۔ مگر حقیقتاً یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس فخر

میں جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی میرے ساتھ شریک ہیں بلکہ شریک غالب ہیں۔ وہ اس تصدیق کے بانی ہیں۔ * سب سے پہلے انہوں نے جہانگیر نامہ پر ایک میسجٹ لکھی۔ جس میں وہ اگرچہ کسی صاف نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے لیکن ان بحثوں اور گوشوں سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ جس طرح اس تصدیق کا آثار ہوا اس کو مولانا شروانی ہی کے الفاظ میں میں بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے تنقیدی مراسلے میں جو نواب اسحاق خاں مرحوم مغفور کے نام ہے تصدیق فرماتے ہیں:

”تبصرہ + طبع ثانی ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا۔ غایت دلچسپی کی وجہ سے نے میں اس کو مکرر پڑھا۔ تعلق نامہ کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تحریر پڑھ کر دل میں ایک حسرت کی موج اٹھی اور اس خیال سے دل توڑ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کر سکتا۔ اسی اضطراب میں خیال آیا کہ کتب خانہ میں حیاتی کاشی کا جہانگیر نامہ ہے جو بجواب تعلق نامہ لکھا گیا تھا۔ اس کو دیکھنا چاہیئے شاید حالات پر کچھ روشنی پڑے۔ اس کو نکال کر دیکھا۔ حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے.....“

غرض کہ مولانا شروانی کا مراسلہ جس کا خلاصہ اوپر دیا گیا ہے

• جہانگیر نامہ کا نسخہ جو بعد میں تعلق نامہ ثابت ہوا انہوں نے کتب خانہ سے نکلا۔

+ تبصرہ ثانی متعلق ترقیب کلمات خسرو ص ۲۲

اور جہانگیر نامہ کا قلمی نسخہ نواب اسحاق خاں مرحوم نے آخری فیصلہ کے لیے خاکسار کے سپرد فرمایا۔ میں نے ان دونوں چھوڑوں کو سرسوی نظر سے دیکھا۔ مجھے کو قطع نظر اس بات کے کہ حیاتی کے اقوال کا صحیح معنی کیا ہو سکتا ہے اس کتاب میں حضرت امیر خسرو کی روح محسوس ہوئی اور آخر کار مجھے پرمکشف ہو گیا کہ سوائے چند ابتدائی اوراق کے جو حیاتی کاشی کے طبع زاد ہیں اور جس میں اس نے جا بجا اپنا نام لکھا ہے باقی تمام کتاب امیر خسرو کی ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کا نام تعلق نامہ ہے اور جس کی نسبت علمی دنیا صدیوں سے یقین کرچکی ہے کہ وہ مغفور ہو گئی۔

میں نے اپنی یہ رائے مع ان دلائل کے جو اس سرسوی مطالعہ کے وقت میرے خیال میں آئے اور جو اثبات مدعا کے لیے کافی تھے لکھ کر بھیج دی تھی۔ جو تبصرہ ثانی میں مولانا شروانی کے مراسلہ کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ مگر اس مبحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام دلائل و شواہد کو جو میں نے اس وقت لکھے تھے اور نیز جو مہرق مطالعہ اور مہرق غور و فکر کے بعد میرے خیال میں آئے زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھ لکھوں:

(۱) جہانگیر نامہ اور ہفتہ میں بیان کا انداز اور توکھوں کی بندش اور قوافی کی نشست بانگ مل متصہ واقع ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات پورے پورے مصرعے اور شعر باہم مل جاتے ہیں اور سوائے ایک دو لفظوں کے کچھ فرق نہیں ہوتا۔ مقابلہ کے لیے

میں نے عشقیہ کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت امیر کی
اواخر عہد کی تصنیف ہے اور متعدد واقعات و ذوقوں کتابوں میں
مشترک ہیں۔ اور بقدر بھی دونوں کی ایک ہی ہے۔ چنانچہ شعر
ملاحظہ ہوں:—

جہانگیر نامہ

ہمی گنت آسمان را آفتابھی } ازاں نے مہر شد دینار خورشید
کہ سکہ میں شوم بہر خطابش } کہ دارن سکہ نام تو امید
کہر ہائے کہ گوہر پاش از امید } کہر ہائے کہ ہر یک را ز امید
بنور چشم خود پرورد خورشید } بصد خون جگر پرورد خورشید
ازاں خون و ز سوچ اشک رنگین } ز کو ہوش بوزخ پڑ خون و رنگین
حنای می ہست بر دست نگارین } حنای می ہست بر دست نگارین

چو دولت مرگ را بر سر تہد تاج } کسے کز سہر گردوں بہرہ مند است
فتد ز اسہب او دشمن بتاراج } ز انجم ہنچو انجم سر بلند است
بہر قتلے کہ دستش یار گردد } اکر جوید کلید کار در مشت
ہر انگشٹ کلید کار گردن } کلیدے گرد از دستش ہر انگشٹ
بہر منزل کہ جا یش در ذور آید } چو عون غیب پیش مقبل آید
مراد از بام و کام از در آید } غرض ہوش از تمنا حاصل آید
بہ تعظیم آسمان بوسہ چہینش } ہنوزش آرزو باشد بسیدہ
بسلطانی دہد ز انجم نگینش } کہ بیش از خواست ہوش آید خزینہ
ز تقدیر است چون بہنویہ تمہیز } ز روزی خواہ در دہ خواہ در شہر
خواص قابلیت در ہمہ چہیز } مقام ہر کسے پوداست در دہر

یکے کو از بلندی بہرہ مند است } عقاب از اوج نعوان دشتین پست
نیارد پست ماندن چون بلند است } مگر در بازوش لنگر توان پست
دگرکز آسمانہں بہرہ پستی است } پھلہ سوش بالا بر نہاید
رہش با چار سوئے زیر دستی است } مگر آن کش غلیوڑے ریاید
بود کلدن خرے بالا سر افواز } بن جورا ز یک کز فکوزن شاخ
سر چلغوزہ گوید با فلک راز } شوہ گر جو بچو با ابر گستاخ
پکوشش دیو چمشیدی فیابد } بصیلہ چند باشد پست را اوج
ستارہ نور خورشیدی نیابد } بدر یا بر شوہ باز اوقتک سوچ
سرے کو را بود قسمت کلا ہے } کواکب کز رصد ہا در شمارند
ہوس بر تاج بردن نیست رائے } شمار کار عالم پیشہ دارند
ازاں تقدے کہ می سنجند در غیب } بآئینے کہ می آید ز نقد پر
بردوزی پر شوہ نے از ہوس جیب } بکار خلق می سازند نہ بیو
نہ ہر فرتے سزای تاج شاہی است }
نہ ہر تن را لقب ظل الہی است }
نہ ہر ذری بر افسر جائے یابد }
نہ ہر سر تاج ملک آراے یابد }

— * —

غونبیاں کوس فتح آواز می داد } تونم رھوہ را آواز می داد
ز سو می برد ہوش و باز می داد } نوا جان می ربود و باز می داد
ہمہ دندانہں در بالا و پستی } ہمہ دندانہں مسمت شہر پد راست
قتان خیزان شدہ از شیر مستی } کزان مستی ہی افتادہ می خاست
کسے کو عزت اسلام داند } کسے کو عزت معشوق داند

معاد اللہ کے این دیدن تواند کجا از نان و جانش یاد ماند
 کلوں زان گوئے خواہم راند این حرف بہہ جارے نثارم نقش این درج
 کہ گنج نہ ذلک دروے شود صرف کہ چون آب روان گوہر شود خرج
 چو من در خون فتم خونم مشوئند چو بزم گشت زو خونم مجوئید
 وزین حولتوار گان خونم مجوئید وزین خون روے دلگو نم مشوئید
 فلک قاج علا را بود معراج علا از تخت رفت رفعت از تاج
 بظاک افتاد والا گوہر تاج شہا بے جاے ماہے کرد معراج
 بود شہ پاسمان خلق پھوست چو باشد خانہ را پاسمان مسما
 خطا باشد کہ باشد پاسمان مسما رساند نزد را خود باز بردست
 شبان چون شہ خراب از بادہ ناب شہانے را کہ باشد بادہ در پیش
 رسہ در معدہ گرگان کدہ خواب رساند نقل گرگ از پہلوے مہش
 در آئینے کہ رسم ملکداری است ستون عمدہ با استواری
 تہمت کارھا در ہوشہاری است ستان شہ بود در راست کاری
 چو طبعم در جوان مردی در آمد سیاہ دہن کہ چون دریا در آمد
 قلم را موج دریا بر سر آمد مغل را موج دریا بر سر آمد
 معجب حیثی کہ زان گویان کمراہ عنا اللہ بر چٹان روہاے چون ماہ
 بغوں فلطہ چٹان روہاے چون ماہ کسے چون ہرکشد شہشیر کیوں خواہ
 جوائے ہم چو بخت خویش بھدار رپودہ خواب بیداران بہ یکبار
 رپودہ خواب بیداران بہ یکبار ز چشم نیم خواب ز نیم بیدار

* —

تغلق قاسم اور جہانگیر نامہ کی تصنیف میں پورے تین صدیوں
 کا فاصلہ ہے اور اس مرحلے میں فارسی زبان اور اس کی نظم و نثر

میں نمایاں تمہوت ہو گئے تھے۔ بہت سے الفاظ اور معاورات متروک
 ہو کر نئے الفاظ اور نئے معاورات ان کی جگہ جاری ہو گئے تھے۔
 شاعری میں بجائے قدما کی سادگی اور بے تکلفی کے دقت
 پسندی اور نازک ذہالی خصوصاً دور اکبری میں انتہا کو پہنچ چکی
 تھی جس کو اس صہد کے سخن فہم تازہ گوئی سے تعبیر کرتے ہیں۔
 اس لئے حیاتی کے کلام کو حضرت امیر خسرو کے کلام کے ساتھ
 مقابلہ کرنا اور ان میں فرق دکھانا شاید اہل ذوق کے نزدیک
 معیوب سمجھا جائے۔ اس خیال سے میں نے عشیقہ اور تغلق نامہ کے ہم
 معنی اشعار بالمقابل نقل کر دیئے ہیں۔ ہر شخص اندازہ کر سکتا
 ہے اور یقین کر سکتا ہے کہ اس قدر توارک دو ہم عصر شاعروں کے
 کلام میں بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ان میں سہنیکڑوں برسوں
 کا فاصلہ ہو۔

اشعار مذکورہ بالا کی نسبت صرف اس قدر اور عرض کر دینا
 ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کے جمع کرنے میں کوئی
 خاص اہتمام نہیں کیا۔ بلکہ جہانگیر نامہ کے مطالعہ کے اثنا میں
 جو اشعار ایسے آئے جن کے ہم معنی شعر عشیقہ میں مہری
 نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے یاد تھے ان کو لکھ دیا ہے۔
 مجھے یقین ہے کہ اگر ان دونوں کتابوں کا مقابلہ کیا جائے تو
 صدہا ایسے ہم معنی اشعار ملیں گے۔

(۲) اس کتاب میں وقایع تاریخی کی ایسی چھوٹی چھوٹی

جزئیات اور تفصیلات پائی جاتی ہیں جن کو مورخ عموماً اپنی
 تاریخوں میں قہوں لکھتے۔ اور جن کو ضیاء برنی نے بھی جو

عہد قطبی اور تغلق کا عینی شاہد ہے فیروز شاہی مہن نہیں
 لکھا۔ پس اس قسم کی جزئیات کا جو اس کتاب میں
 بکثرت پائی جاتی ہیں پوری قین صدیوں کے بعد حیاتی کے
 قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسی بعید از قہاس بات ہے جس کو
 غالباً کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا۔ مثلاً صرف دو واقعوں پر
 اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) - خسرو خان نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کر کے
 شاہزادوں اور شاہی خاندان پر جو ظلم و ستم توڑے ان میں ایک
 واقعہ کا درد ناک منظر اس طرح دکھایا گیا ہے :-

چنان اسمت این حکایت راستاراست کہ چون بر قطب دین رفت آنچہ حق خواست
 ز بعد آن سریر آراے مرحوم برادر پنج دیگر ماند مظلوم
 ہرے خان فرید اسم بلند اصل کہ بود اصلش زده شہ وصل بر وصل
 کہ آن سلگے سزایے ملک سنجے سہ پنجشہر رد دیرینہ سنجے
 تماشای دادہ قرآن ختم منشور دلش زان نور گشتہ سورہ قور
 بسا شاگردی استاد کردہ کتاب و فاسہ را چون یاد کردہ
 بہ ترقیب کھان و تیر پیوست بعقد تیر و انگشت او شست
 دگر بو بکر خان دیباچہ تخت سزایے ملک گر یاری کاد بخت
 ز سال عمر او در ہفتہ رفتہ دو ہفتش سال و اوسا دو ہنتمہ
 الم دیدہ ز الف و لام و یا سین نشستہ در دل قرآن چو یسہن
 ہوسن در نظم و نثر و لفظ و خط خوش طبیعت خود چہ گویم آب و آتش

— * —

علی خان گرامی ہشت سالہ جبینے چون گل و روے چو لالہ
 ہمہ داندانش در بالا و پستی فتن خیزان شدہ از شیر مستی
 ز قرآن تا بقہ افلح رسویدہ قدش افلح شدہ کان صفحہ دیدہ
 — * —

بہا خان ہم بہشتم سال تو خوز بہات دوم قرآن ورق بیوز
 گرفتہ روزی از تعلیم بالا و ما من داہتہ فی الارض الا
 — * —

چنین شہزادگان فاز پرورد کہ چرخ از بہر ملک انباز پرورد
 زمان عمر شاں چون بر سر آمد زمانہ و چنہ کاری پر آمد
 اشارت کرد خسرو خان کم بخت کہ بر شہزادگان کارے روہ سخت
 — * —

ز پنجم سال عثمان بہرہ ور بود ہنوز از جمع قرآن بے خبر بود
 بہازی ہاے نوزادان ہوس فاک ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک
 — * —

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ
 کے مقتول ہوجانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی رہ گئے تھے۔
 اول فرید خان جس کی عمر پندرہ سال کی تھی قرآن مجید
 ختم کرچکا تھا۔ کتابیں پڑھتا تھا اور تیر اندازی کی مشق کرتا
 تھا۔ دوم ابو بکر خان جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔
 نظم و نثر کا شوق تھا خط اچھا اور طبیعت نہایت ذکی
 تھی۔ سوم علی خان نہایت حسین تھا۔ قد افلح المؤمن تک

پڑھا چکا تھا۔ چہارم بہا خان۔ اس کی عمر بھی آٹھ سال تھی
قرآن مجید کا پہلا قلمت ختم کر چکا تھا اور وسامن دابۃ فی الارض
کا پارہ پڑھا تھا۔ پنجم عثمان خان۔ پانچ سال کی عمر تھی۔
تعلیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔

شہزادوں کے متعلق جس قدر جزئیات ہم کو مہرچہ بالا اشعار
سے معلوم ہوتے ہیں ان پر سوسری نظر قائلے سے یقین ہوتا جاتا
ہے کہ ان کا یہاں کرنے والا حہائی نہیں ہو سکتا۔

(ب)۔ غازی الدین تغلق اور خسرو خان کے درمیان جو فیصل کن
معرکہ آرائی دہلی کے قریب ہوئی اس کا نقشہ ایسا مفصل
کہنچا گیا ہے جو کسی بعد کے زمانے والے سے ممکن نہیں
معلوم ہوتا۔ فریقین کے مہمانہ اور مسرہ کے دستوں کی
تعداد اور ان کے افسروں کے نام۔ کیوں کر جنگ شروع ہوئی اور
کس طرح ختم ہوئی۔ اثنائے جنگ میں غازی الدین تغلق کے
لشکر کے ایک دستے کو شکست ہو جانا جس کی وجہ سے اکثر
فوج کا فرور ہو جانا مگر غازی الدین کا اپنی جگہ پر استقلال کے
ساتھ قائم رہنا اور دوبارہ توتوب قائم ہونا۔ ہر بات صاف صاف
معلوم ہوتی ہے۔

غازی الدین تغلق کے لشکر کا مقدمۃ الجوش ملزل بمنزل دہلی
کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے اور دہلی میں ہلچل بڑھتی
جاتی ہے۔

ہمیشہ دم بدم آوازہ در شہر کہ اہلک ہرہ زن شد صفدر دہر

گوشٹ از ہانسی آمد در مدینہ*
از ان آیدہ دین مقدار نویانت
چو در رھتک سہ پایہ کرد رایت
چو در مندوتی آمد جوش منصور

چو گردان سپہ بوشد بدالم
چو نور انگند بر کوہ کند پور
علم کز حوض سلطان عکس بنمود
چو میلے چلد از ان نزدیک تر شد

پر از دہلیز و خرگہ شد سراسر
پس پشت آب چون و پیش دہلی
ز روں چون ہوی آمد نداے
ملک فخر الدول برروئے لشکر

جوانے ہمچو بخت خویش بیدار
جوانے ہمچو بخت خویش بیدار
شب جمعہ خسرو خان مع اپنے فوجی سرداروں کے تمام رات
فوج کی تیاری اور آراستگی میں مصروف رہتا ہے اور اس موقع
سے فائدہ اُٹھا کر عین اہلک اپنے وعدے کے مطابق اپنی جمعیت

کو ساتھ لے کر چپ چاپ اُچیوں کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

* رھتک اور مہم کے لب سڑک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہ
علاقہ اب تک مشہور ہے کہ غازی الدین اور خسرو کی جنگ
یہاں ہوئی تھی۔

* یہ بھی مہم کے قریب ایک گاؤں ہے یعنی مندوتی با مہم
مختلج و قون قلہ و قال مختلج۔

چنگاں بونگ این حدیث تیغ بازی کہ چون در اندپت آمد شاه غازی
شب جمعہ حسن شد در پئے کار کہ فردا رایت افزاد بہ پیکار
دران فوقا کہ ہر کس بونگ مفتوں نہانے رقت عین الہلک بہروں
چو بنیادے ندید از ملک عینہی عزیبت شد بہ شہر خود اچھٹس
ہمہ شب بونگ خسرو لشکر آراے سران و سرکشانش نیوے بر پائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت زمانہ قلغل خونریز برداشت
ہمہ تن سہرگردوں تیغ کیں داشت زحل آہ و مریخ آتشیں داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر ازاں ہر روز ترتیب آہنوں تر
روز جمعہ چاشت کے وقت خسرو خان جس شان و شکوہ کے
ساتھ اپنی فوج لے کر نکلتا ہے اور جس طرح اس کے
بھون و یسار کی تقسیم اور ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر
ملاحظہ ہو:—

چو خورشید درخشاں در تلالا بر آمد چون سماں یک نیوے ہالا
رواں شد تکہ خسرو خان بد روز بکھوں سوے ملک غازی کھوں توڑ
سچہ آراستہ از شرق تا غرب توگوئی خواست کردن بافلک حرب
صفے چون دقت جوش آہن بگویم کہ جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشتہ کیڈہ پرور دو صوفی نوہی خون را شستہ ساغر
یکے خان عوسف صوفی بہ تعجیل کہ مصرے گیرم از شہشیر چون نھل
دگر با او کمال الدین صوفی کھر بستہ بکین چون مہم کوفی
ہمان جا تر تھاز اندر نگ و تاز کہ بونگ سائستی سر افزاز
ہما نجبا ہا و لیکن باب کافر بعزت مہو داری گشتہ مشہور
ہمانجا راست کردہ فوج پیکار شہاب آن ہار یک را نائب کار

ہمان جانب کیں مہر اودہ بونگ بہاء الدین دبیرش ہم مدد بونگ
ہر دست چپ ہم اذہ لشکرے سخت ہوا خواہاں خسرو خان کم بخت
یکے مرتکہ کہ گاہ خوک خواری ز دیگر خوک خواراں جسست یاری
دگر زن دھول یعنی رائے رایاں دگر کچ ہوسہہ و ناک از قیرہ رایاں
دگر سنبل کہ حاتم خانس خواندند امیر صاحب سلطانش خواندند
دگر آن مالدیو آفت انگیز کہ رفت و باز گشت از بہر خونریز
دگر اصحاب دیوان جملہ باہم شدہ دیوان عارض ہم بدان ہم
امہران دگر را کس چہ دانہ کہ این جا یک بھک را باز خواند
ہمہ نو مہر گشتہ پارہ کوشاں بخون ریوی چو خون خویش جوشاں
مندرجہ بالا اشعار مہن آخر کے ہو شعر خاص طور پر قابل
توجہ ہیں۔ مصنف عذر کرتا ان کے سوا اور بھی امیر ہوں جن کو
مہن نہیں جانتا ان کا ذکر چھوڑتا ہوں اس لئے کہ یہ لوگ حال
ہی مہن غلامی کی حالت سے ترقی کر کے درجہ امارت کو پہنچے ہوں۔
غازی الدین تغلق نے جس طرح اپنی افواج کی تقسیم اور
ترتیب کی تھی اس کا نقشہ بھی ملاحظہ ہو۔

بائٹھوں نخستیں لشکر آراست بہر جا لشکر آرائی بر آراست
سر صف مہمہ حاضر با خلاص بہاءالدولہ خواہر زادہ خاص
بفرج دو میں شیو سمک عزم ملک بہرام ابہہ رستم رزم
بدیگر فوج ازاں پس پہلوئے کار علی حیدر بہر دو نام گزار
بسوئے مہسرہ در کیں کھر بند ملک قنبر الدول شایستہ فرزند
بدیگر فوج ہھچوں سعد و قاص اسہ والا ہواہر زادہ خاص
بدیگر فوج بونگ آما جھارے خوش غوری شہاب اسفندہ یارے

سر صف میر شادی صغیر شوق ز قہر و تیغ ہم یاراں و ہم بوق
ہقلب اندر گزین خاص تقدیر ملک غازی سپہدار جہانگیر

(۳) اس کتاب میں وقایع تاریخی کے بیان کرنے میں جس قدر صحت کا التزام رکھا گیا ہے اس کا مکرر سہ کرر اعلان کیا گیا اور واقعات کی صحت کا ناظرین کو یقین دلایا گیا ہے۔ بعض واقعات عینی شاہد سے روایت کئے گئے ہیں۔ اور بعض کی نسبت خود اپنے چشم دید ہونے کا اقرار پایا جاتا ہے۔ اور تمام باتیں بحیثیت مجموعی صاف اس امر کی دلیل ہیں کہ ان واقعات کا بیان کرنے والا جھاتی نہیں ہو سکتا۔

ایک داستان کے شروع میں کہتے ہیں:—
وزیں ملک از بسے فتنہ کہ برخاست خپو زیں گونہ دارم راستا راست
ایک واقعہ کو عینی شاہد سے نقل کرتے ہیں:—

کسے کیس فتنہ دید از دیدہ خویش چنوں بیرون ترا وید از دل ریش
ایک واقعہ کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ میرا چشم دید ہے۔ عبرت انگیز تہمید کے ساتھ اس واقعہ کو شروع کیا ہے اور جس جوش کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے اس سے ہر صاحب ذوق سلیم اندازہ کر سکتا ہے کہ واقعہ یقیناً چشم دید ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:—

ہمیں بہداد کیس کا ختر کنوں کردہ بسندہ است از برائے عبرت مرد
ہرین عبرت سرائے پو فسانہ نکہ کن تا چہا زان از زمانہ
اکو وقتے بلائے می شہیدیم دریں دوران بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آن کار کزاں ہیبت شدے گروں بو نہار
کنوں برنسل او ہیں ناچہ کیں رفت کہ چلداں خون نا حق بر زمین رفت
چنان است این حکایت راستا راست کدچوں برقطب ہیں رفت آنچه حق خواست

(۴) اس کتاب میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو قدما اور متوسطین کے عہد میں عام طور پر رائج تھے مگر بعد میں ان کی مروجہ شکل ثقیل اور غہر فصیح قرار پائی اور وہ متروک ہو گئے۔ اور نئی شکل متاخرین میں مقبول ہوئی۔ اس قسم کے الفاظ حضرت امیر خسرو کی متعدد تصانیف میں باوجود کتابوں کی اصلاح کے بکثرت میرو نظر سے گزر چکے ہیں اور وہی الفاظ اپنی اصل شکل میں جو حضرت امیر کے زمانے میں مروج تھے اس کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں:—

مثلاً بستاخ بجائے گستاخ اور بستاخ بجائے گستاخی۔
شکال بجائے شغال۔ آگوش بجائے آغوش بیوانہ بجائے ویرانہ۔
شیں بجائے نشیں اور شیلد بجائے نشیند اور شانک بجائے
نشاند۔ اسوار۔ حلیوں۔ کار باں۔

(۵) ہندوستانی رنگ کے مصاررات جو حضرت امیر کی تمام تصانیف میں پائے جاتے ہیں اور جن پر فصحاء عجم ہمیشہ معترض رہے اس کتاب میں بھی بکثرت موجود ہیں۔ بطور نمونہ کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں:—

بیکار کشودن یعنی بیکار نکالنا۔ گوش فروہشتن یعنی کان
قال دینا فرساں بردار ہو جانا۔ آسادہ خوردن یعنی پکی پکائی کھانا
تکلیف کا خوگر نہ ہونا۔ رہ افتادن، راستے کا پڑ خطر غیر محفوظ

ہو جانا۔ آپ دین بر آمدن ' یعنی رال آپیک پونا۔ کار کو دیدن
یعنی کام چلنا یا کام لڑکنا۔

علاوہ ازیں خالص ہندی الفاظ بھی اس کتاب میں بکثرت
پائے جاتے ہیں اور فارسی لفظوں کے ساتھ جس طرح ان کو وصل
کیا گیا ہے اس میں حضرت امیر خسرو کی تصریح کی شان صاف
نہایاں ہوتی ہے۔

چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

دگر بوسار و بیری مار و پیر مار سخن شاں مار مارو سر بسر مار
چو بگشاوند قیر بے خطا را بزاری گفت ہے ہے تیر مارا
شہ از مومن بگردوں بانگ تکریم ز گہر آواز نرائیں ہوا گہر
(۶) ان اندرونی شہادتوں کے علاوہ بعض خارجی شہادتیں
بھی ایسی ہیں جو مہرے خیال کی تائید کرتی ہیں۔ ان
کے معتمد اور مستند ہونے میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں
ہو سکتا۔ محمد قاسم فرشتہ صاحب فرہنگ جہانگیری اور
سراج الدین علی خان آرزو اپنی کتابوں میں بعض اشعار حضرت
امیر خسرو کے نام سے بطور سند کے نقل کرتے ہیں اور وہ اشعار
اس کتاب میں موجود ہیں :-

فرشتہ کہتا ہے - "امیر خسرو می فرماید ابھات :-

نشاید پادشہ را مست بودن نہ در عشق و ہوس پیوست بودن
ہو کہ شہ پاسمان خلق پیوست خطا باشد کہ باشد پاسمان مست
شہان چون شد خراب از باد ناب رسمہ در معدہ گرگان کلاہ خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است ثبات کارها در ہوشیاری است

(تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۸۶)
صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ہیں کہ "خستہ باول مفتوح
چہار معنی دارد۔ اول تخم میوہ را گویند مانند شفتا و خرما۔
دوم بمعنی بیمار و آزرده بود۔ حکیم خسرو این معنی در کور کردن
پسران سلطان السلاطین رقاب اسم ملوک الشرق والعجم علاءالدین
والدنیا گذتہ :-

کسے کو بو کشید این دیدہ سر بسان خستہ شفتائے تر
در چشم او چو دو عناب خستہ ہمیشہ خستہ و در خون نشستہ
(فرہنگ جہانگیری مطبوعہ نمر ہند جلد اول صفحہ ۲۵۱)

نشاید ہیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایاں پشیمانی ۵۵۵ بار
(ایضاً)

سراج الدین علی خان آرزو کی کتاب غرائب اللغات کا ایک
قلمی نسخہ نواب محمد مزمل اللہ خان رٹھس بہیکم پور کے کتب خانے
میں میری نظر سے گزرا اس میں لغت "بات موتی" کے ضمن
میں ذیل کا شعر حضرت امیر کے نام سے بطور سند کے نقل
کیا گیا ہے :-

رہ افتادان گرفت از ہر کرانہا بماند از رات رفتن کار بانہا
برہان جاسع مصنفہ محمد کریم الدین مہدی قلی قبریزی
جو فتح علی شاہ قاچار کے عہد کی تصنیف ہے اس میں یہ
شعر امیر خسرو کے نام بطور سند کے پیش کیا گیا ہے :-

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لور وار در می شد از بہم
(۷) ان تمام شہادتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں

صورت ایک آخری شہادت اور باقی وہ گنتی ہے جس پر میں اس
بیان کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے طویل کلام کی معافی کا
خواستگار ہوں —

مدرا خیال ہے کہ یہ شہادت اس سہتم بالشان مبحث میں
ہر شخص کے نزدیک فضیل گن معصوم ہوگی۔
خود اسی کتاب میں ایک شعر مجھے ملا ہے جو حسب
ذیل ہے۔

زبان گرد آرزو چند ازیں گنت
کہ باشاہان نشاید مہر و کین گنت

ان کے لایل اور شواہد کے بعد غالباً اب کسی قسم
کے معقول شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور
جہانگیر نامہ اور تعلق نامہ کی بحث بالکل صاف ہو گئی ہے
اور ثابت ہو گیا ہے کہ یہ کتاب حیرت کی کسی طرح نہیں
ہو سکتی بلکہ یہ حضرت امیر خسرو ہی کی تصنیف ہے جس کا
نام تعلق نامہ ہے اور جس کی نسبت ہندوستان کی علمی
دنیا صدیوں سے یہ یقین کر چکی تھی کہ وہ مفقود ہو گئی۔
اب رہا حیاتی کے بیان کا اضطراب یا حیاتی اور مولانا آزاد
بلکہ اسی کے اقوال کا تعرض، جو مولانا شروانی کی راہ میں حاصل
ہوے، اس حقیقت کے منکشف اور فیصل ہو جانے کے بعد، کچھ
زیادہ اہم نہیں رہتے مگر تاہم مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
میں ان کی کوئی معقول ترجیح کرنے کی کوشش کروں تاکہ یہ
خفیہ سا خلیجان بھی دور ہو جائے —

جو لوگ فارسی ادبیات اور اس کی تاریخ سے واقف ہیں
اور جملہوں نے ہر دور کے کلام کو بطور غایر مطالعہ کیا ہے ان
کو بخوبی معلوم ہوگا کہ نظم میں واقعہ کی صحت اور اوزام
شاعری دونوں کا التزام کس قدر دشوار کام ہے۔ بلاشبہ قدما اور
متوسطین کے طبقے میں ایسے ائمہ شعر ملیں گے جنہوں نے
اس دشوار گزار منزل کو نہایت قابلیت کے ساتھ طے کیا
ہے۔ لیکن متاخرین کا طبقہ بالعموم الاماشاء اس صفت
سے عاری ہے اس کی وجہ بالکل صاف ظاہر ہے یہ لوگ
جس قدر مداحی میں غلو کرنے لگے، مضمون آفرینی، دقت
پسندی اور نازک خیالی میں جس قدر ترقی ہوتی گئی
اسی قدر حقایق نکالی کی قابلیت ان لوگوں سے سلب
ہوتی گئی۔ پس حہاتی سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی واقعہ
کو صفائی اور صحت کے ساتھ بیان کرے گا سخت غلطی ہے۔
پس اگر اس نکتہ کو ذہن میں رکھ کر حیاتی کے اقوال
پر غور کیا جائے تو اس کا مافی الضمیر جو الہندی فی بطن
الشاعر کا مصداق معلوم ہوتا ہے بسہولت سمجھا جا سکتا ہے
اور اس کے بیان میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا۔ میں
چاہتا ہوں کہ اس کے تمام کلام کی تحلیل اور اس کا تجزیہ
کر کے ہر حصہ کا مفہوم عرض کر دوں تاکہ ناظرین کو سہولت
ہو اور ان کو زیادہ کارش کرنی نہ پڑے —

[ختم مقدمہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم]

بسم الله الرحمن الرحيم



آغاز سخن در شرح چگونگی بہ نظم آوردن این چند داستان و
 باتهام رسانیدن کتاب تعلق نامہ سخن پیرائے گلزار هر تازگی
 و فوی گنجور خزاین معنوی اسیر خسرو دهلوی و حمة الله عليه
 که نه از نقوش دیباچه اش اثرے بود و نه از نگارش
 خاصه * اش خبرے - نه حدیقهٔ حمدهش را درها باز و نه
 گلشن مدحش را داستان سرائے باواز

بندام آن کہ نام از دے نشان یافت	زبان آموخت حرمت و نطق جان یافت
خداوندے کہ از صنع خدائی	بظلمت داد نور روشنائی †
دو عالم پیش گاہ حضرت اوست	وجود هرچه هست از قدرت اوست
زمینے هرچه باشد یا سمائے	نمودار یست از کار خدائے
از آغاز خودی باداب † سرمد	خدائی را خود آوردست با خود
بظاہر در وجود انوار رخسار	بہ پنہان بو عدم ہم مہ سایہ تاپان
بفرسانھی سپهر و اخترانش	جہات و آخشیب و گوهرانش

* ک : خاتمہ - † ق ر : نور و روشنائی - ‡ ک : ذات



بسو دایہں خورد بازار بہڑے
 معاذ اللہ زکھنیش گر فرورد
 عفا اللہ ہم ز لطفش کہیں فراموش
 ہمہ ہوم و بر از وے نور در نور
 ز جودش بصر و کان سرمایہ داوان
 از و ہر خار و ہر خس پرنہاں پوش
 از و ہار و لب گل خندہ ناکہ
 از و دستاں سرا آواز بلبل
 ز نورش سرخ گشتہ گونہ گل را
 ز خوانش زبہ بر ز انیس و جانے
 سندر از فروغش خرم و خوش
 چو خواہد در دلے مہرے بکارہ
 بومستی ز آتش عدرا نهد داغ
 پتھسرو آتھ رشکے فروزہ
 ز عشق او بہر جا دستخیزے
 طراز حلقہ نازک نہالان
 اگر از روح پرسی سایہ اوست
 بہر راہی بہر یوزن بہر کوئے
 حیاتی حسد را فرجام نبود
 بہار از نو بشغل خوبش پھرائے

۱۰

۱۵

۲۰

۲۵

† ن : رشکی -

زبان ہم در سپا سش گنج ریزے
 گلوئے خوشہ از شہلم بسوزہ
 کہ ہار و قطرہ دریا را در آغوش
 سر کویش ہزاران طور در طور
 ز کویش مشکبو باد بہاران
 و ز حوران گلشن دوش بر دوش
 دل غنچہ ہم ازوے سینہ چاکہ
 گلوئے شیشہ ہم در ذکر قلقل
 فرس از رنگ گلگونہ گل را
 ہمیشہ حضرتش در مہز بانے
 نشستہ تا بگردن اندر آتھ
 بہ مجنون لہائے را بر گمارہ
 کلد ہر داغ را رشک * گل باغ
 ز برق تہشم فہادے بسوزہ
 سر کویش عجب دیوانہ خیزے
 پلاس کہنہ بوسیدہ حالان
 دراز عقل ، آن فرو تر پایہ اوست
 خدائی را ہمیشہ آب در جوئے
 چہ گر آغاز هست انجام فیوہ
 پس از حمد خدا در مدح شاہ آئے

گلے آور ز ہر حرفے بہوئے
 ز خاطر طبع را گنج گہر کن
 کذا مہیں شاہ آن شاہ جوان بخت
 ابوالغازی جہانگہر جہاں شاہ
 فرغ اختر صاحبقرانی
 در یکتائے درج ہفت کشور
 خوشا و قعا و فارغ روز گرا
 کہ آید ز آسماں ہر دم ندائے
 گرفت اورنگ شاہی سر فرازی
 جہانگہر و جہاں بختش و جہاں دار
 ز ہر سر تاج گہرہ افسر او
 ز بازویش توان پشت ملی را
 شگفتہ گل بنے از آتھ طور
 ز راہ دان و دین سود و زیاں را
 فریدونی کند در کچ کلاہی
 ز سہمش پارہ قولان ریزان
 گہے + خنجر بلا را مرد میدان
 سر مہدان تیغش خانہ مرگ
 سرتغش ز ند بر خان و ماں برق
 بقدر قوت آن زود بازو

۳۵

۴۰

ہم از ہر لفظ او بصرے بجوئے
 نثار تخت شاہ تاجور کن
 کہ سی بالد ز نامش افسر و تخت
 زمین را روشن اختر چرخ را ماہ
 چراغ دود ماں گور گانی
 درخت بار دار شاہ اکبر
 زہا فصلا و خرم نو بہارا
 سراپد این نوا دستاں سوائے
 ز نورالدین محمد شاہ غازی
 جہاں را با سو و گارہں سوکار
 جگرہا آب دار خنجر او
 پرستاری ز تھش پر دلی را
 سراپا شعلہ * و سر قا بہا نور
 نگہما نست چندین دود ماں وا
 پر ستاری کند در باد شاہی
 ز عدلش باز از تھو گریزان
 کہے سافر سخا را ابر باران
 گنبد و گر ز دام و دانہ مرگ
 ہوس است ار بود آتھ فشان برق
 چہ باشد کوہ با ساگ ترازو

* ن : شعلہ سر تا بہا - † خنجر بلا ' ار ساغر سخا ' دونوں جگہ تک اضافت ہے -

هر آنکس را که آویزند با او جنگ
 ظفر باغوشش از یک دود سانسست
 عطارک خامه بهرام قیغی
 گرفتن را شناسد جلس تا راج
 همه چشم و همه دستست در راه
 غرور و سر کشفها بلده او
 ره او هر قدم را گنج قارون
 دلش را جوش دریا موج خهز است
 هوا از نعل اسپش برق باران
 ز قدر خورشید آورد است پایه
 سخن با لفظ او عیسی بگفتار
 بر اختر می فشانم گوهرش را
 هم از بخت جهان افروز طبعش
 دعا را رسم و آئین تازه سازم
 بود در آسمان تا مهر را نور
 حیاتی اے سخن زا سرد فرهنگ
 بها اے خازن گنج نهانی
 در گنج سخن را قفل بکشائے
 ازین در گفتم و گوا ورد هو واسو*
 بگفتم هان بگویم نکهه بدیدیر

۵۰

۵۵

۶۰

۶۵

* زرد و واسو (کنا) ک : آرزو و راشر -

بتاریخ هزار و نوزده سال
 زمان نازان به بخت از جمدے
 زمون خوش هم زمان خوش آسمان خوش
 شد روشن چراغ زندگانی
 شبی زان ماه و زان سال همایون
 نه شب چشم و چراغ صبح خهزان
 شدی گو ظلمت از خود دور کونده
 بزیر سایه تخت فلک سا
 چلین بودم سجود آستان را
 شهشاه جهان از قدر والا
 درخشان چترش از فرق آسمان گهر
 خزاین بکمر بحر و کوه کوهش
 بگفت آورد لعل گوهری را
 " که در تاریخ سال شش صد و اند
 سخن پهرائے معنی مهر خسرو
 پس از چندین سخن کوطبع توساخت
 به طبع آورد از هر در فراهم
 ز حمد و مدح هم از عقل و از رائے
 ز آگاهی شاهان جهان دار
 ز شرر انکهرتئی غفلت پرستان
 ز گل تا خار و لعل از سنگ خاره

۷۰

۷۵

۸۰

۸۵

که می زد بخت پر دولت همی قال
 زمون از سایه نخل بلندے
 جهاندار از جهان خوش هم جهان خوش
 نخستین صبح ایام جوانی
 که بوخت از زمون در رشک گردون
 نه شب عبور فروش مشک بهزان
 سهای را به شب پر نور کرده
 سزم می سود بر اوج تریا
 کمر صد جا بخت دست بسته جان را
 نهاده تخت بر اوج تریا
 یسانی تیغش از دستش جهافکهر
 زمین تا آسمان فر و شکوهش
 به معجز در فرزه ساحری را
 گهر سنجی سخن را چند در چند
 سخن را زو طراوت تازگی نو
 بنظم و نثر تغلق نامه پر داخمت
 سخن را آنچه بود از بهش و از کم
 ز عدل و داد و جور کهنه افزائے
 که چون باشند در هر کار هشهار
 هم از طغیان و قدر زهر دستان
 که ناید از شمردن در شماره

۶۰

۶۵

۷۰

۷۵

بگفت آن چیز کو بایست گفتن
 ازان دفتر، ولی ز آغاز و انجام
 همانا شد ز گشت هر ستاره
 عجب بادے بدان گلزار و خوردن
 همانم این بنگر اقدس گشت
 بیاید گنت بر مدحت سرائے
 ز هر جنس سخن و ز هر فسانه
 دران هنگام و آن وقت خجسته
 کلید بخت قفل بسته بکشاد
 شد از حضرت اشارت گای فلانے
 چنین باید که گردد این گهن، نو
 بدین خدمت سزا واری تو داری
 نگرود تا تمام این کارنامه
 ز قدر و از بزرگی جاه و جارا
 هم از فرمان بری خدمت گزاری
 قبول کار بوسیدم ز من را
 سرے باشغلی اندر کار سازی
 به بلبل باقوا گشتم هم آواز
 نوا را تازه کردم رسم و آئین
 زهر در آنچه می بایست گفتم

90

95

100

105

* س: شائیش سخن - * ق: ر: بستم -

بگفت آن در که می * شائست سفتن
 سخن را نے نشان نے قصه را نام
 سخن را جا بجای قوت جمع پاره
 که چون هر برگ گل اوراق آن بود
 بطبع و خاطر دانش رسم گشت
 سخن را آفرینے یا سوائے
 بگوید ز آنچه رفعت از میانے
 جهاں از چشم زخم فتنه رسد
 نظر شاه جهاں را بر من افتاد
 سخن را اے سروش آسمانے
 شود تا شاد از ما روح خردو
 که از ابر سخن گوهر تو بازی
 منہ کافذ ز کف: ز انگشت، خامه
 سرو سجده شدم آن خاک پارا
 هم از اخلاص مندی جان نثاری
 بکیوان بر زدم چون جبین را
 دلے با مدحش اندر عشق بازی
 بان آهنگ بستم تار بر ساز
 کلوئے مرغ را گشتم * نکارین
 ز گوهر آنچه می شایست سفتن

بهم آهختم لعل و کهر را
 ابا نقدینے کو سهند بر دم
 قدم بر تو نهادم سروری را
 شهنشاه خدیوا شهر یارا
 حسب را هم ز گوهرها شماره
 شرف نازان ز بخت ارجمندت
 هنر را از تو تا گرم است بازار
 چه علم آموز و چه مرد سخن سنج
 بغورین در که از خاطر کشادی
 سخن را لفظ و معنی تازه نو شد
 چه خوش سویدر است بر توجان فشاندن
 جهاںی اے ثنا را آفرین تو
 ز جامے باز لب را مست گردان
 بهالم تا که نام شاه و شاهی ست
 بغرق و نضت از مه تا ماهی
 همشه تا سپهر و اخترانند
 بهفتا یاد قدر افسر و گاه
 چو ببلد آسمان از دیدة سهر
 نگر هد هد که مرغی کم هنر شد

110

115

120

یدریا بر پراگندم در در را
 نثار خاک راه شاه کردم
 به گردن یافتم نهک اختوی را
 نسب را تا بادم تاجدارا
 خرد را ز آسمان روشن ستاره
 جهاں در سایه نخل بلندت
 در افزونی فزاید قدر هر کار
 کرم را از تو دارن پائے هر گنج
 به تغلق نامه بر حق نهادی
 کهن اوراق را شهرآزه نوشد
 ابا جان هر چه هست آسان فشاندن
 اجابت را دعائے در کهن تو
 دعا را با ثنا هم دست گردان
 بزرگی و سری صاحب کلاهی ست
 جهاں افروز بادا تاج شاهی
 جهات و چار رکن و گوهر انند
 ز نورالدین جهاں کهر جهاں شاه
 شود خارا زر از زیمائی چهر
 سلیمان چون گزیده تا چور شد

*

*

<p>دلے را نام از صاحب دلال جوئے سجودے پاش پر درگاہ نھکان بدان تاریکیء شام جلال اند و ز آفتاب بھد آرد یار با رنگ جہاں خرم ز ایام بہاری است رسد تا زود نابودے یہ ہونے شود کان گھر کویہ بدخشاں ز قبض خاکموس آن سر گوست کہ زان سر چشمہ دارد آبخوری را ز نورے چون بہر در روشناس است بقطرہ بہن کہ چون گردید دریا مس خود را طلائے * دہ نہی کن کہ جانے در روان شادم آمد</p>	<p>بہا اے دل قبول مقبلان جوئے قدم را وامگیر از راہ نھکان کہ نھکان اختر صبح جمال اند از یغان میوہ آتش در دل سنگ دل خوش را خوشی از شہریاری است ز صاحب دولتے اندوز سودے کہ از خورشید گرہہ نرہ رخشاں صیازہن ساں کہ مشک آگہن با بوست ز دریا ہم سپاس ہست در را بقدرہ بین کہ چون زریں لباس است از ان شوقے کہ بودش در تما تو ہم خود را بدر گاہے دھ گن حکایت گونہ با یادم آمد</p>
<p>حکایت</p>	
<p>چندہن بودست راہ و رسم آئین کہ بودے تہرہ ازوے روشن اختر کہ واگردن مگر گشت ستارہ فروزاں طالعے اختر بلندے</p>	<p>شہد ستم کہ در دوران پویشین چو زائدے طفل بے طالع ز مادر ہمد خوبشانی با تدبیر و چارہ بہر دندے بہ پیش بخت مندے</p>
<p>* بمعنی خالص۔</p>	

۱۳۰

۱۳۵

۱۴۰

<p>بخدمت روز و شب ہر گاہ و بہکاہ کہ تا مرزاں طالع فرخندہ آثار شود دیماہ او اردی بہشتے بعدریج آن بطالع روشن اختر کہ تا گشتے نصوصت دور ازوے یلے آثار دولت این چلیں است کہ گودو قطرہ ازوے در دریا حیاتی ہاں زہر ہم شاد سی زی کہ گشتی سایہور از خاک پائے جہاں ہار جواں بخت خرد پیر گلون ہشنو کہ این در از چہ سقیم بتغلق نامہ خسرو در زمانے زیند و موعظت چلندین سخن گفت کنیں زان داستان جائی خبر نہست ”چو ہوند آسمان از ہیدہ مہر نکو ہدہد کہ مرفے کم ہنر شد چو فرماں بویہ از درگاہ والا قلم برداشتہ صورت گری را بطبق آن سخن ہر داستان را باں بہت دور چلندے بر فرودم ہیاتی وار مرغ فالہ گشتم</p>	<p>بران در داشتندے خواہ و نا خواہ بتابد پرتوے برآن شب تار بہ بیت الہہ بدل کردہ کفشتے ہررسی تافتے چون نرہ را خور شدے ہر گونہ ساتم سور ازوے کہ بارے زہر ارقم افگہن است شود زر خاک و گردہ خار خرما بہر ویرانیء آباد سی زی چہ خاک پا پر و بال ہمائے شہنشاہ شہاں شاہ جہاں گور نصیحت گونہ از بہر چہ گفتم بگفت این ساں سخن را داستانی رہ دانشوری را خار و خس رفت وزان جز این دو بہت اصلا دگر نہست شود خارا زر از زبہائی چہر سلیماں چون کزیدہ تاجر شد کہ آن کم گشتہ گردہ باز انھا کشونم چہرہ ماہ و مشتوی را قشاندم گل چو گلہن گلستان را بجادر سحر بابل را نمودم نفس را آئیں پرکالہ گشتم</p>
--	---

۱۴۵

۱۵۰

۱۵۵

۱۶۰

۱۶۵

۵۷۱

۵۷۱

۵۸۱

بدریا ہرچ گوہر بر کشادم
 ز جائے دیگر آوردم سخن را
 * ہنوزت گر ہوائے باغ جان است
 ازین سان سحرآرائی عنوان
 گسستن دیسماں عقد گہر را
 بسوئے خانمہ ہر زن عنائے
 برو بومہی ز جان و دل سرشتہ
 قدم بولالہ نہ رو بر سمن دار
 بدین انکاش صف صفر عین را
 ہمہ سہمی تنای و پرنہای پوش
 کہ گشتے ہر دوتن باہم خرامان
 چہاتی نکتہ سلج داستان شان

چو بھند آسمان از دیدہ مہر
 نگر ہد ہد کہ موفے کم ہنر شد

شہے ہر بھنش جوہر فروشان
 نظر درکار ایشان دور بین کرد
 بزرگی را ز بیبنایان آن کار

۱۷۰

۱۷۵

۱۸۰

* ذیل کے بارے شعر حاشیے پر درج ہیں -

بدہلی گنج گنجہ عرضہ دادم
 ز اخگر آب دادم این چہن را
 * سرگشت گلستان چقان است
 بجادو معجز افزائی عنوان
 پراگندن بہر کشور درر را
 گزرگن بو بہرستان جائے
 ہمہ فرہی رہش بال فرشتہ
 بزیر پائے ہر جا شاخ گل کار
 بہ سے آمہختہ ماد معون را
 ز لعل و در فروزان کردن و گوی
 گہر آگہن ز دامن تا گریبان
 نو اخوان عقدلیب گلستان شان

شود خارا زر از زیبائے چہر
 سلیمان چون گویدش تا جور شد

برسم آزیابھی گشت کوشان
 بروئے خاتم از مہنا نکہن کرد
 طلب کرد و بدو داد آن نمودار

۱۷۱

۱۷۵

۱۷۷

۱۷۹

۱۸۱

کہ نوم این زسود گن بہ بینش
 شناسا بود اگرچہ مرد کاسل
 چو دید آن گفت ہست این جوہر فرد
 ملک خندید لہکن خندہ شہر
 بر آن شد تا بخشم از چشم ما دور
 چو دید آن حال مرد کار دیدہ
 بزاری گفت کای تاج سر من
 ولے بستاخے دارم بدرگاہ
 ز بانہن داد شاہ و مرد در سنج
 کہ چہن شاہ داد بردست این نگہم
 و لہکن شد دو چیزم مافع گنت
 یکے زان * آنکہ این ہست آنچه خود اسع
 زسود خواندنش زہن رو ادب نیست
 ادب این است و تعظیم وی آنست

حدیث دیگران دارم دریں حرف
 ندارد چون غلط در چشم شہ راہ
 شہش چون گفت زین گوہر بہ تمہیز
 فرض زہن گفتم آن کو چون تو شاہے

۱۸۵

۱۹۰

۱۹۵

۲۰۰

بگو قہمت بہ تحقیق و یتہنش
 شناسائے ادب ہم بود و عاقل
 کہ ہر آفاق نتوان حاصلش کرد
 نہاں یک خندہ را صد خشم در زہر
 برون آرد ز چشمش گوہر نور
 بد و نیک جہاں بسہار دیدہ
 بالماست نیزہ گوہر من
 بگویم گو بہ بخشد جان من شاہ
 در سفجیدہ بہرور ریخت از گنج
 شناسا گشت چشم مہرہ چہلم
 کہ دل نارست در راستی سبت
 کہو شد چون بدست شاہ پھوست
 کہ جز سرسبز می تاجش لقب نیست
 کہ گویم پارہ از آسمانست

کہ چون شد بینش شاہ اندرین صرف
 غلط بر خویش بدم ہم کہ بر شاہ
 گنہ بخشید و گنج گوہرہں نہز
 دریں لوح از کرم باشد نناہے

* ن: یکے زانکہ کا -

کہ میں تھوہ شہسے تاریک ہے بدر
 چو ہر فرہں قبولت جائی سازد
 سخن با آنکہ باشد معنوی فر
 اگرچہ این تصنف نے در خورد شاہست
 و لکن پیش سلطانی فقیرے
 گلھے را کہ کردم رشتمے قانے
 من آن خوبشکن کردم بعدبیر
 تو بیدبیری ز من این ہرزہ چند
 نموداری کہ بہنہی از ادب دور
 و گر جرمسیت کز فغان شود پاک
 دران عالم کش آمرزش سہیاست
 ازان یک ذرہ رنگے ناپدیدار
 کہ خود را گرچہ ہستم گوہر آشام
 یقین دانم کہ نگزارندم از پیش
 در * رکوع و در سجودم
 ز جودہ خلق دیدان مایہ در پوست
 بود تا دور مے دوران او یاد

۲۰۵

۲۱۰

۲۱۵

۲۱۷

خطاب * حضرت شاہ و از و خواہش بہ بستخانے

کہ از چشم رضا و مرحمت * بپند درین دقتو

* پہلا لفظ آڑ گیا ہے - ق - ر - بے ہر کہ در رکوع - انہ * ک : خطاب از -

زہے شایستہ بخت آرائے شاہی
 نرانگشتش بہ عیش افزوئی خلق
 گرفتہ پرتو توغت بہک ضرب
 نے زان قطرہ در صف ارنہد رومے
 اگر مریخ بپند رزم گاہت
 وراز بزم صفت در نامہ سنجم
 دران بزمے کہ فردوس زمانست
 چو زان جادو زیانان ہر نفس ساز
 بمن ہم کرد اشارت حکم درگاہ
 نیوہ ارچہ بعقدم شاہوارے
 ولے چون کرد ہمت سرفرازی
 بدان یمنم کلید آسمانی
 بر آمد موج دریا از صہرم
 شد اندیشہ بکار افزائی خویش
 قلم جستم شہایم در بلان بست
 چو طبعم در جوانمردی ہر آمد
 کلون زانگونہ خواہم راند این حوت
 چو در سلک آرم این درہاے شہوار
 کہ گفتار ارچہ سہل و دلپسنداست

۲۲۰

۲۲۵

۲۳۵

یغایہ عالم از مے تا بہاہی
 کلہد کار ملک و روزئی خانی
 چو تاب آفتاب از شرق تا غرب
 بگلجد * در صد اعراف سخن بومے
 دہد جان کو دلش نھد سہاہت
 بہشتے را بقوک خامہ سنجم
 بسے فردوسی شکر زیانست
 یغام شاہ شد شہ نامہ پرداز
 کہ نقش نوکلم در قامے شاہ
 کہ زبید مسند شہ را نثارے
 بشرح قصے این شاہ فازی
 کشاد از غیب در ہائے معانی
 در افشاں شد دلے دریا نظہرم
 چو پر حلوای صوفی دست درویش
 ورق جستم سپہرم داک بر دست
 قلم را موج دریا بر سر آمد
 کہ گنج نہ فلک درومے شوہ صرف
 پسند شاہ عالم خواہمش بار †
 گدہی سلطان پسندد ارچہنداست

* ق : ر : گلجد - † ن : یار -

۲۴۰ خطائے را کہ شاہان در پذیرند
ازان شد قیمتی لولومے شہوار
بہر مرکب کہ سلطان بر نہیند
پلاے را کہ گوید شاہ دیبا
چو باشد صدلی در زیر جمشید
چلن پایہ ثبات سکے ملک
سہم چترہی کہ امن آثار گشتہ
چراغ دین بذیل چتر این شہ
تغاسخ مذهبیاں کس دیدہ برزین
شرف کردہ سپہر از ہم عیا نہش
سو رخصت کز اعدا ریخت خون را
ز ماہئی علم پر دہہ بشاہی
۲۴۵ سداب * تیغ او تا گشت روشن
کلمک چون برق وصف خنجر وے
اجل کش علم بو یحیی است مفہوم
چو جنید لشکرش در حملت بر
چو بر بالا رون کرد سپاہش
۲۵۰ بخاک افتد مہ از تعظم راہش
کہ پایوسھی کند چون آن نکرده
بمغارت دہانش کردہ بر خاک

* ن : سداے -

چو بر تخت فریدونی دہد بار
وگو فرماید از حکم سبک دو
اگرچہ پشت خورشید است زان سوے
۲۶۰ فہار او بچشم سام و ہوشنگ
بخشم از قیز بھند سوئے کردوں
ترہی کردہ چو ابرو گر شدہ تند
بمعدش بے عمل دہر بلا سلج
۲۶۵ در از سہر آرد اندر اختران چہر
سپہر اندر در قدرہی سفالے
ملک و مسجد اقصیٰ شہرہش
چہنیش را برات از نور جارید
چو رائے روشنش بہرہوں زندہ نور
ستم را بسکہ دانش پر فگندہ
۲۷۰ نہ ہیئند در ستم بالو زہرے
ترازوی است عدلش راست تدبیر
بمعدش خلتے از عہش آن طرف دید
بہوں آپس دعا گوید دعا گوئے
دہانش چون بہوں رفت از زبان ہا
۲۷۵ قراز آسماں با نور و تابش

* رومال وغیرہ جسے خیرات کردیا جائے -

سعادت ، خانہ زاد پیکر او	ہما مثل چغہ * بو سد سر او
در شروع نظم سی گوید	
۲۸۰	<p>شراب و عشق و مستی و جوانی کسے کیں بادعاش افتاد در خویش نشاید پادشا را مست بودن بود شہ پاسبان خلق پھوست شہاں چون شد خراب از بادۂ ناب در آئیے کہ رسم ملک داری است کسے کش نقد آفاق است در مشت خروشاں خسپد از خازن درے باز سراندازی کند چون تیغ بد خواہ چوشہ نبود نگہبان سراخویش نشاید ہیچ مردم خفته درکار خصوصاً بادشاہاں را کہ در پوست چو در ہرکس سپاس و ناسپاسی است زبان کردار † خسرو چند ازہں گفت خصوصاً کو ‡ سپہر آسودہ کارے ہماں در پایک از دریا ہوں داد</p>
۲۸۵	<p>نشاط و عہس و ملک و کامرانی کے اندیشہ کند ز اندیشہ پیش نہ در عشق و ہوس پھوست بودن خطا باشد کہ باشد پاسبان مست رہمہ در معدۂ گرگاں کند خواب ثبات کار ہا در ہوشیاری است بہ قفلت کے سزک بر بسترش پشت خروشش دزد را خواند بآواز نگہبان ہمہ سر ہا بود شاہ نگہبانے ک گر سر کے بود بیش کہ در پایاں پشمانی دھد بار بود دشمن بسے افزوں تو از دوست فراست، دختر مردم شلماسی است کہ باشاہاں نشاید سہر و کہں گفت سخن بیہودہ گفتن چہست ہارے کہ می باید صہ فہا را کنوں داد</p>
۲۹۰	<p>* چغہ = مائے کا ایک مردانہ زبیر - † ن : زبان کردار - ‡ ک : گر -</p>

۲۹۵	<p>فرض القصہ چون روشن شد این راز زمانہ در پئے کارے شگرت است بخواہد ہر * دو قطب آسمانی حسن کو قدر ، پر سہہ سود تارک شہ او را در دل خود کردہ منزل ازاں خس ریش دید ار چہ دل خویش ہراں نا سہر یں چون مہرباں بود نسی گشتش بدل ہیچ آشکارا ہمی کرد از کرم ہر روزہ افزوں بساں مار گیرے کو بہنجار بدو کو چہ بمر سوز و کفایت کہ باکو گرچہ خسرو خانست ہمدم ز دست او چہ نوشی دوستگانے ہویدان نہز در دور بیانیے وے چون ہستہ بودہں گوش تمہوز نہ گفت کس دروں می شد بگوشش خون † از ہوشش دوست کتجد کم افتاد اگرچہ قطب دنیا زیر افلاک چو عقلش گوہر تمہیز کم کرد</p>	۳۰۰	<p>کہ گشت اندر جہاں تاریکی آواز بلای مہلکت پوشیدہ حرف است ز قطب الدین ثبات زند کافی سہارک نہست بو سلطان سہارک نشستہ آن خس اندر خون آن دل دلش رنجہ نشد زان رنج دلریش ازو ہم بے دل و ہم بے زبان بود کہ پر گوہر کمیں کرد اصت خارا ہراں گونہ کہ سہ را سہر گردوں ز بہر مردن خود پرورد مار ہمی کردند دانایاں حکایت دمش خون است و خون پر خون ہراں ضم کہ هست این فتنہ دشمن دار جانے ہمی گفتند کہں خونست لے سے ہوائے دل قضائے آسمان فیروز نہ سوئے مصلحت می رفت ہوشش کہ ہوشش را قلم نقص ہوس داد شہ و شاہزادہ بود از گوہر پاک بغصب گوہرش چرخ اشعلم کرد</p>	۳۰۵	<p>* ن : پردہ - † (کذا) شعر کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوش کے تل (یعنی نکتے) آگے اور ہوش کی بجائے ہوس رہ گئی -</p>
۳۱۰	<p>* ن : پردہ - † (کذا) شعر کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوش کے تل (یعنی نکتے) آگے اور ہوش کی بجائے ہوس رہ گئی -</p>				

چو دشمن را دلش از یار نشناخت
 هم از گل زخم خارهی گشت پید
 حسن کش هندو اندر چار سو بود
 چو چندان خال بر رویش کهن گشت
 زیک خال است او را خوبئی حال
 فرض زان هندوانی خال دیدار
 چنان بود این حدیث فتنه پرورد
 بخسرو خانمش چتر و علم داد
 وزارت را قلم بر کارش آسود
 وزهر و کاران و فایب تخت
 ز سوئی شاه یکجا در دوتن خاص
 برون در بندگی تو قید می کرد
 نیام تیغ بود از بهر خون ریز
 بسان حنظل از نفس جفا بهر
 بایر تهره می مانست بے فرق
 ز دور منہی § ارچہ گاہ و بھگاہ
 ولے شہ را چو بود از گردش بیخت
 بہر کس راز دل آگہ نمی داد

۳۱۵

۳۲۰

۳۲۵

سمن از خار و گلج از مار نشناخت
 ہم از گنجینه مارهی گشت پید
 سه چارش خال هندو پویش رو بود
 حسن زان نقطہائی بد سخن گشت
 کغد رو را سیمہ افزونی خال
 نگہ کن چون سہامی شد پدیدار
 کہ شاه آن فتنہ را چون خود کرد
 جہانے عرصۂ تیغ و قلم داد
 وزہرے چون حسن شد پیش مصوب
 ولہکن بیخت نہکش کردہ بد بیخت
 وزو دو دل بیک + دور از اخلاص
 درون تدبیر تیغ و تہر می کرد
 برون زہما † درون سو خنجر تہز
 برون سو نرم و رنگہن و از درون زہر
 برون آب زلال و از درون بوقی
 رسان بود این خبر در حضرت شاه
 بران دشمن طریق ہرستی سختی
 ہمی دانست و ہر خود را نمی دان

* شعر کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ اس کے منہ پر ہندوانی ٹیکے کے تین نشان یا تل تھے۔
 † ق - ر: بیک دل دور ز اخلاص ‡ ق - ر: دیبا § خبر دہندہ۔

۳۳۰
 ہنوزش در دل شوریدہ می داشت
 مہاں می دید زہر افگندہ ہر شہر
 عجیب گارے کہ شہ با لشکر پویش
 چندان در جالے خود تیمار او کرد
 چنوں باشد بکار عاشقی زیست
 حسن ہم همچنان در کار می بود
 چو اندر پردہ غوغا نہت داشت
 بسے ہندو کہ گویندش برادو
 بر او وصف ہندویست سر باز
 بونہ این طایفہ در پویش راہاں
 ازین بے عاقبت گہران منکر
 حسن شان را بگلچہ جائے کردہ
 شہ غافل مزاج از طفل خورے
 بلندی برہمہ سرہاں دادہ
 وے اندر خون شہ کردہ مہاں چست
 چو تاریخ عرب شد ہنصد و بیست
 جہاد شو ٹھیں را شد پدیدار
 مے ہاریک بود از حالت تلخ
 شد آن مے پر ہمہ گہاں مبارک
 چو بگوشت از شب قاریک پایے
 ملوک از سلک خدمت باز گشتند

۳۳۰

۳۳۵

۳۴۰

۳۴۵

۳۵۰

بسان مرد سش در دیدہ می داشت
 چو بو دل بس نمی آمد چہ تدبیر
 بس آید بر ہمہ جز بر دل خویش
 کہ جان خویش ہم در کار او کون
 کہ شاہاں را کشد درویش خود کیست
 بتن خفتہ بدل بیدار می بود
 برون سہرے برسہ عاریت داشت
 شدہ یار از برائے فتنہ او
 کہ ہم سر باز باشک ہم سر انداز
 کہ چاں بازند بر فرساں رواہاں
 بجنگ یکسرہ چون دیو ۵۵ سو
 ز زر زنجہر شان در پائے کردہ
 ز دشمن بستہ دل بر دوست روے
 کلہد چمگی درہاں دادہ
 ز بہر فتنہ را فرصت ہمن جسمت
 ثبات قلب کم شد جانب زیست
 ہلال تہرہ و تار یک دیدار
 بتاخن کردہ خود را پویش از ان سلخ
 مگر بر طالع سلطان مبارک
 زمانہ فتنہ را تو کرد اسامے
 خس و گوہر بہم دمساز گشتند

۵۵

۵۶

۵۷

حسن پنہاں بگبران کس فرستاد
 دران ظلمات هندو چہر و بے سہر
 بروں زک فوجے از ہندوئے بدروز
 تو گوئی تہغ شان ز آتش نشانی
 ۳۵۵
 دواں گشتند سوئے برج والا
 قضا را قاضی از پوش اندر آمد
 ز ہندو حربیہ کش در جگر رفت
 چنان بو ہوسغے کز خون پر افتاد
 ۳۶۰
 دگر ہر کس کہ بیرون و درون خاست
 چو پیش در شدند آن فعلہ کاران
 ز خلیج پرده دارے چلد را فیروز
 چو فوج ہندواں رہ پیشتر یافت
 ۳۶۵
 ہر آب آمد ہمہ کان آتشی انگہز
 شہ آن سگ را بخشم آورد در زہر
 بکشتن تہرے می جسمہ بو دست
 چو نفتادہی بکف تہغے دران ریل
 سبک آن بر خلاف خارج آہنگ
 رہاند شاہ تا سوئے خود ازوے
 سہہ دودے ز بس خشم آتش ناب

کہ سوے شمع ملک آیلد چوں باد
 کہ ہندو رام کردے رنگ ازان چہر
 ز تیغ خوبیہ گشتہ مشعل افروز
 زبانہ بود بر دست زبانی
 چو نزد چیرہ در قاراج کالا
 ۳۷۵
 قضاے آسمانش بر سر آمد
 شہایے در دل برجہس در رفت
 مہان لالہ نعمان در افتاد
 درو زورپہن نشست و سوچ خون خاست
 بر آمد بانگ و شور از پردہ داران
 شد اندر پردہ ہل چاک دہلیز
 خلیفہ ہم خلاف خصم در یافت
 بجوش آورد سیل فعلہ را تہز
 چو نختچیرے کہ در زہر آورد شہر
 بخشم تیر چوں تہرے ہی جسمہ
 ز منزل کرد سوے نردبان مہل
 بہ بستاخیز اندر موئے شہ چنگ
 ہر آمد سو بسو کبیرے پھاپے
 بدستش کشند چوں قطرہ آب

* کذا ایک لفظ رہ گیا ہے۔ ک: بکشتن تیرے را۔ الخ بخشم شیر۔ الخ

۳۷۰ مخالف شوم چہرے چہرہا نام
 بوز زخمے ہراں سرو کھاتی
 تعداد آن گلہن نورستہ در خاک
 مہ از نور سعادت گشتہ نو سیدہ
 چو آن تاج سراں را سر فکندند
 ۳۷۵
 مہان صف توکل خاست شورے
 بجولان گشتہ صوفی تہر در شمس
 کہ ہر کہ از سوے قلمب الدین کلد زور
 ہمہ شب در چلیں تدبہر باطل
 کہ فردا چوں بر آید چہمہ مہر
 ۳۸۰
 گدام اختر کشیم از برج شاہی
 و گر خونریز شاہ از بوم کھن توڑ
 کرا در خور بود زہن گونه ناچے
 ہوا داران خسرو خان بد رائے
 کہ چوں بر منعم خود تہغ راندی
 چو نگزارندت این سر بر سر دوش
 چو کبر و مومن این تدبہر جستند
 بدین تو دامنی شب خفت شاہان
 بکار افزائی آمد کرد مسند
 ازہن سو مالدیو اندر خرامش
 ۳۹۰
 بدین ساں سو بسو صد دیو دیگر

رخے ز ابلہس و چشمے ز اہوسن رام
 کہ خون جستش ز آب زندگانی
 چو فنجہ کرد دولت پھرہی چاک
 کہ با تہغ زحل شد خستہ خورشہد
 وزاں بالا بخاک اندر فکندند
 در آمد ہندواں را دستہ زورے
 ہرا دو چلد با او گشتہ ہمدست
 بدن پھکان کدم چشم ہلش کوو
 سخن می رفت در مقبول و قائل
 کہ شوید بہر تخت آراستن چہر
 کہ گہرہ نورہں از مہ تابماہی
 رمد چوں شہرک زان نہر روز
 کہ بستاند ز کشورہا خواجے
 بسختی در نہرند اند رہن پائے
 بکش سو ورنہ زہر تیغ ماندی
 بر آورد تاج و بارے در سرو کوش
 دگر تدبہرہا زو جہلہ شستند
 بلوت آلود مسند بامدادان
 گروہ کافر و کفران مرتد
 زہن سو ناگدیو آوردہ را مش
 ہسے چندال دیگر مہو دیگر

بکے شد خاننجان چکر پر فرق	دگر شد رے راہاں سرور شرق
پر آمد خاں بسے زان کا مرانے	چو خضراء دامن از آب جانے

سخن در سن عمر و خواندن شہزادگان و انکہ
حدیث دو خلف گل از خلاف آمد تہہ خلیج

۳۹۵	دلا گر دانھے داری بھیدیش فریبندہ است نقش ہفت پرکار بدین کلگونہ کرد صورتے چند کہ چون بیملی بچشم عقل و تمکین خہالے کش توان ز آئینہ دیدنی پنخواب و آب ہم نعاون شدن شاد ہر آن پہنکر کہ می بیملی جہاں را ہمہ ہیچ اسمت چون تصنیف سامر کے آساید درو دانندہ دل بچشم ہمت اسمت از راہ فرہنگ کجا کفجد درو سرر شدہ مرد چو خواہی بر تو از عالم نہی ہے گل مردم کہ ہر سوہ آب و رود است درو بودن کسے را نیست در خوردن
۴۰۰	کہ گردندہ است گردون جفا کوش فریبندہ * نگر دی زین نمودار مشو چون کودک از بازیچہ خورسند خہال خواب و آب و آئینہ اسمت یں خہال اسمت این کہ زو بتوان کھدن کر این نقشے و آن عکسے بروں داد چو یکشائی درو چشم نہاں را پر در خالے چو ہمہاں مقامر کہ طغلاں خوش شوند از مرکب گل فلک پندہ ہست و شش پے فرجہ تلگ کہ ہفت اختر درو سرو شتہ کم کرد بگو ترک جہاں و ہر چہ دروے زہنے در خورد کشت و دروہ اسمت مگر آن را کہ کشتے کرد و بر خورد

* فریبندہ - † ق: آب آئینہ ‡ یعنی نو عرض اور چہہ جہہ والا آسماں ظاہری رسالت
کے باوجود تلگ ہے۔

۴۱۰	ببر زین کشت بر، بر خوشہ چند کہ چون این خوشہ ہے توشہ رانی پسان مرغ و مردان کز سر کشت تو کاندر جستون این پختہ خاصی منہ کالے پر قیمت درین کاخ یکے آمد درون و دیکرے رفت ازن آیلدہ و پرو بندہ حالے شناسد آنکہ عقلش درر بہن است ہمیں بھداک و کھن اختر کنوں کرد درین عبرت سرائے پر فسانہ اگر وقتے بلاے می شنیدیم کجا سلطان علاء اندھیں و آن کار کلوں پر نسل او بہن تاجہ کیں رفت چہاں است این حکیم راستا راست ز بعد آن سریر آراے مرحوم یکے خوں فرید اسم بلند اصل کہ آن سنکے سزای ملک سنچے تاراش ۱۵۵۵ قرآن ختم مشور بسا شاگردی استاد کردہ بہ ترتیب کھان و تہر پیوست دگر پوبکر خاں دیباچہ تخت
۴۱۵	و زان خوشہ درین رہ توشہ بند چو خوشہ نبودت ہے توشہ مانی نصیب خود برتداز خوبہ از زشت نہ کنجشکی و نہ موری، کداسی کہ تو مستی و ہزہ خانہ گستاخ نکوے آمد و نیکوترے رفت نہ پر شد عالم و نے گشت خالے کہ سہر آسماں شمشیر کین اسمت پسندہ اسمت از برائے عبرت موہ نگہ کن تا چہ ازاد از زمانہ درین دوران بچشم خویش دیدیم کواں ہیبت شدے گردوں ہونہار کہ چنداں خون فاحق بر زمین رفت کہ چون بر قطب دین رفت آنچہ حق خواست برادر پنج ہیکر ماند مظلوم کہ بوہ اصلش زدہ شد وصل یو وصل سہ پنجش عمر در دہرے سہنچے دلش زان نور گشتہ سورہ نور کتاب و ناسہ را چون یاد کردہ بعقہ تہر دو انگشت او شست سزای ملک اگر یاری کند بخت
۴۲۰	
۴۲۵	

۲۳۰	ز سال عمر او دو ہفتہ رفتہ الم * دیدہ ز الف و لام و یسوں ہوس در نظم و نثر لفظ و خط خوش علی خان گراسی ہشت سالہ ہمہ دندانش در بالا و پستی ز قرآن تا بقدر اقلع رسد	۲۳۵	بہاخان ہم بہشتم سال نو خیز گرفتہ روزی از تعلیم بالا ز پنجم سال عثمان بہرہ ور بود ببازی ہائے نوزادان ہوسفاک چنین شہزادگان ناز پرورد ۲۳۰	زبان عمر شہ چون بر سر آمد اشارت کرد خسرو خان کم بخت قضا را مہمان بود و شادی و دیدند از برون عفریت رویاں دو سہ محبوب و مرتد خانخانان حرم کو ہدیہ ثانی جمشہد ۲۳۵	دو ہفتہ سال و او ماہ دو ہفتہ نشستہ در دل قرآن چو یاس طہمت خود چہ گویم آب و آتش جبہنے چون گل و روے چو لالہ فتان خیزاں شدہ از شہر مستی قدس + اقلع شدہ گل صغصہ دیدہ بثلث دوم قرآن ورق بہز و سامن دایۃ فی الارض الا ہلوز از جمع قرآن بے خہر بود ز لوح کتب و نون لوح دلہں پاک کہ چرخ از بہر ملک انہماز پرورد زبانہ در جفا کاری در آمد کہ بر شہزادگان کارے رود سخت کہ بود اندر مراد این فامراہی بحورستان ستر ملک پوہاں بر آن دیوان ہایل کار دانان بلرزیکے برو چون سایہ خورشید ملک گستاج نگزشتے بیامش
-----	---	-----	---	--	---

* میرے نزدیک مصرعہ میں ہوتا چاہئے۔ الم دیدہ ز الف و لام و مس یعنی الم اور مس کی سورتوں تک پہنچتا تھا جب کہ یہ مصیبت آئی۔ یہ ۱۹ یا ۲۰ دین پارے کی سورتیں ہیں۔ (ک)
+ اقلع یعنی راست و بلند۔

۲۵۰	نسیم اندر درش یکسو ترفتنے پدی ہم جاں شدے سوتا قدم پاک بر آن جنت چو دہر ابلہس خوگشت ز نقش شوم آن روہاے منکر کشیدہ سر بگردوں ہر سیاہ بروے ہر یکے چشم چکر کون سہاے و کشن سہلےہاے پر خار دراز و پین ہر یک ریش ناخوش کتارہ بو کمر بستہ بوز غرق پورویاں ازاں ہیبت کریزاں قیامت گشتہ در ہر سوئے پھدا دواں دنبال ہر مستورہ گبر پہالا + کلمہ در خون کردہ حوراں ۲۶۰	۲۶۵	ز جوش کافراں بو اہل ایمان نظر ہاے سعادت بستہ برجیس چنان مریخ بد خشم و ترش چہر دراں تاب آفتاب عالم افروز بسان بربط خود زہرہ نالان سہ از گاہش چنان قایب ز خورشہد
-----	--	-----	---

صبا ہم بے سہا با در نرفتنے
بداکی گشتے آنکہ گرد آن خاک
ہمہ جنت پر از ابلہس روگشت
ستنبہ * گشت ہر یک تہبہ در
چون ہلدای کہ در رے نیست ماہے
کہ ہم در دیدنش کردہ جگر خون
چو کاہ نم سوزا ز خنہ + خار
پریشاں ہم چو دلہاے مشوہ
چنان کز پہلو ابر سہہ برق
خزاں در گوشہا افتان و خیزان
قیامت کردہ در کون چرخ شیدا
سلامت بے پناہ و نعتہ بے صبر
شعباں ہر طرف چون ناصہوراں
سپہر از کردہاے خود پشہماں
کہ کم بیند دریں شوغانے ابلہس
بختونی گریہ او نیز از سر مہر
ز سوز خود جہاں را کردہ پر سوز
ثریا دست را بو دست مالان
کہ گشتہ از کمال خویش نوہد

* ستنبہ ایک دیر کا نام جو خواب میں آئے دراتا ہے۔ ن : رخنہ + کذا —

چہ دل باشد زناں را در چنان ہوں
بسے خورشید سایہ پروردیدہ
ازاں کہ سایہ در دنبال یک مہر
چو زان قوفا فتاد اندر ہرم ہوے
یکے را مانند چشم اندر تھہر
یکے پہلایہ کم کرہ ویکے ہوئی
یکے شد فرق خے از تیغ چوں آب
دواں گہراں بہر ایوان و پردہ
بخشم آواز سی دان فد ہر جا
ایا خان فرید اسم آئی بیروں
بیاید در زمان بو بکر خان ہم
دگر خانان بہاء الدین و عثمان
کہ زہں جملہ یکے را ما بر آنہم
و زان سایہ کہ در خورد سزاں را
نیلندیشید کاہیں کارے کہ شد راست
ہمی جستند ہر یک را بمشعل
زہے ظلمات کاندروے چو پویند
چو آن کم گشتگان را گشت روشن
بہ تسلیم آئی ند از گوشہ بیروں

۴۷۰

۳۷۵

۳۸۰

ن: بنیدیشید --

کہے کردند فریاد جہاں سوز
تعالے اللہ ز چنداں شعلہ گرم
بتندی یک در محبوب جفا جوے
کہ بر بندید لب چوں بے پناہاں
چو خواہد رفتن آنچہ ایزد قضا کرد
عزیواں پھش سی رفتند بے تاب
بگریہ ساک راں دنبال ہر یک
ز سہل چشم مستوران شہدا
دراں خونابہ شاں بر دندہ بلا
ہمہ شب پھش مادر ہر عزیزے
کہ اے مادر جمال من بیوں سہر
کہ فردا خاک خواہد گشتن این روے
یک امروزے کہ پھشت میہمانم
دے میہمانئے دیدار من کن
نثارم ریڑ لہک از چشم پر خون
چو من کرنام و ناع این سر خویش
سر من گیر بسجارتے در آ گوش
بپوس این سو کہ در خون خواہد افتاد
بہ پھشانی ہمہ با مہر و زاری
بپوس این چشم ہم کتہمست در پھش
تتم گرچہ از تو خواہد گشت مہجور

۳۸۵

۴۹۰

۴۹۵

۵۰۰

۵۰۵

کہ آہ بر کشدند آسمان سوز
نشہ یولان آن آہن دلال نرم
زندہ آن خستگان را بانگ پر روے
بتقدیر خدا و کار شاہاں
چہ باید بییدہ ترک رضا کرد
چو مہش بستہ پیش تیغ تصاب
فلک ہم در فغان پر حال ہر یک
شدہ خونابہ در قصر پیدا
چنان کآمد ز حکم حق تعالی
ز سوز و داغ خون سی گشت چھڑے
مکن دور از رخ من دیدہ تا دیر
پخواہد رفت خاک ما بہر سوے
بسیلہ نھز میہمانست جانم
دل بریان خود در کار من کن
کہ این یاقوت لعلم ریزد اکلوں
تو نیز ش کن و داعے ہادل ریش
کہ این سر در خواہد گشت ازین دوش
ز آگوش تو بہروں خواہد افتاد
دو سہ ہوسے د کردہ یا نگاری
کہ کم خواہش دیدن بعد ازین پھش
نخواہد شک ز پھشت جان من دور

چو تھک آئی ز ہجو بے کرانم
 اگر پھش از خضام گھتی قام راند
 چو در * خط شرط باشد میہمانی
 سرا چون سر قلم کو دد ز تقدیر
 کئی زین حوت اگر گردد نامت ریش
 ہمی گفتند گریہاں مائراں ہم
 نگر تا چہند خون خوردیم ازین ساز
 اگر گشتہک بر ہامے سبک پایے
 و گر بر روے تاں چشمے شدے تھز
 و گر بادے کز شتے بر شما گرم
 و گر بہروں ہمی رفتید ناکا
 بشانہ گردن افتاے بدل ہوے
 کفوں فریاد کز تیغ خطرناک
 کجا پاشد روا اے گردش دہز
 کسے کش ہون برگ گلد نا تیز
 یریزہ این ہمہ زوہا بزاری
 چہ گفتست این فغان ہا پر فغانہا
 اگر رانیک شان را تیغ چون برق
 و گر زہ گردن ایشا ترا گلو گھر

پگوئی درد ہاے خود بجائیم
 بخواہد نام آخر در قلم ماند
 سرا ماتم کئی بے موڑ پانی
 ز خون دل کئی این قصہ تکریو
 کتاب و مصحفاسن مونس خویش
 کہ اے دو چشم ما و دیگراں ہم
 کہ پروردیم تاں را + ما بصد ناز
 ہمی افتاد دل کافتہد ز انجایے
 ز ہم چشم گشتے دیدہ خونریز
 پستختی سوختے دل زان قف نرم
 دویدے جان کم گشتہ بصد راہ
 کہ زین سورا نیاید بکسلک موے
 چہیں سورا نقد در دامن خاک
 کہ رانی بو عزیزان دہرہ تہر
 خورد چون گندنا شمشیر خونریز
 چو برگ گل مہان خاک خواری
 چہ می گویم بپرید این زبانہا
 بہاید راند مارا ارہ بر فرق
 بہاید بو چگر مارا زہ تہر

* شعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تازہی نکلنے کی تقریب کی بجائے میرا ماتم کرتا۔
 * ن: پر

وگر شان را رسن پھچد یگردن
 ۵۲۵
 درید از زخم خلتجر این شکمہا
 کہ از ہوم ستمگراں بد ساز
 دزین گفتن در آمد خونئے چنک
 بد و دز بزرگان تاجدارے
 ۵۳۰
 ذنب کشتند بر خورشید و بر ماہ
 گرفتہ مائراں فرزند را دست
 گہے بردند بر دندان دہ انگشت
 کشدہ کو است از خلتجر جگر دوز
 پسر در رفتن و مادر بتا پاک
 ۵۳۵
 چو دیدند آن سماں کز آتش درد
 بعدف و زور شان ماندند بر جاے
 چنان شاہاں چوسکیندان بیگس
 زہے بد دیدن و دشوار دیدن
 تگرگاں واپسوں دیدار چون ہون
 ۵۴۰
 نظر می کرد مادر سوئے فرزند
 فغان برداشتہ خان فرید اسم
 کسے از بندگان و چاکراں ہست
 ہون خواہند ہرن جان مارا
 ہفریاد رسید اے مہربانان
 ۵۴۵
 کہ خواند نون ما یاری رساں را

ز ما باید رگ جان دور کردن
 کہ زان خون در رود در خاک تنہا
 کتہم این زادگان را در شکم یاز
 کہ بکشاید خونہا را ز پھوند
 طلبکار از ہواے سہتہ کارے
 ستارہ ہم بسے کودند ہمراہ
 فتادند از تھوہر بر زمیں پست
 گہے کردند بر دل کو پش مشمت
 کجا می بیند آن سوز جگر سوز
 بہ رو خون و بسرخاک و بدل چاک
 نخواہد شد ز آپ چشم شان سرد
 رواں کردند شاہاں را سبک پایے
 ہمی رفتند زوہا کردہ واپس
 بگشتن واپسوں دیدار دیدن
 کزین سوخوں و زان سو نہز خون ہون
 بلاخن از جگر پوکالہ می کند
 کہ اے نعمت خوران ما بصد قسم
 کہ گھرک در چنہوں رفتے سرا دست
 بجائ یاری کنوہ ار ہست یارا
 بجائ یازم خرید اے پاک جانان
 کہ خواہد کرد یاری بھکساں را

که گوید حال ما بپروان این در
 کجائی اے بزرگان بهر جان سوز
 یو آ از خاک و سوئے ما نگه کن
 کجا رفت آنکه از بهمت زهر سوے
 کذون از باد دغرم کن نظاره
 چو گهتی خواهد از خونم خورش داد
 چو من در خون قدم مشوئید
 که ما یار شهید کر بلا نیم
 مگر کهن تن بفضل بے نیازی
 بدو یو بگر خان گفت اے برادر
 کنهم این ناله و زاری و فریاد
 چو تقدیر آمد و یاری دے نهست
 نه آخر پایت ما تاجداری است
 کسه کو را بود نسبت ز شاهان
 ازین سان گوهرے نتوان نهفتن
 چو ما مردیم وهم فرزند مردیم
 چو زاری در نهی گیرد قضا را
 درین بودند کاند فرجه پیش
 کنهزے چند دید از پیش نالی
 فغان بزد که اے این جا کیانهد
 همی گفت این که در رفتند یویان

۵۵۰

۵۵۰

۵۶۰

۵۶۵

که دارد سردگر پروان این سر
 که بهتی حال فرزندان بدین روز
 بخون آلوده روے مانگه کن
 بتقدی باد نگرشعے بدین روے
 چو گل فرقه بخون و پاره پاره
 چرا مادر بشهرم پرورش داد
 و زین خونخوارگان خونم معوئید
 بخون آلود در جلت گرا نیم
 شود در چشمه کوثر فدازی
 نباید زین نمط بودن بر آذر
 اگر فریادرس باشد ز بیداد
 شغب کردن چو سسکیغان کسه نیست
 نفهر از تاجداران شرمساری است
 چرا عجز آورد چون بے پناهان
 گهر می نالد آخر گاه سفتن
 بمردی بے که از جان فرد کردیم
 بجان تسلیم بدید شد رضا را
 درید آنسو فریاد از هم سر خویش
 فتاک آن سوے چون شوریده حالان
 سرا پنهان کلید ار می توانهد
 عزازیلان و عزرا تویل خویان

۵۶۵

۵۶۵

۵۶۵

۵۶۵

۵۶۵

گرفتندش بستگی و روان کرد
 دو خان را چون دو شمع گیتی افروز
 چو با آن بهکسی پرورد سوئے
 چو هر دو توغ را دیدند مصحاب
 که بود آن گاه شستن از جهان دست
 دران مصحاب گاه خنجر توغ
 چو صدیقان تهمم کرد ابو بکر
 ور آنچه خاک را می جست سازه
 که چون بهر حیات این جانماند آب
 گزارش کرد از آن پس عاشقانه
 پس انگشت شهادت بر کشیدند
 نو دیدند آن سکان خنجر کشید
 بے بے رحمی بر آوردند خنجر
 بدیوار آنچهان زد خون گل رنگ
 ولے یاقوت را نسبت چه یار است
 خصوصاً مردیے کو اعل و یاقوت
 چو خون زهر آسد از بالای آن بام
 چو خون رفت از تپه دیوار بیرون
 همان بامے که زین خون اعل وام است

۵۷۰

۵۷۵

۵۸۰

۵۸۵

دران دم چوچ بودن هم فغان کرد
 که آن دم بود شان چون شمع را روز
 که از خونهای شان رانند جوئے
 طلب کردند از بهر وضو آب
 همی بایست شست از خون جان دست
 نبوک اے جز آب توغ خون رهز
 شخب بر مکرسی زد دهر پر مکر
 زبانه در قبه آن داشت رازے
 نصیبت خاک شدن، خاک کز بخواب
 وصول عالم حق را ن و گانه
 شهادت را رقم بر سر کشیدند
 بخون ریز آستین ها بر کشیدند
 در افکنند یکسو هر دو را سر
 که شد یاقوت سرخ از رنگ خون سنگ
 بدان خون گان ز مردم روین زخار است
 کدا بودے ز بخششهای شان قوت
 همه بالا و زیرش گشته گل وام
 کشاک از ناودان ها کویت خون
 همانا بام + بالا ریش " نام است

* ک : ن - ا + بالای - ستون والا - مطلب بظاهر قصر هزار ستون هه جهان یه
 راتمه هوا -

ہماں جاہا بکنجے ہون * آن شور
 ہرون جستند پس گبران بے مہر
 نمی گنجید ہر قصاب کہن دوست
 پس آن جانب دیدند آن دوسا در
 زمین کز خون شاں دیدند گل وام
 میان خون بغلطیدند پر درک
 ازاں خون و ز سوج لشک رنگیں
 بگریہ جامہ ہم در خون کشیدند
 برخ بو مہرند آن دست پر خون
 نہ مارا عہشے آمادہ است امروز
 بہار اٹھک تخت و مسدک و تاج
 ز دیبا گنہا سازید در دگر
 ولے عوک و سپند ار پر فرورزید
 تھے کانگشت گشت از سوز ناساز
 الا اے روزگار تیرے روزاں
 چو انگشت سہ مارا بدیں روز
 ازہں سوزے کہ ز زیشان زیانہ
 بسے بگریستند از چشم خون زلے
 جہاں را دیر شد کیں شہوے دارن

دو شہر مملکت شد طعمہ گور
 ز فعل نلخ خود گشتہ ترہں چہر
 ز شادی چون بز دم خوردہ در پوست
 کہ ہونند از پئے ایشان بو آذر
 ہی جستند سرگ از خون شاں وام
 نمی شد خون گرم از سوز شاں سرد
 حقا بستند پر دست نگاریں
 علم پر پیردین بہن چون کشیدند
 بدان گلگو نہ می گشتند گلگون
 شہئی این دو شہزادہ است امروز
 فرو ریزید لعل و ہر بجا راج
 ہشا کی قیہا بلندید در شہر
 بجائے آن ہمیں مارا بسوزید
 بسوزیدش چو انگشت سیہ † باز
 کہ ہستم از تو چون انگشت سوزاں
 بسوز و سی زبان و باز سی سوز
 کساں ہم سوختند از ہر کرافہ
 وز انجا باز شاں ہرند بر جائے
 خزاں پر برگ و کی پر مہوے دارن

* ن : بعد -- † انگشت سیہ - یعنی جلی ہوی لکڑی - اگلے شعر میں بھی انگشت
 انہی معنی میں لکھا ہے --

کرا در چاشنیہا داں بہرے
 کرا درے بگوش افکند دل جوئے
 چو کس نبوک بگیتی جاوداں شاں

کہ بازہں در شکر ننگند زہرے
 کہ با گوشش ننگند از گوشہ رویے
 بشادی شاہ گھتی جاوہاں باہ

حدیث چشم زخم خاندان ملک و خاناں را
 کشیدن از پلک دیدہ بر آن ساں کز صدف گوہر

فلک را صد ہزاراں دیدہ باز
 کرا بیفنائیے بخشید در کار
 کسے کش چشم زخم از چرخ روزیست
 چو زخم از تہر بے تدبیر چرخ است
 چہ دوزی دیدہ را زان دیدہ دوزے
 جہاں کز دہر تیر اندازی آموخت
 چو گوید مردم از بھش فسانہ
 چہ مردم گرش زخمہست از تہر
 رسد ناچار چون باشد جمالے
 چنانک اندر کمال دولت شاہ
 کسے کیں فتلہ دید از دیدہ خویش
 کہ چون در مردم چشم علائی
 دگر خانان و طفل نا رسدہ

بچشم مردساں ہیں فارک انداز
 کہ نبتہادش بہ بینائی درون خار
 رسدگر چش جہاں در چرخ روزیست
 نہ کمتر تیر چرخ از تہر چرخ است
 کہ دوزک صد ہزاراں دیدہ روزے
 نگرتا چند ازیں ساں دیدہ پر دوخت
 فلک چشمک زند سوئے زمانہ
 و لیکن چون چہک از تہر تقدیر
 کمال * عہن را عہن الکمالے
 قضا عہن الکمال آورد ناگاہ
 چٹھوں بہرں تراوید از دل ریش
 بخون خویش کردند آشنائی
 جہاں را دیدہ عالم نہ دیدہ

* ن : زخم چشم -- † ن : کمالے --

۹۲۵	بر ایساں نیز شد چشم فلک تیز حسن را پیش چشم آنا نکه بودند کہ ہر شہزادہ چشم پادشاهی است اگر بر چشم شان نبود گزندے کہ ہر کہ چشم بپیش پیش باشد کہ بیکار است چشم از جسم پیش است بدین اندیشہ و وہم نہاں بین ازاں دیدہ کشیدن سروران را فلک گور است از ازان کرد این چہنیں دور فرض چون چشم زخم تیز تقدیر اشارت کرد ز ابرو گبر بے دید برید این چہلہ درہا در دگر درج بفرمانش سبک زان قصہ شاہی بقصر لعل بردند آن سراں را ہمی بودند روزے چند مستور شگفتہ چشم ہر یک چون دل لعل بروئے بستہ پر خون چو لالہ کہ ہر کس را گلے بشگفت بر تہمت گلے زین چشمہا گر رخ نہوںے کنوں آن درگسان نیم خندہ
۹۳۰	گزند چشم شان را شد سبک خیز بچشم پیش حالے وا نہوںند چو چشم اندر سپیدی و سہاہی است بپایہ چشم شان را چشم بندے شکوہ جسم ہم با خویش باشد بچندین نقطہ چشم از جسم پیش است بروں کردند شان چشم جہاں بہن بروں افتاد دیدہ ماہراں را ز چندین قرۃ العین جہاں نور خداش چشم ایساں کرد بے تہر کہ زین درہا چو چشم سہرہ می چہد کہ چندین مہ نشاید در یکے برج شد آن درہا دوان تا گوش ماہی بخون شانداں * شفق نیک اختران را چو چشم خویش و روز خویش بے نور رواں خونے ز ہر گل چون مل لعل ہمی گفتند چون مرغان بنالہ گل ما این شگفت از گلشن بخت جہاں و دیدہا بر خار سوئے ز باد دہر بہن چون گل شگفتہ

* ک : آن -

۹۴۵	چہنیں گل گرچہ یوافزوں است ہر وے گل مارا چسان شد خستگی بار نخست اندر بہار از شاخ بے ہر بہار ما نگر یارن دگر گوں گل ماخستہ خار زمانہ است سر سوزن بود سوراخ بادام کسے کو بوشید این دیدہ سر دو چشم او چو دو عذاب خستہ بدین ساں ہر چراغ دیدہ شاہ چو ہر ظلمت فرورد چشم خورشید پرستارے چراغ آورد در پیش یکے گفت این کہ آمد شام تاریک چو بیرون شد چراغ چشم از روے چراغ عاریت پیش چہ دارید دگر گفتا کہ شمع از بہر چشم است چراغ دیدہ عالم چو ما گیم کجا شد دیدہ سلطان مغفور ن کو گفتا کہ بیہنا یان کشور مثل گویند دولت کو رہا شد سہرہ کو رہا ما زد این رائے
۹۵۰	مہر نودش کہ بوئے خونست دروے چو با گلہا نہاشد خستہ را کار گل بادام و شفتالو کشی سر کہ بادام از گل ما برد بیرون غلط شد بلکہ پھکان را نشانہ است بکزلک چون کشد از جائے آرام بسان خستہ * شفتالو بود تر ہمیشہ خستہ و در خون نشستہ فغان سی کرد و زاری تا شہانگاہ برید از روشنائی گہتی امہد شہاں سوزاں چو شمع از دیدہ خویش کہ روشن دیدے من موئے باریک ہماں کوشست پیش من ہماں سرے چراغ دیدہ من پھم آرید چہ جویم زان گہر چون دیدہ ہم است نظر در شمع دیگر چون کشائیم کہ بیند قرۃ العینان بے نور کہ بہنا شان دل است و چشم ہر سر تہ دولت مند را این شور باشد کہ دولت رفت و کوری ماند برجائے

* ق ر : خستہ شفتالوے -- † ق ر : اندر --

دگر گفت آنچه سادردے شہیدیم	بگوش - اینک بچشم خویش دیدیم
بلے ہو دیدنی کاید ز تقدیر	بہاید دید گر طفلیم و گر پھر
هر آن دردے کہ پیش آرد خدارند	چرا از دیدہ نپزیرد خردسند
دگر گفت اے شمارا دیدہ روشن	بتر سہ از خواش دیدہ من
ز چشم من کہ می پوسد حالے	تعالے الغہ چہ کوران را سوالے
چو چشم ہر چہ می دارن تارون	کس این گاویدہ را دیکر چہ کاود
بس انکا ہ ہی گنند گریاں	کہ دل شد گرچہ بہر دیدہ بریاں
ز دل چوں دیدہ را یکسو نہادیم	بجانے گر بماند نہز شاہیم
ز کوری بود غم کز وہ فکاریم	کتوں از رفتنش اندیشہ داریم
بدین چھے کہ رفتش دیدہ بہورن	ہزاراں منت کوری است اکتوں
گر آید میل مہل آوازہ تعجبیل	کہ جائے سرمہ شد در چشم ماسیل
چو باید کور را بر کف عصائے	کہ بتوان بردش از جاے بجائے
عصا شد میل بہر چشم ماخرد	کہ مارا کور کرد و دیدہ را برد
عصا شد دستگیر کور ہر جاے	عصا کو کور سازد دیدہ را واے
عصا از کور بردن ہر مثل بود	عصاے دیدہ بر دردے پر افزود
کہ جوہی کھن این کوران مسکھن	کہ دشمن را کھد چشم جہاں بین
بجز سلطان غہات الدین منصور	کہ چشم دولت از وہ باد پرنور

۶۶۵

۶۶۰

۶۶۵

سخن ز آوازہ خسرو کہ چوں آلود مسند را
 ہمہ پیش نگون کردند سر جز غازیء سرور

دریں ساکاز بے فعدہ کہ برخاست	خبر زہن گونه دارم راستا راست
------------------------------	------------------------------

۶۸۰

کہ چون فرسان دیوان رفت ہوسوے	کہ ملک آوردہ در اہوسنی روے
بد ہر انسے و جانے را خہر شد	کہ بر تضمہ سلیمان دیو بر شد
زہ قلابی فیروزہ خاتم	کہ بر شیطان رساند خاتم جم
فلک تاج علا را بروک معراج	بتضاک افتادہ والا گوہر تاج
ثبات قطب دنیا بر سر آمد	سہا را نقش بر کوسی بر آمد
بزرگان ہر یکے دریائے پر جوش	نروہشتند مانند صدف گوہی
ہمہ لشکرکشاں در شوق و ہر ضرب	بطاعت مہل کردندہ از سوئے حرب
نہ ترکی نہزہ ترکی بر افراخت	نہ ہندو بلندہ ہر ہندوان تاخت
ہمہ گرگان ہیجا سست و بے تاب	فرو ماندند چوں بز پیش قصاب
در اقصائے ممالک نہز امیراں	کمر بستند چوں فرساں پزیراں
جز از در ہاے رزم از زور شمشیر	ملک غازی معظم تغلق شیر
چو بھمید این سخن از خاصو عام	ز غصہ خون بجز شہدش در اندام
بہالید از تغیر سہلت کین	ز بہر کین شہس ہر موے زوپین
نخست افسوس کون از نیک خواہی	ز بہر خاندان باد شاہی
کہ در برج علا نقبے چنباں رفت	کہ گرد نقب زن بر آسمان رفت
ز چنداں کوبک سعد اندراں برج	زسانہ یک گہر نکواشت در برج
کتوں چرخ سخانی ز امر معبود	چو بر کونہ از سوان دونمان دون
اگر یا برج نتوان کرد کارے	زسہنے را سزا شرط است چارے
مرا شاہ شہداناں کار دان مرد	بہرہنی از پئے این روز پورود
من امروز از نکوشم بہر کارش	نکواہم کین اولاد و تبارش
چو نعمت پرور از وہ گشت حالم	چگونہ باشد آن نعمت حالم

۶۸۵

۶۹۰

۶۹۵

۷۰۰

<p>گرم یاری گند بخت نکو خواست وگو نبود درونم یاری از کس اگر این جامن ام جان بی تن آن جا است کجا باشد در آن چشم و نظر نور ملک فخرالدول کاو گاه نضج پیر چراغ روشن از نور خدائی گو آنجا ماند ازو چشم بد روز خدا آن چشم را بر من رساند</p>	<p>من و شهپیر و قیر و کینه شاه چو من یار حقم حق یار بی یس که فرزند من و جان من آن جا است که باشد قرة العین از نظر دور دل شیران پر آرد از پر تیر که چشم دارد ازو روشنائی وگر این جا رسد نور علی نور بچشم \ddagger دیده روشن رساند</p>
<p>عزیمت کردن اعظم ملک فخرالحق والا بسوی حضرت غازی ملک کافر گش صند</p>	
<p>موجب کار است کار شهر مردان به تنها در روند اندر سپاه در از قلبی فرس بیرون جهانند سباز زانه چون با تیغ قتال دایره کس بکار رزم فن هاست سرافکن را چه تنهائی چه اقبوه کشک سهم کور چه صد لشکر ز انجم وگر یز در رسه باشد صد پیش هزوبه کو گو زنان را شناسد</p>	<p>که نندیشند هیچ از هم نبردان بست آهین سازند راه بنیروے دل خود هم تو افتد سوا بیند کس کا ید بدنبال اگر تنها بود هم دانگ تن هاست نجدید از هزاران ذره یک کوه یکه خورشید هر صد را گند کم بردیگ گری ازیشان غارت خویش ز انبوه گو زنان که هراسد</p>
<p>* ن : یارمن - † ن : براندازد پر تیر - ‡ ن : بچشم -</p>	

v۵

v۱۰

v۱۵

<p>بخلوت گاه خوره تنها بون شهر که هر سو بر تنش تیراست و شمشیر</p>	
<p>حکایت</p>	
<p>شنید ستم که رستم پیش گاؤس بخشم آشتت گاؤس از خیال اشارت کرد سوی طوس در حال چو طوس آمد برسم زور مندان برویش زد تهنین پشت دست برون آمد به پشت رخس بلشست بسے کس را اشارت کرد گاؤس چو کس کم رفت دنبال سر افکن توان دنبال شیر و اژدها کرد سخن گویں مثل در جنبش خواند چنان بود این که خسرو خان بدروز دل خود ساخت سنگ از کهنه خواهی ز یادے کز سر افزای بسر داشت کشید آن دیگراں را چشم روشن فلامانے همه میز ولایت نه کس تهنے کشید از کینه جوئی</p>	<p>بخدمت بون روزی پهلوی طوس که رستم را رساند گو شامی کس از نهری پازو بشکند بال که بلند دستار چون دست بنگان که در گمش از خرابی همچون مستی صبا در زیر و آنس بر کف دست کسے در پے نرفت از روسی و روس پرقت او سرزد با تیغ سر زن که آرد رفس * در دنبال مرد که فخرالدین ملک بالا قرو راند چو شک بر آرزوی خویش قیروز و زان بشکست گوهر هائے شاهی دو شمع مهلمت را زند نگراشت بجا نگراشت یک نرگس ز گلشن بارج چرخ برد ما را بهت نه کس تهرے کشان از تک خوئی</p>
<p>* ق ر : رخت -</p>	

v۲۵

v۲۰

v۳۵

کسے ناورن ناورن خروساں	ہمہ کشتند عاجز چون عروساں
ز نصف ہائے سلطانی بخوا نہا	نمک پورودہ کودہ استعوا نہا
بچند آنکہ استخوانہا زان نمک زور	یکے را بر نہا مہ ز استخوان شور
۷۴۰ بلے چون شد نمک در پوست گندہ	تن گندہ نمک بہ پوست گندہ
زا بود آن خسیساں را در آنصال	کشودن پوست پس کردن نمک سال
کہ در گندہ تکی ہر نابکارے	نمک زین گوندہ گشتے گندہ بارے
سکے کز دست مردم لقمہ خورد	گندہ یاری چو یاری پایدش کرد
ز سگ ناکس تو است آن ناسپاہے	کہ نبود خورد خورد را حق شدایے
۷۴۵ چو سگ را ہست با خوئے وفا کار	بود ہم پاسہان و ہم وفادار
چہ نا مردم کسے کز سگ چنڈائی	گندہ در پاس نعمت بے وفائی
فرض القصہ چون زان قوم سگ زاہ	بران شہوان کوشت آن جور و بہداد
ملک فقرا الحق از پس سہربازی	خرائے یافت ز * آزار نہائی
از انجا کافل نعمت را بہ یاری	بود در شکر نعمت حق کوزاری
۷۵۰ بران می شد کہ ناگہہ بے مدارا	پروں آید بشمشور آشکارا
ولے می گفت بر فنا یک چو کارے	بہائی جان بہاید باخت ہارے
درین اندیشہ باخود غصہ می خورد	کہ چون شاند ز خون دشمن این کرد
چو شد ز اندازہ بیرون خار خارش	درون گشت از خراش دل فکارش
شبے بلفشت با معرم تھے چند	بر آورد آھے از اھر منے چند
بہاران گنفت گزبان و غریبوان	کہ خون جم چساں جویم ز دیوان
۷۵۵ جہا نے پر زد یو و دیو مردم	چکوڈ، بے سچہ * سن چہرہ مردم
* یاد آخر کے دولفظ اصل نسخے میں آئے ہیں۔۔ † ن : سہار۔	

و گر ندہم بقتل ہندوان داد	رضا در کفر و کفران چون توان داد
ندانم قاچساں نہ بیر سازم	کہ سہم خود بو ایشاں تیر سازم
۷۶۰ نکوخواہاں دران مصلوب شاہی	نمودند از طریق نیک خواہی
کہ این کارے کہ در اندیشہ تسمت	مہسر کے شود ز اندیشہ تسمت
چنین سہلے کہ موجش تا بہ فرق است	اگر را نہم بیڑوں بیم غرق است
وگر خود بایدش پتہاں نگہداشت	بکوزہ چون توان طوقاں نگہداشت
بدان باشد کہ زین حال انچہ ہانہم	بدرگاہ ملک غازی رسانیم
چنانکہ آن رائے بخشہ پرتو نور	کلمہ این ظلمت از روئے زمین دور
۷۶۵ ملک را شد پسند خاطر این رائے	پسند خویش را شد کار فرمائے
سخن ہارے کہ بوئے تیغ و خون ہاد	نہانے با علی یغدی پروں ہاد
فرستادش سوئے غازی ملک زون	کہ * باگاہی کہ آن گاہے غزا بود
علی یغدی بران سو شد شتاباں	بعزم تیر در قطع بہاباں
رسید و رفت پیش لشکر آراے	جبیں را کرد در خدمت زہن سارے
۷۷۰ پس از فرزندہ را ز انجا فرو ریخت	زالل ابر پر دریا فرو ریخت
چو شد غازی ملکارا روشن این حال	ظفر را مزہ ہاد از تیغ قتال
صفت خلیجہ ملک غازی	
بر آورد از میان شمشیر سرکش	بگری گنفت گاہ طوقاں آتش
سہاں بے دین تو معرابی پاک	دل بے دین ز معرابت شدہ چاک
۷۷۵ زھے ہندو زبانت ماندہ در بہد †	کہ در معراب ہاری درے امید
* ق : ز : یاد آگاہی کہ آن گاہ غزا بود - مصرع کا مفہوم صحت نہیں ہے۔ † زین ہندوؤں کی آسائی کتاب۔	

۷۷۵

کہے آن شد کہ از بیدت بر آرم
 اگرچہ از خون نہاید رنگ مصحاب
 دلے چون قلعه گیران گشت خویم
 بریزم خون کفار از تو در جنگ
 ترا کر بہر دستم ساز کردندی
 فراز چون گردافت نشانہ نہ
 توئی آبی بد پہنائی سرانگشت
 و لیکن آب تنگت بسکہ نیز است
 ظفر را ہم زبانان ہم زبانے
 شوں باطل ز روشن آب روشن
 کفرتم گاین غزا پھس آمد از دہر
 چو لختہ راند با تیغ خود این حرف
 سوئے فرزند فرخ گشت پاسخ
 بہلجبارے کہ دانی زان خطر گاہ
 کہ مارا دیدہ در راہ نیاز است
 گراے چشم و چراغ ما رسی زود
 از ان پس چشم بکشائیم تا دور
 تو چشم بینش و بینش چراغ
 کفیم از قابض شمشیر و جوشن
 علی یغدی شہدی این نکتہ و راند

۷۸۰

۷۸۵

۷۹۰

ز آبت سرخ بید و لائہ کارم
 خصوص آن خون کش از کفران بود تاب
 من این حاجت ز مصحاب تو جویم
 بدیں شنگرف سیوا بت + کرم رنگ
 ظفر با گوہرت ہم راز کردندی
 جہان گیر آفتاب تیر خواندندی
 کہ بندہ بت بہ پنج انگشت در شست
 جہان می گیرد آنجا کس ستیز است
 ستر را ہم زبانہ ہم زبانے
 دلے روشن شود آبت ز روشن
 جزا ز آبت سرد آ این آتش قہر
 علی را خواند و کرد این ماجرا صرف
 کہ اے فال من از رومے تو فرخ
 بروں رل مرکب و نہ رومے در راہ
 ز بہر چون تو مردم دیدہ باز است
 چراغ چشم مارا کم شود دون
 بہوئیم از چراغ راے خود نور
 بر آنسان کیی دو نور آرد فرافم
 چراغ نغم و چشم بخت روشن
 رسید و با ملک یک یک فروخواند

* ق: کلا از - † آخری دو لفظ نسخے سے آرگئے ہیں - ‡ قمر کی ایک منزل کا نام آ مرود؟

۷۹۵

ملک شد در کہین آن کہ ناکاہ
 چنان بود این حکایت کم و بیش
 گزید از بہر رفتن تو سنے چند
 صبا را سبق سرعت شرح دادہ
 نہاں پور ملک بہرام را جست
 موافق گشتہ فوجی ز امل اخلاص
 فرزان مشعلے خورشید دوش پیش
 کہاں ہا سخت و ترکش ہا پر از تیر
 بسو نہا کردہ پھان ہاے قتال
 بدھلی لشکرے ز اندازہ بیروں
 کہ فخرالدین ملک و این ز شہری
 خود او رفت و سوان را کرد دل خرد
 حسن را کہن خبر در گوش در رفت
 ز بس ہیبت بلزید آن نکون بخت
 ملک فخرالدول سی رفعا شادان
 چو بو دریا رسید آن گوہر پاک
 کہ از شوق پدر آرزوہ دل ہون
 چو در رومے مبارک دیدہ بکشاد
 کف پایے ملک بر دیدہ می سون
 دران سون قدانست آن شہ شوق

۸۰۰

۸۰۵

۸۱۰

دہد رھوار خود را جنبش راہ
 کہ چون او خواست گھرد راہ در پیش
 بہ جنبش دور سیر و زود آ پھوند
 فلک را اسہے از خون طرح دانہ
 بہ ہمراہی خود کردش مہاں جست
 غلامے چند و چندے چاکر خاص
 تو گوئی ہستش از ذرہ سپہ ہش
 چو شیوان نیستان گاہ نخبچیر
 کرا یارای آن گایہ بد نہال
 نیامد کس جز این آوازہ بیروں
 بر رفتن کرد چوں شیراں دلہری
 نگر پور ملک بہرام را برد
 خیالے در سر افتادش کہ سر رفت
 چو شمشیر تنک از جنبش سخت
 پیشیر آباد خود چوں شیر زادان
 ز دیدہ در فشانے کرد بر خاک
 ز طینت ہاے بد پایش بکل ہوہ
 خدا را شکر ہا کرد از دل شاد
 اگرچہ مردم دیدہ ہمو ہون
 سوان دیدہ را از خاک پا فرق

* ن: کلا -

ملک را همت خاله در تهنه پایے
 خائف چون دیدہ بر پایے پھر ہزد
 کہشیں بر تخت شاہی این گواہی است
 ملک کاں دیدہ را بر پایے خود دید
 در آگوشش گرفت از مہربانی
 چو زان فرزندہ جانی جانس آسود
 بیاد نسل شاہ از گریہ روشست
 جگر گوشہ ز شور آن نمک خوار
 ترا وید از جگر خونلاب ناخوش
 پس آنکاه از طریق سوزش دل
 کہ اے دولت رفیق و بخت یارت
 ملک را چشم مہر از سوے من بود
 کفوں شمشیر برکش همچو شاہان
 کہ دارالملک گشت از ہندواں پر
 بت سنگین و دلہای چو خارا
 خطیب آلودہ را خطیبہ خواقاں
 صالح و صالح افتادہ بخواروی
 جرم ہای کہ سہر و مہ ندیدہ
 کسے کو عزت اسلام دانند
 کفوں فرض است قتل ناسپاساں

۸۱۵
 ۸۲۰
 ۸۲۵
 ۸۳۰

* ق ر : گفت -

کہ چون مردم کند در دیدہ حاجایے
 بدان حال این ہو خال دیدہ بسپردہ
 ہمیں سے نقطہ پھر شین شاہی است
 دران دیدہ نظر بر جائے خود دید
 بجانس جائے کرد از میوبانی
 بجائے آمد دلے کز ہجر فرسود
 پس این طوفان ہم را ماجرا بست
 کہ ہر چنداں جگر ہا ریخت آزار
 چو آئے کز کہاب آہی بر آتش
 بگنت این جا ملک قازی عادل
 بدوات یار بادا کرد کارت
 رسیدم بندہ وار از فضل معبود
 بجو از خصم خون بے گناہان
 شبہ بنشست جائے گوہر و در
 بہ ہر سو بت پوستی آشکارا
 فساد آلود دیکر خانضاناں
 سرید و مرتد اندر کام کاری
 در آگوش ز حل فعلان رسیدہ
 معاذ اللہ کے دیدن تواند
 فزا شرط است بر ناحق شناساں

۸۳۵
 ۸۴۰
 ۸۴۵
 ۸۵۰

چو شد قازی ملک ز انجم خطابت
 اگرچہ از تیغ کین در چیرہ دستی
 بہ پشت خنگ چو گانے پھر سوے
 تن ہا + کر نہیبت سی خورد خون
 ولے بہ زین جہادے کے بود کے
 دہی ہردم برسم کینہ خواہان
 کفی از زخم شمشیر ظفر فاک
 نگر لای شہادت کز پئے داد
 بجو تو کیست آن کز آہ پر دل
 چو با غازی ملک در کوشش فرض
 بدل خود سرور والا ہماں داشت
 بہاسح گفت گای چشم مرا نور
 مرا دل سوے تو بود آرزو مند
 چراغم چون ز باد دشمنان رست
 بیرون آیم چو شیر از بیشتہ خویش
 بدین اندک سپاہ سخت ہارو
 نیت کردم عزیمت نیز کردم
 بجان کوشم ز بہر دین ہرین کار

غزا این کنی کہ نا باشد ثوابت *
 مثل را بارہا لشکر شکستی
 ز سرہای تقاران باختی گوے
 فخورد آب خوش زین سوے جیہوں
 کہ دین را زندہ گردانی پیایے
 زمیں را سرخی از خون سیاہان
 ز خون خوک خوار اسلام را پاک
 ہر آوردہ دو دست آنکہ ہر پیک
 کہ فریادش رسد زان کفر باطل
 ملک فخرالہول کرد این فرض مرض
 کہ از گرد غصب خاطر گران داشت
 ز نور چون تو بودہ چشم من نور
 کہ دل را کے شود بادیدہ پھوند
 کجا پیش آتش تیغم شود پست
 بشہری پیش گیرم پیشہ خویش
 شوم باسد آہن ہم ترازو
 کہ چون مردان بیرون آیم چو مردم
 خدا بادا درین کوشش مرا یار

ہراس و لرزہ جان حسن از عزم فخرالحق
 وزان افدیشہ راندن بر ہمہ شہزادگی خنجر

* ن : صراحت - ن تبتا + ن : بادا - ک : لرزہ در -

۸۵۵ چو ہر کردہ سرے از سر فرآزے
 گر او گردنہ از آن مردم سہک گام
 چو بازوئے ز اندامے شود کم
 اگر خانہ فراخ و گر بچستی اسمع
 چو شہ رکتے درست از خانہ دور
 ہمہ جا تخت را پایہ چہار است
 یکے گر کم شدوشہ یک طرفت پست
 بزرگان عہدہ کار سرور اند
 خصوصاً عہدہ کار زور منکدے
 درین حال آنچه دارم عہدہ گفت
 ملک فخرالدول چون بارگی راند
 کمان سست پے کز قامت انگیزت
 ز نژدیکان دور از مہر پرسید
 چگونہ آہنوں سازیم تدبیر
 اگر ہار و گر اندیشہ بندیم
 وز این رشتہ بستہی وا گزاریم
 چو خلقے درینے غوغا و شور است
 چساں ہو سر بویم این کار محکم
 ہوا داراں ہمی گفتند کارے
 گفتست آنست بارے کانسر ملک
 چو تاج ملک را گوہر نمازد

۸۶۰

بہجان سرفراز افتد گد ازے
 چو شخصے کش رود بازو ز اندام
 تو گوئی نیست دیگر بازوہں ہم
 بچار ارکانہں پنیادہ درستہی است
 خراب است ارچہ باشد بیت معمور
 کہ تخت پایہ وزان استوار است
 سہ دیگر نہز پنداری کہ بشکست
 خلل گہرد سر ہر ار گوشہ گیرند
 ز بخت افزوں برہی باشد بلندی
 بزوں ساں گشت با نوک قلم جفت
 حسن را بارگی بکبارگی ماند
 کہانہں را سریش از تہ فرورینضا
 کہ از ما چون نقل داسان خود چہد
 کہ پائے دیگران ماند بو نجیب
 ہزاروں شیر چون در بیشہ پندیم
 چہندہ بے رسن چون بستہ داریم
 نہ این جا جائے زاری و نہ زور است
 کہ مارا این سری کردہ مسلم
 ہکارے سر ز سر گیریم کارے
 بہاید واگستست از گوہر ملک
 ز بہر تاج جز تو سر نمازد

۸۷۵ رگر گردن کشاں را بند خواہی
 ز بند آہنیں آسان ہواں جست
 اگر سلطان توئی زر کم نیاید
 رگر ہو غیر بیقی پایتہ خویش
 حسن را در گرفت آن گفت ناخوش
 نصت از گلچ شاہان * مہر برداشت
 پس آن کہ گفت با بے رحمتے چند
 شتاباں سوئے قصر لعل پوزند
 بہ بے مہوی گنند از خلق مستور
 بہ تیغ آن جملہ سرہائے خطرناک
 دریند آن ستان بے وفا خوئے
 در ایشان تیغ خون راندنہ چنداں
 عجب حیثے کہ زان گہران کم راہ
 ز خون خویشتن بستر کشادند
 ہواں شاہان چو خونریزی چنان رفت
 ز سوز داغ آن پوشیدہ رویاں
 مہادا مارے را سوز فرزند
 ز دہلی رفت ہر سواں خہر ہم
 ز خشم آسودہ بازو را بد نہاں

۸۸۰

۸۸۵

۸۹۰

بندہ زر بستہ خود چند خواہی
 ر لیک از بند مشکل چون توان جست
 بملک از گنج و گوہر کم نیاید
 تو بارے دادہ باشی مایتہ خویش
 بخصن راے کرد آن گفتہ را خوش
 ہمی داد آنچه پنهان گلچ وز داشت
 کشائند از در بے رحمتی بند
 زمینہں را بضوفی لعل شویند
 شہاں را از کنار ماہراں دور
 نہند انہر کنار ماہر خاک
 سوے آن شیر زانان نکورے
 چو تصاباں بصلتی کو سہندان
 بخصن غلطہ چنان روہائے چون ماہ
 بضواب خوش ہواں بستر نمانند †
 نفیر ماہراں ہر آسماں رفت
 پری و دیو شک پوشیدہ رویاں
 کہ پیوندہں جدا کردہ ز پیوند
 شک آگہ غازی دشمن شکر ہم
 فرور خورد آن نقشب چون ہوشمندان

* اصل نسخے میں یہ لفظ چہرت گیا ہے۔ "مہر" مولوی رشید احمد مرحوم کا قیاس ہے
 † ن : نشانند۔

<p>۸۹۵</p> <p>بدل * می گفت اگر خواهد خداوند بنامیزد زہ زور دل مرد خدا یا چون تو کردی سر بلندش</p>	<p>۹۱۵</p> <p>بخوام عذر شیواں از سکہ چند کہ بر ملکہ بر آید یک ملک فرد بر اعدا ہم تو کن فیروز سندی</p>
<p>حدیث گفتگوئے ہر کس اندر مجلس خسور پس از صوفی سوئے عادل نہشت نا خوش وایتر</p>	
<p>۹۰۰</p> <p>۹۰۵</p> <p>۹۱۰</p> <p>زبانے را کش از دل فتح باب است نہ + بس زیبا است نافرجام گفتن ازین گفتن مراد آن دارد این دل چو راند از شہر سورے شاہ غازی سوالے را کہ با خود دید ہم ساز کہ تغلقی هست مرد یختہ رزم رقاها دیدہ در کار آسودہ یہ پرخاش مغل صف ہا دریدہ دلیرے گوبکیں چون خنجر آہخت اگر طوفان آتش بر کشد ناب دراز ہنجر گیر تیغ در مشت طریق رزم چون شطرنج ہاڑی است درینا گر چنیں لشکر کشے سخت ہگر حاجت نبودے خواستن زور کنوں این کار ز آئین فسوں رفت</p>	<p>۹۲۰</p> <p>۹۲۵</p> <p>۹۳۰</p> <p>سختن در حد خود گفتن صواب است رہا کردن سر و خر سہرہ - ہفتن کہ فضل الدین ملک خاقان مقبل حسن شد بہر جاں در چارہ سازی طلب کرد و بروں داد از دل اہن راز فراوان کرد ہر سو ہر غزا عزم نبرد و جنگ بسیار آرزو بقتل ہندواں سرہا بریدہ تن تہا زند بر لشکرے سخت پستندہ است از کفہ یک قطرہ آب سہاہے را بغوجے بشکند پشت دو مرکب طرح بازان سورہ غازی است شدے در کار ما یاری گر بخت سویو آراے جم را از صف مور نہنگے گوئی از دریا بروں رفت</p>
<p>* ن: بہ تداں - پیمنی غازی ملک تغلق - پن: تاپس زینا سببس فوجام گفتن - آ: ن: آصف۔</p>	

<p>۹۱۵</p> <p>۹۲۰</p> <p>۹۲۵</p> <p>۹۳۰</p> <p>بگوئیدم کہ چون تدبیر سازیم بدافش ہر یکے زان کار دافان بضاطر ہر گرا می گشت رازے یکایک زان میاں بہا گرسی گفت کہ چون ما خاستیم از سر درہن کار سرما خسرو است و ما بین دوست درہن تدبیر اگر ما سر نیازیم سران ملک چندین در رکیبت گرفتیم * از درہا ست زان سورے چو بکشایم کمندے مردی از دست بگفت این و روندہ قاصدے جست سورے دیہال بز کردش الاقے بگو گایے کار ہاں و تیغ زن مرد اگر چت ہار شد فیروززی از بخت پڈ ہر رفتہ در فرماں شو بدر گاہ رگر باک غرورت در دماغ است چو تو دامن بمردی چست کردی بہر سورے کہ رفتن باشدت روئے کہ ہارم خنجرے چون آتش و آب بدین آتش کہ دارد رنگ ر آئے</p>	<p>۹۱۵</p> <p>۹۲۰</p> <p>۹۲۵</p> <p>۹۳۰</p> <p>کہ شہر جستہ را زنجیر سازیم شدند از راه یاسع نکتہ را فانی بروں می داد و می شد چارہ سازے چو گرگان یوسف صوفی بر آہنت بہاید کرد کارے سر بہنجر چہ باشد سر اگرین فیودش دوست سورے را پیش تر چون سر فرازیم ز یک سر چون ہوں چندین نہیبت من ازہ رہا کشم زین تیغ چون گوے نہ مردم گر نہ یقدم ہر گرا هست کہ یا سیرش بود ہاد صبا سست کہ رو چون باد سورے مرد ہانے نہی شاید فریب روز خود خورد + نباید سر کشید از طاعت تضمت زبان تیغ گن بر خویش کوتاہ ہماں باہت زیاں کاری فراغ است فخوام تا چو دامن سست کردی بہ بیمنی زورم آنکہ پوی آن سوئے کہ گشت است آب آتش اندرین تاب بقا ہم زورے تو گر تو نتا بے</p>
<p>* ق: جملہ - اصل نسخے میں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا ہے - ن: ن: کرد۔</p>	

چو ہوں این نکتہ را حمل بیغام
چو صوفی بہ کہ با آن ہم رکابان
کہ رو بہ دارن آن اندازہ در جنگ
ولے فلسے در سہ کان نمازنین یافت
ز فیروز زئی نامرہاں بتماریل
اگر گورے نماید شرزہ را زور
اگر نگرہزی اے نعوے گر از پیش
تو از آماکہ خوردن گشتمہ سیر
چو در رزم ہر برافت فتی بار

۹۳۵

۹۳۰

حکایت

حدیث تو بدان ماند کہ گاہے
خرے ناگہ ز آخر پر کراں شد
ازاں نزل تعلم گامہش پیش
جوان شیرہش ناگہ دید خنداں
ز بس خندہ و بازی زدش کار
بعذرہش گفت شیوای ہار جانی
ملک کیوں بذلہ گذت از بہر صوفی
پس انکہ پیکرا گذت اے سبک سیر
بوہم خونست اما دیدم از دیور

۹۳۵

۹۵۰

* ن : اصل † (کذا) مصرعے کی عبارت صاف نہیں ہے۔

بر آشفٹ از دہائے لشکر آ شام
نقد چون استرہ سردر گریہاں
کہ گاہ حملہ در شیراں زند چنگ
بدان بازوے خود را آہنوں ہمانت
شکالے زند مثل کاغذک در نیل
ز بہر سُرکن خود خود شون کور
سزای خویش بیلے بر سر خویش
نخوردی از دلیراں زخم شہشیر
شنامی خویش را اندازہ کار

۹۵۵

۹۶۰

۹۶۵

۸۹۰

ولیک آنکت چو باد این سو فرستاد
تو ہر گہراں ہراری نام مردی
ز صوفی خانیت چنداں ہوں لان
خطاب صوفیت گد د فرا موش
شون صوفی چو گاہے سخت کوشے
بکار صوفیاں ہم خام کاری
نہ صوفی تو آن ہندو پسندے
بدان ہم خود کرت عقلے تہام است
مرا گنتی کہ چون در کین شتابی
بر آشفتی چو تو تیغ مرا تاب
سختن ہایت کہ چون باک ہزافست
غزا چون فی المثل ناید ز غازی
صہوری کن کہ رو آرم بسویت
نسانئی پشت ہے آ رو ہم چو منعم †
چو من رو از در سو چون ذوالفقارم
تو لشکر ہا چہ ہافی زرہ شان
گر آری صہ سہہ بستہ بیک ششت
بدان پشتے کہ چون آری بسوہم
چو رویت را بھیں ساں پشت دانم
برویت دیدن ار چہ در نشینم

بگویش گاہ سلامت دادا ہر بہاد
خطاب خویش صوفی خان چہ کردی
کہ از من ننگری مصرا بقی صاف
چومے پیشم ز حلق خود کفر نوش
ز خون خویش رنگہں خر تہ پوشے
کہ ہر حلوا مکس گشتن پیاری
کہ از ہندوت زورت نہ ز ہندے
کہ برحق کیسعدو ہر باطل کدام است
بہ بینی رویم انکہ روے یابی
دیہاست سوے من حشوہست در خواب
مرا آہستہ می بینی از انست
کند ناچار کافر یا وہ بازی
بگویم پاسخ تو ہم برویت
چو رویت پشت کرد پیش منعم
زرہ بر پشت چون حیدر ندارم
کہ رو شان پشت خواہم کرد آسان
بمردی رو بروے و پشت بر پشت
ہمہ رو پشت کردی پیش رویم
چگونہ روے تو دیدن توانم
ترا چون روے نہوں پس چہ بینم

* ن : روزت - † ن : ہے - ‡ منعم ؟ مصرعے کے معنی صاف نہیں ہیں۔

۹۷۵	<p>بہ بیٹم رویست آری لیکن انگاہ کنم بر روی تو گلگونہ خون یمن * ارچہ هست آری گہ کار ہم اکدوں روئے پشتت رخت ریوان بہ ار بوسہ سپہ روی سپہ را ترا کے پشتت آن باشہ کہ کیس مغم آتش صفت روی از ہمہ سوے تو گر برتے نہیدی رخس ہر میخ اگر وقتے نکندی ہندوی چندہ بہدی باز و مہنگن ہر کسے دست بیا امروز تا نوک کنم جنگ دریں خوراک چون ہندہ و پسندی ولے بر نیوزہ نہ ہم ارچہندی بختراک فلماں ہم بہ ہندم چکویم پیش ازان ناکوہہ کارے دریں عالم چو قیمت بر سر آرم چو تندی کرد ہم چون بان لقتے ہماں قاصد فرستادن ہمی خواست نیارست آن قصب در خوف فرو خورد چو بر صوفی رسوہ این باد پر زور</p>
۹۸۰	<p>کہ در ہیجا: بیخ تیف کیس خواہ ز پشتت ہم کشم گلگونہ بیروں کہ خون خود پست رویے کار قباعے پشتت رو بوسد گریوان کہ چون تو پشتتیاں پاشد سپہ را کہ گوئی گاہ رفتن روی من بین تو ہم چون خاک پشتتے † از ہمدروی کجا کودی مصاف و کے زدی تیف کہ پہلو کشتے از ہم پہلوے چند کہ دریک حملہ ہو خان: مثل بست کنم روز جہاں بر چشم قوتنگ ہیندازم سرت چون چوز ہندی کہ هست آن ہم بسان سر بلندی کہ بے صیدے چنان کارے نکندم کہ مے ناخورد مانم در خوارے دران عالم شناسی حد دارم بجانبانید سر ہم چون درختے ولے چون خشہش افزوں شد خورد کاسع بہ تیف از تن ‡ سر قاصد جدا کرد ازیں سرصر پریدن خواست چون مور</p>

* کذا تا مہوم - † ن: پستی - ‡ ن: جان - § ن: بن -

۹۹۵	<p>و لیکن مصلحت را سنگ نگذاشت رسانید این حکایت صوفی مست کمان این داشتند آن کامکاران نہانستند گان شیر کھوں ساز چو روشن گشت شان کل مشعل نور * بخون گفتند گاہ ما را نہ زہباست چہ ہر دارم سوزن پیش شمشیر چہ بلشانیم زین بانگ و دم آفرا چو ما † ہاریم کش با خود در آریم</p>
حکایت	
۱۰۰۰	<p>بہاں ماند کہ اندر خشک سالے چو ابر از ریختن شد فا جوانہرن فہ زال آہش چو غم خواران ہمی ریخت ہران بے توشگی زل اندران دشت ز بس زاری چو خون خویش کرد آب پو آمد کشت و ہر یک خوشہ شدیر سر افزاز اشترے گردن فرو ہشت اگر چہ افغان زدے آتش بدنبال</p>
۱۰۰۵	<p>بسنگ خوبشتمن خود را نکہداشت حسن را و حسن ہم رفت از دست کہ گرگ کھنہ بگریزد ز ہاران کزد بر ازکھایان پلجہ را باز ہمی خواہد رساند شعلہ تا دور زہ مقراض را کے ہم چو دیہباست ز بانگ سرمے کے دم خورہ شیر کہ بشکست است صفہای گراں را دم و دودے کہ با ما او ہاریم</p>

* ق - ر: مصرے کے آخری دو لفظ اصل نسخہ میں تحریر نہیں ہیں - † ہاریم: ہنی
تا کام - یعنی اے ملانے میں تا کام رہے۔

<p>ز بهر رانده نش زال افوران کوب چو دهلک زک که آن کوهانی چلد بغریباک اشقرش گفت اے تھی مغز چه ترسانی ز بانگ دهلک آن را زمانه کوفت چندان کوس برسن</p>	<p>غرنهاں دهلکے پر ساخت از چوب رسد زان کشت و دندان را گند کند مجو مارا بکشت خشک پالغز که دهلک هاند او کوس گران را که گوی ناید از ده کوس در سن</p>
*	
<p>حدیث ما بریں پر دل ہمیں است کفوں سا زین نفس های حس افگیز همی باید بگری کرد کارے بریں کوفتہ دران دلہائے پردرد ولے در دل نمود آن را جز آن کار کسے را کھن قیمت شد خاطر افروز</p>	<p>قہر موم و مغیلاں انگہوں است چه زور آدم پر کویے گران خویز کہ پولانے نشد نرم از شوارے همیں اندیشہ غازی ملک بود کہ شوید کفرو کفران را بھک یار همیشہ بان پر بد خواہ قیروز</p>
<p>بسوئے کار رانان و امیران نامغ غازی کہ قطع کفر و کفران راشوندش یار و یاری گر</p>	
<p>فہ کم کارے است وصف نامہ کردن سخن گویے آنست گورا هرچه پویند* چو خواھد کردن اندر نامہ گذتار چو باشد نامہ خاموشے سخن گویے ز بوبرے زد قلم داؤدی اوصاف</p>	<p>در افشانی بلوک خامہ کردن بیان آرد + بانہنے کہ چو بندہ بوصف نامہ بہن ز اول نمودار بزون پشت و درون اسکی † دوے بمعجز ہم نوازان ہم زره بان</p>
<p>* ق ر : گوئید - † ن : آید - ‡ کذا ہے نقلہ - تا مفہوم ق ر : درون دان مکن روے -</p>	

<p>امیرے کار فرسا در ہمہ چیز در اشکم گرچہ باشد پیچ پیچش درو رستہ معانی * دستہ دستہ کشادہ لب بود با خاصہ ر عام در نقش ہر دمان فصل و دانش</p>	<p>۱۰۲۵ کہ دارد خیل لشکر حاشیہ فیز ازاں پیچش نہاشد رنج ہیچش دلش پر معنی و لب مہر بستہ ولیکن بستہ لب با پختہ و خام † پر از شمع منور درک مانس</p>
<p>دل او تلک عرصہ با عطا ہم بانگک درک کھن در سر فعاہ برو عنوان بشرح از هر سرشتے چو عنوانش بلب گشتہ رقم ساز بزون بر لب ز خط سہمت دمیدہ ز ‡ وصل ہجر در بردار بس فضل صربو خامہ کھن کس نشقون دور یسے دریائے علمش دادہ و صاف سخن باد است و بیس سخن قلم گیر درون زنجیر و بیرون اند کے بندہ</p>	<p>۱۰۳۰ ہمیش گنجیدہ در بطش خطا ہم گہے سو بستہ و گاہ کشادہ چو بر پیشانیے ما سر نپشتے جوان را گوئی از لب خط شد آفاز معاسن در درون † آر میدہ کہ از بعد جدائی یافتہ وصل رسد زو در سمو قلک از لہاورد قلم پر بان پر دریا زره بان کہ بستہ بان را محکم بز قجیر و لیکن چار بندی هر یکے بندہ کشادہ کارہا پر بستہ آن بہ بند کاغذ بندش بستہ ماندہ نہانے گنجے اندر سینہ دارد بمعنی بلبل و اندر نظر زغ میان بیضہ بو زاعش سخن گواست</p>
<p>۱۰۴۰ توانا گامش از رے جستہ ماذہ هر آن مورے کہ در آئینہ دارک هر آن زانے کہ بنشستہ دریں باغ سفیداست و تنک چو بیضے پوست</p>	<p>* ن : رشتہ رشتہ - † ن : جام - ‡ ک : درونش - § ق ر : ز وصل و ہجر در برداریش فصل -</p>

۱۰۴۵ زه پونده کار فیستش ساز
 صعب تر آنکه چون شد در پردین
 گهے صد طره بر عارض نشانده
 چو ظلمت کا ید اندر پرده نور
 بوصف نامه چون از مشک خامه
 کنون در نامه مشک از خامه بام
 ۱۰۵۰ عبیر افشان این حرف معذب
 که چون شد شه شه حال شایع
 قهالے را که شه در دیده پرورد
 بداع دهلے از خار جفاے
 ۱۰۵۵ قراهم گشت گردش هندو درون
 درخت آسا همه پکتا ستاند
 سبک پاران ز قوم دوزخی اصل
 ملک فخرالدول چون حالها گفت
 پتندی گنت چندین بنده شاه
 ۱۰۶۰ ز گنج و مال شه صد چیز خورد
 دگر آزادگان میر گشته
 مهیا ثلث مال و ربع مسکون
 یکے دامان اندر سر چهارے
 کنون من فیز ازین ملکه یکے میر
 چه کار آید مرا این خنجر تیژ
 ۱۰۶۵

نه نوشم خون گبران را چو باد
 نهیم بارے نخست از راءے کین جوے
 بهر یک ساچراے باز خوافم
 درین کار ارکندم دست پاری
 ۱۰۷۰ کنهم آن کار زار اندر زمانه
 وگر فبوت در ینم پاری از کس
 بگنت این و دبیر خاص را خواند
 که بنویس آنچه بهرون می فشانم
 یکے از مولقان سوے مغلطی *
 ۱۰۷۵ دگر میوس سیوستان پهلرے هند
 دگر سرے ملک بهرام ایبه
 دگر بویک لکھی سامانه را میر
 دگر بو مقطع جالور † هوشنگ
 دگر نامه سوے عالم ملک نیز
 ۱۰۸۰ بهک مضمون روان شد نامه هرچایے

نخواهم خون چندین شاهزاده
 بمیلوک و ملوک مملکت روے
 مزاج کار هر یک باز دانم
 بکار آریم بازو هائے کاری
 که مانند یادگار اندر زمانه
 من و شهشیم یونان یار من بس
 نمودار درون را بیرون افشانم
 هم از تیغ من و هم از زبانم
 که کرد از زور خود فرس † مغل طے
 مستعد شاه کو فرمان ده سنده
 که شد زنده ز فامش نام ایبه
 که در کین خواهی شه کرد تقصیر
 که مانند پدر گرگیت در جنگ
 که عین الملک گشت از روے تهبیز
 که هو یک تاجه بیرون رهرد از راءے

صفت نامه ملک بهرام

سر نامه بقام خالق کون
 فشانم مومنان را رحمت خویش
 یکے را سو بقوعونی بو آرد
 قضاکو و رسد در مرگ و در زیست

که اهل داک و دین را زو بود عون
 بر اهل کفر و کفران خشم او پیش
 کلیه را یکین بر روے گمارد
 هوداند که دروے مصلحت چهست

* ن: مغلطی - † ق: د: فرش - ‡ جالور و هوشنگ

۱۰۸۵ گهے پستی دهد گاهے بلندی
 دهه نصرت به هیجا غازیان را
 کند سد غزا محکم ز پولاد
 محکم کو قلم بگذاشت از دست
 هوشده کار ما با دین او باد
 ۱۰۹۰ پس از ذکر حق و نعت رسالت
 بهر یک ماجرای کهن نهوده
 کدای چون من حمایت کرده دین را
 سر شاهان علاء الدین مغفور
 نه پوشید است کز بخشایش وجود
 ۱۰۹۵ هو انکس کو کوم کورے نظر باز
 هو آن ذره کش از روزن در آمد
 ازو دیدیم مال و نعمت و کام
 بعز و جاه مارا خوش همو کرد
 غلامے کش رسیده گوش بادوش
 ۱۱۰۰ دگر آزاده محتاج نان بود
 چو کرد آن مه بهرج خاکی آهنگ
 چو بود او هم شه وهم شاهزاده
 همی بارید پیوست از کف داد
 کسانے کز چنان بخشنده شاهان

* بازیان - خاسر -

۱۱۰۵

چرا شاید که این سرهای کاری
 بر آمد تاگه اهریمن نژادے
 یدین هیداد بودن شان نتوان
 بیائود ار شما را مردسی هست
 کفیم آن تهنج بازی در میانه
 ۱۱۱۰ بسے در نامه زین ها صنف کرده

فرود آید بدیگر ملک داری
 سلیمان گشت در سر کرد پادے
 سلیمانی بدیوان نان نتوان
 که همکشاوم بر نا مردمان دست
 که سازه پاد کار افدر زمانه
 ز روعه تهنج در روعه حرف کرده

رفتن نامه ملک بهرام

چو شد نامه تمام و کاران خواست
 در اندیشید با خون کاندین کار
 بهر عزمے که باشد رائے مارا
 علی حیدر که مرد کار دان یون
 ۱۱۱۵ چورقت آن کاردان و برد نامه
 ملک بهرام کان مشور بر خوآفد
 بشیرینی در آن فرخنده تدبیر
 همه تدبیر کار خون بر آراست
 چو کرد آنچه از توانائی توان کرد
 رسهد و با ملک در دل یکے شه
 ۱۱۲۰ تو پنداری که گشت از هم وفاقان
 ملک تعظیمش از غایت فزون کرد
 نصست اسهد دل ز اقبال کردهش

که بهر کار تدبیرے کند راست
 ملک بهرام ایبه گز شود یار
 یس است آن مرد رزم آراے مارا
 طلب کرد و روان کرد آن طوفت زود
 ۱۱۲۵ ملک را وا نمود آن نقش خامه
 بهر و دوستی در سینہ بنشانند
 موافق شد بسان شهر با شهر
 سلاح و ساز و گنج و لشکر آراست
 سبک سوعے ملک غازی روان کرد
 بدانش رایے دو کامل یکے شد
 به بو مسلم مالک را و ابن خاقان
 بگویم شرط تعظیمش که چون کرد
 چو بخت مقبل استقبال کردهش

پس از مهر وفا در بر گرفتش
 1125 حدیث از کهنه شاهان برون داد
 که من خواهم کمر در کهنه بستن
 ملک بهرام چون آمد بهاسم
 ملک بهرام دانائے خردمند
 که چون کار تو در تیمار دین است
 1130 کسے کز بهر دین نبود تو یار
 خصوصاً کز علاءالدین محمد
 نماند از بهر دین را پاسمانے
 که از بیداد بے دیلمان بد بخت
 پس از تدبیر کافر نعمتے چلند
 1135 بوهمن بود پائے چند با او
 بفرمانش روان شد چلند بے دین
 در افکند فد سرهائے سراں را
 چو زمین آوازه در گوشم شد آواز
 همی بختتم ز سوز سهله با خویش
 1140 نمی پشتم بپازوئے کس این زور
 بهر سوئے که دل پرتاب کردم
 دلم زمین خواب ناخوش بود در تاب
 بدستم داد دولت نامے خاص
 گهرهائے کرم دیدم ز حد بیخ
 ز جان با جان خود همسر گرفتش
 ز جوش دل زبان را موج خون داد
 گره تائے توان در سهله بستن
 ز بهرام فلک نبود هواسم
 شد از دانش سخن را نکته پیوند
 نه کار تست این بل کار دین است
 عقالدم گوئی از دین است بے زار
 که بود ازوے علائے دین احمد
 نه غم خوار رسم در دین شبانے
 بر ایشان رفت دشمن دارئی سخت
 خسیسے گشت بر مسند خداوند
 مطیع بیدارے چلند با او
 کشیده برگ بود از شاخ بودین
 بکشتند آن همه دین پروران را
 ز حیوت چون صدف شد گوش من باز
 که چون آن شعله را بشانم از پیش
 که بهرامی کند در صید این گور
 چو بیکارے ندیدم خواب کردم
 که سر بو کرد ناکه بختتم از خواب
 شدم در قعر آن دریا چو غواص
 نه در اندازه درج دل خویش

دیور گوهر افشان خامه رانده
 1145 نموده حال آن در هائے شاهی
 ز چشم زمین گسست در شهوار
 ز بهر آ مدن چون بود فرسان
 ز وهم خود فرس را گم دادم
 1150 رسدم اینک از دیده نه از پایے
 درین کوشش چو از جان هست باکت
 بچجان کوشم و دین را مایه سازیم
 زمین کز خون آن شاهان جگر بست
 برائے هر جگر گوشه ز دشمن
 1155 ز نهم آن تیر کز هر گوشه دل
 هلو ز اندر جگر پنهان بکاهم
 بهر گنده نمک دشته نشانوم
 که چون مهمان رسند اینجا گلفان
 عجب نبود که زان خونهای ناپاک
 1160 سرا کاسهوش خون بے شکے گشت
 و گر صد جان و صد دل باشدم یار
 چو دید این یک دلی پر دل ز بهرام
 نکرد اندر وثیقه خواستکاری
 چو باران ز ابر نهسان در فشانده
 که شد از گوش مع در گوش ماهی
 گسست سلک لولو شد برخسار
 بدل شد جهله در دیش بدر مان
 صبا را پایے سرعت وام دادم
 که از دیده کتم هرچت بود رایے
 نه جان ما به است از جان پاکت
 ستانها را ز خون پورایه سازیم
 ز خون باید جگرهائے دگر بست
 جگر بیرون کشیم از گوشه تن
 جگر گوشه شود هر پاره گل
 که عذر یک جگر گوشه بخواهم
 جگر ز و با نهک بیرون فشانم
 کباب پر فهک یابند ز افغان
 قند زانغ و زغن را دل بسوزاک
 بخون گرم دل با دل یکے گشت
 همه بهر تو در بازم درین کار
 بصد جان داد در یک جانن آرام
 فتادش هم یوان قول استواری
 * ن: کر -

قهر و قتل مغلطی ملتان

چورفت آن سوره در کاغذ به تعجب
مغلطی سوره گون گشت از تحویر ۱۱۹۵
بقاصد تهز دهد از خشم ناکی
بتلخی زهر خندی زیر لب کرد
پهاسخ گفت گل موک سر انداز
ازو تا ما بمیری فرق دور است
چو من نارم که با دهلی کتم شور ۱۱۷۰
چو سارا نیست نهرو باز بر دست
کسه گوشه گشت و رفت بر تخت
نه دانائی بود بے جمعه انجوه
بوزر خویش کو شد پهل با پهل
من ار چه بلده شاه شهیدم ۱۱۷۵
ولایت دارم و مال و خزانه
ولے چون لشکر من یار من نیست
هم از دل نیست چون فهروریم یار
نه ام من با کسه یار انکرین رای
مغلطی چون ز جان نا وفا دار ۱۱۸۰
گرفت از بهم جان و رای پر جهل
زمانه لاجرم بروی در آشفست
سوے فرماندهان مولتانی

بسوے مهر ملتان مهل در مهل
سیمه رو شد چو چشم از سمرق تو
برون زد دیده درخشم از سخاکی
پس از دن فاسه را پاسخ طلب کرد
نه از ما بهتر است از لشکر و ساز
که از ملتان ده دیو پال پور است
پهرازوے دگر کے باشد این زور
ضرورت پیش او باید کم بست
سکیز سخت با او چون توان سخت
بدندان و بناخن کندن کوه
صف مور از رهش به دور صد مهل
کز اقبالش بگردون سر کشیدم
سپاهی نیز چون باد بزانه
چغییدن با بزرگان کار من نیست
تهی دل چون بغه روزی کند کار
مرا هم رای من بس کار فوسای
نشد غازی ملک را در فزا یار
هلاک منعمان خویشتن سهل
پلا بیدار گشت و عافیت خفت
شد از غازی ملک رمز نهانی

چو بهرام سراج آن کرده روشن ۱۱۸۵
به لشکر های ملتان کرد اشارت
سراں در قبضه خویش آوردنش
سپاه آمد فرا هم تا پهاپے
چو آن گنده نمک دید آن چنان شور
بر زن بود کر بر زن برون جست
زن تو دیکن کسه با اونه شد یار ۱۱۹۰
سواران در پس و او پیش می رفت
درین تگ مرکب موچی سر آمد
سبک هم در فتان تقدی برخاست
براهش بود زالی بوهه حالے
نمودند از عقب فرجه تهمین ۱۱۹۵
گرفتند و بزورش بلند کردند
ازاں پس بهشتوزان برده بستند
مغلطی رفت و در جوی در افتاد
بهین جوئے ز رای تا بجهلم
دوان ایام کز در گاه سلطان ۱۲۰۰
بسه بنیاد خیر افکند هر سوئے
نماز عید که را مسجدے ساخت
فرشته نعره زد چون دیدش از دور
سواران در رسدندش بد نیال

صلاح کار بر خوه ساخت جوشن
که بر مور بزرگ آزند غارت
گرفته بر ملک غازی بردنش
کند نطع مغلطی چون مغل طے
شدش دل چون نمک در آب بے زور
چو موش خانه کز روزن برون جست
مگر موچی که بود آگاه ازین کار
تلش باخویش و جان بے خویش می رفت
سوار و مرکب از پا اندر آمد
دران افتادگی جان را تیر خواست
درون شد رستمے در کفج زالی
کمان رستم و باران بهین
رقیبش زور منکے چنگ کردند
بدنیال مغلطی در نشستند
کس از غازی ملک بود است بنهاد
چو قلم در حد گیلان و دیلم
شد این غازی ملک منقطع بملتان
بنای مسجد و حفر بسه جوئے
که سر تا مسجد عیسی پورا فراخت
که فردوس است این یا بیت معمور
درنده سر گم و جویدده تعال

<p>۱۲۰۵ غرض القصدہ چون در شد مغلطے در آمد پور بہرام سراجش قوی مردے بود با زھرہ شھر کسے کو تاب نارک سایہ میغ</p>	<p>دران جو کز ملک بود آب دروے سر افگند و ندید اندر لجاجش کہ نمود زاریش در زیر شمشھر پلرزہ سایہ وار از سایہ تھغ</p>
<p>قصہ حال سیر سیوستان</p>	
<p>۱۲۱۰ چو نامہ سوے سیوستان گزر کرد محمّد شاہ لہ کالجی سوی داشت ملک کز لشکر آفت سماالش ترہی دو یود چون افغان جنگی کہ سرداران گزندہی کردہ بودند چو از غازی ملک شد لوح خاصہ</p>	<p>خبر کرد و ملک را بے خبر کرد دران خشکی و تری بر تری داشت چو موے لہ پڑیشاں بود حالش ولے ہم چون کلاہ لہ بہ تنگی درون قلعه بندہی کردہ بودند ہماں خط گشت تعویذ خلاصہ</p>
<p>۱۲۱۵ کسان کازہر قفس مہد اشاعتش برون آمد ز قلعه مہر محبوس علم بالا کشوہ و لشکر آراست بقاصدہ گفت گو یا سرور عصر رسہدم من ہم اینک گرم پویان</p>	<p>چو خواندند آن رقم بگذاشتندش چو کنجشک از قفس و از دام طاووس بمناشور ملک غازی سر آراست کہ بادا یار تو فہر روزی و نصر بدان فحمت مہار کپاک کوہان</p>
<p>۱۲۲۰ چو قاصد باز پس شد مہل در مہل کہ * بہنومست آن سپہدار ملک را نامک از تقصیر او رنج</p>	<p>روان گشت ہم او اما بے تعجہل رسہد اما پس از آراش کار نوازش کرد و دادش خلعت و گنج</p>
<p>* کذا - لفظ چہوت گیا ہے</p>	

<p>۱۲۲۵ برو کرد آنچه بخشایش توان کرد چو بر ہوشنگ رفت آن بخشہ راز نہ انکار رضا کرد از * سر ہوش زبانی گفت گاینک می رسم تغد دو سہ بارش دگر خواندش سپہدار رسید او ہم ولے بعد از دہ و گہر برو نیز از عتابے † نکتہ کم بود نشد رنجہ نہوشدہ خہالہ بصد ‡ افداز پروازش فرستاد</p>	<p>سوے اقطاع اجمہرش روان کرد شد او ہم در حال خود چہلہ پرداز نہ بہر جہش آمد گرم در جوش ولے پائے عزیمت در دلہ گند نگشت اقبالہ اندر آمدش یار چو بے تدبیر کار آراست تقدیر ہمہ بخشایش و لطف و کرم بود بتشریف کرم پوشیدہ حالش سوے اقطاع خود بازہ فرستاد</p>
<p>جانب عین ملک نامہ خاص</p>	
<p>۱۲۳۰ سوے عالم ملک ہم در نہادی کہ اے دانا بفضل و دانش و راے ہم از بہر قلم خانجر کشیدہ ہنر زین گونه وز بخت برو مند دیار مالوہ دورش چہانے تو عہن الملک و در تو دیدہ شاہ لجہن انعام و دہار اقطاع خاصت بگویم خود کہ با آن دانش و ہوش</p>	<p>بمضمون دگر شد نکتہ رانی خرد را بودہ دایم کار فرمای ہم از زخم قلم خانجر بریدہ شہت برکشورے کردہ خداوند بدور شہ تو بر ولے حکم رانے چنان نیدہ کہ چشم مہر در ماہ ز خاصان دگر بہش اختصاصت گفت کس نعمت را چون فراموش</p>
<p>* ن : ونہ سر ہوش - † ن : عیالی - ‡ کذا - مشکوک</p>	

<p>۱۲۳۰ بدان راضی شود کز ہندوے چند لقوطے * گبر و گبرے چند خیزند تو مردے ہوش مند و پختہ تدبیر کنجا رفت آن حقوق خدمت شاہ کہ از رایست غلابے پاشنا سخت ۱۲۳۵ پسندد علم و فضلست کز پے زر گرفتم کان بسیم و زر کہ جان داد اگر مہر محمد شاہ داری من اینک از پئے آل محمد بیا یا من بکوشش ہم عفا شو ۱۲۴۰ چو ما باہم شویم از تیغ و تدبیر جگر ہائے کہ گشتہ از سماں چاک نمودیم افچہ مارا در نہمت بود وگر نائی و داری غور پر خاھی</p>	<p>کشاید عقدہ اسلام را بند شہ و شہزادہ را خونے بریزند کئی از خامی اندر کینہہ تقصیر کنجا رفت آن نوزش ہائے درگاہ ۱۲۳۵ رود از تختہ بازار بر تخت فرود آری بہ ہندو زادہ سو رضا در کفر و کفران چون توان داد سوے دین محمد راہ داری کمر بستہ بکین چون سیم احبہ بدلہا تیر و در جانہا سماں شو مخالف ہم ز سہم ماخورد تیر بشیری خون شان شوئیم از خاک اگر خواہی رسدین ہاں برس زود مراد تست و روزی ہست می باہی</p>
*	
<p>چو پیک این نامہ عین الملک را داد نہ روے آن کہ در کوہ و بیابان نہ راے آن کہ ہم بر جاے ماند سوے غازی ملک می خواست آہنگ ضرورت مصلحت را کار فرمود</p>	<p>خجالت بر خجالت در دلش زان سوے غازی ملک گردہ شتابان سوے یاران بجا بدراے ماند و لہکن دست بودہں در تہ سنگ ز نامہ جا حسن گفتار فرمود</p>

* لقیط - وہ بیچہ جسے راستے سے اٹھا لے ہوں۔

<p>کشاد آن نامہ و پیش حسن برد فرستادہ برفتن پائے بر کرد ۱۲۴۰ شد آرزوہ دل ازوے لشکر آرائے کہ قاصد ہار دیکر پویک آن سوئے گر آہد مشتری در خانہ ماہ دریں سو قوس او را گوشہ گردن</p>	<p>کہ بر اخلاصش آن خس حسن ظن ہرند وزان پھوش ملک غازی خبر کرد چنانش روے داہ اندیشہ در راے مگر عالم ملک زین سو نہد روے شرت گردن بدو زان خانہ ہمراہ بزان برجیس ہر مو خوشہ گردن</p>
گنفا دیکر بسوے عین الملک	
<p>۱۲۶۵ دگر رہ قاصدے چون باد مستور چو عین الملک دید آن حرمت پردرد بقاصدہ گنفا ازین جا باز پس پوے کہ آخر من مسلمانم بندہ پشت بجہد خریدش ہم در ہند آئم ۱۲۷۰ ز دل با ہندوان چون ہار گردم ولے بیروں شدن را چون محل نہست ضرورت ماندہ ام اینک بصدہ ہم چو پیدا کرد اعلام بلندت ز اہل کفر بیزاری نمایم چو یکسو گردد این شمشیر بازی اگر جاں بخشیم ملت پوزیم</p>	<p>رسید و کار دان را داد منشور چو چشم از دود آب از دیدہا برد ملک را بیدگی گوے و پس این گوے بعون ایود تو روہ تہغ در مش کہ زین عوفا فرس بیرون چہانم کہ از ایمان و دین بیزار گردم بہ از تسلیم شان بودن عمل فیست سلامت ہار خود کردم بہ تسلیم سر خود گہرم از پھوش سمندت نپاشم یازو نے ہاری نمایم من و خدمت بہ پھوش شاہ غازی وگر خواہد کہ خون ریون ہمہرم</p>
*	

چو قاصد باز شد این ماجرا گفت	ملک نے فرم گشت وئے بر آشفت
بدیگر چاره شد مشغول تدبیر	کہ تا فردا چه پیش آید و تقدیر

نامہ بر یک لکھی و قصہ او

متخالف یک لکھی سامانہ را مہر	ز بے سامانگی خود شد سبک مہر
چو حرف نامہ را مقصود فرود خواند	بسان حرف نامہ تہرہ رد ماند
* کراں حسب از سلامت چوشہ	چو تسلمات نامہ در حواشی
نہ از کفران نعمت شرمش آمد	نہ بہر قلع کفر آزر مہش آمد
چو ہندو بود و در دل گہرساں بود	رگ گہریش ز ناز نہاں بود
چو اول گشت مقطوع پناہ اصل	بتخون گرم ہم با دیں بشد وصل
شہیے کو کون یکسو از ہو دانش	لکام خفتہ مطلق عنانہش
چکیدہ + از ہو لنگ جفتوانے	بکوری خوردہ از شامخ نانے
چنان کو رائے فان در ناقہ خوردہ	کہ کوری را بدیدہ سورہ کردہ
بسے کنجشک رائدہ بر سر کشت	و میدہ مرغ † از سنگ چنان زشت
نخورده مسکہ جز نان امیدہش	کہ اندر دوغ شد سبکت سفیدہش
ز غار کفر برکش § برکشیدہ	بگردن چرم خامش در کشودہ
چو شہ در بندگی کردہ قلامش	کشودہ خام حلق از حلق خامش
بزرگی دادہ و شغل کراں ہم	ولایت ہا بزرگ و بے کراں ہم
چو ہندو زادہ ہم جفس ایشان	خروجہ کرک با چہے پریشان

۱۲۸۰

۱۲۸۵

۱۲۹۰

* کذا - پہلا کراں غالباً "کراں جست از سلامت" ہے لیکن آخری لفظ نہیں پڑھا جاتا -
 † کذا - نامفہوم - ‡ ن : مرغ سنگ از - § ک : برگش -

بصد تعظم شد فرماں بر او	ز سرپا کرد و آمد بر سر او
ندید این گاہ خس از رانے تہہ کرد	چلہن با قرة العیثان شہ کرد
چنہن ہر دیدہ ہاے ملک شد خار	وے آن خار بلا را تہزی کار
چو از فازی ملک شد نامہ سوش	سیہ شد چون سواک نامہ رویش
فرستاد آن ہماہوں نامہ را زون	ہواں ہوسے کہ بر بازاں نہ بخشودہ
پاخلاص حسن حسن رضا جست	پناہ جانہش را عون از قضا جست
حسن را چون یزید وقت خون یافت	ز اولاد محمد روے بر تافت
خود آن ہد بغض ہون از خودہ بدساز	در جو رو و ستم کردہ بسے باز
تہی لطفے چو آب نہم کوزہ	ترہش روئے چو دوغ ہفت روزہ
بہ بے مہری چو قصابان بد چہر	بتخون زہری چو جلاخان بے مہر
ہمہ خون ریختے چون یادہ ناب	کرم ہونے گر از کس ریختے آب
کسے کش پیش کردے خد معش پیش	چو رفتے پیش خوردے ضرورتش پیش
ز ہم چوب و دشنام زبانہش	کرا زہرا کہ گہرد نام نانش
چو چاکر بہر تان را بے فشردے	ندادے نان و آبش ہم ببردے
زخمش لشکرے در بے قوائی	بجہاں ہم شہری وہم روستائی
چو از فازی ملک پروے رقم رفت	ازو سوے ملک فازی حشم رفت
چو باچندان جفا کفرانش ہم شد	ز بہرہش فتلہ با فتلہ ضم شد
زمانہ لا جرم پروے بر آشفت	برو ہم شہری وہم لشکر آشفت
شکستہ چون زرم شاہ فازی	خالصے ساخت ہاصد حیلہ سازی
بسامانہ رسید و خواست زان جاے	مزیمت را کند سوے حسن راے
کہ ناگہاں برو شہرے خبر کرد	ہمہ تلک یش را زہر و زہر کرد

۱۲۹۵

۱۳۰۰

۱۳۰۵

۱۳۱۰

۱۳۱۵	در آمد خص و عامہ بے مدارا چھین پاشدجو پرفن را جزا گھست	بکشتندش بشمهور آشکارا بقدرد پھشہ ہر کس را سزا گھست
------	---	---

حدیث خوابہائے سرور بیدار دل وانگہ
شده تعبیر خواب یوسف اندر ہر یکے مضمیر

۱۳۲۰	زہے بیداری بخت آن سرے را کسے کو راست موے کار دولت چو دولت یار ہر بیدار باشد در آید خواب بعد از ماہ و سالش گہ آریزد مہش ہر ذیل فتراک نہ بوند خواب خوش جز پاک جسے ملک را چوں دل بیدار سی خواست فرشتہ گویمت خواب آراے ہر چشم کہ ہرچہ او را بہ بیداری کند دعر شہدستم من خنتہ دریں باب کہ آن بیدار دین را دیدہ چوں بست بسے فاسہ بہ بسہاراں فرستاد ولے چوں سار گردوں فتنہ سی خواست ازاں پھچاک و ناہمواری کار چو در ماند اندرین اندیشہ روزے ہسے خاصان و خوبشان را دروں جست	کہ بیدار است پاس کشورے را بود ہر موے او بیدار دولت نخسپہ آن کہ دولت یار باشد در آید خواب یوسف در خیالشی گہے سہارہ بوسد پیش او خاک کار اقسام نبوت ہست قسے کہ خوابے بوند انکر کار خود راست نمون آن خواب بیداریش در چشم نمودہں خواب کاکہ گشت ازاں بہر ہم از بیداری بخت وے این خواب بپاس دین چو بیداران کمر بست فسونے جانب یاران فرستاد نہامد سار کز در رخلہ راست بکار خویشتن پیچید چوں سار ز دل بہرور نشاندن خواست سوزے غبار دل بآب دیدہ سی شست
------	--	---

۱۳۳۵	ہسی گفت از تاسف آب در چشم موا زور اندک و بارے ز حد بھش ز یک دیوپالپور و ذہل یک مہر صغم با قلب دہلی چوں ستیزد سوار اندر قلم رانلدہ تہغ پو ایشاں کے توان خنجر رواں کرد بدانائی نباشد نسبت آن را گنگان را ز شاہین شکاری وگر سوے روہم آن خود نہ مردیست ستھڑے درمہاں بس معکم افتاد رہائی راچہ ساں سازیم تد بھر یکے تھمار مستورات و فرزند تداتم چوں شوں پانان این کار بگفت این و دگر رہ دیدہ تر کرد ہمہ گشتند آب از دیدہ یاران پس انگہ با ملک گفتند گریہاں چہ کار آید ازین پس عمر مارا دو چشمہاں طرہا کز چشم و کون ریخت چو پیش از خون دیت بر ما نشانہی تو داری بالتحقیقت بہر حق جہد چو عمر ما تونی و جان ما تو	کہ ہم فکراشت مارا خواب درچشم چگونہ خیزد این بارمن از پھش چہ خیزد گو تو ہر دم رستے گھر صبا بر آسماں چوں گرد بھزد دولک بھش است باہم بستہ چوں میخ بقطرہ خرچ دریا چوں توان کرد کہ از سوزن کند کوی گوان را چہ باک از فاید از پویاندہ یاری نہ کار سرخ روہاں رونے زرنیست کہ تھو از شست رفت اما کم افتاد گر یوہ پست و سہلاب آسماں گھر دگر اندیشہ بہر خویش و پیوند صلاح ما خدا آرہ پد یادار چنانکہ آن گویہ در یاران اثر کرد چہ ز افسوس وچہ از افسوس خواران کہ اے سوز تو مارا کردہ بریان کہ بہرت جان نیازیم آشکارا بہاے خون ما در نمین ریخت فستہم ار ہمہ در خون فشانندی درین ما با تو ہم پیمان و ہم عهد بچندین جان یکے گشتیم باتو
------	--	---

دل خورد بر خدا بند و مهندیش
 چو می دانی که بندد هر چه می گفت
 چو پهدا کشتی و پهداست در کار
 بلندان را بر اورنگ بلند می
 وزان سرکش که سرها را بود پاک
 سگان بر پر دل اندازد همه کس
 تو هستی از دهها این نهست یارا
 کشد ترک از برای طعمه نفعچهر
 نه گشتن گرک را بهر کباب است
 چو درگارت سلامت هست بر خیز
 بدین سان هر کس می پختت گارے
 همه روز اندرین توها ر تم خورد

۱۳۵۵

۱۳۶۰

۱۳۶۵

خواب غازی ملک بدیدن پهر

ستاره چاهر شب را بر آراست
 بطاعت بر مصلای رضا دست
 نهار بندگی را یار خود ساخت
 دامن بر آسمان و تن به پستی
 که هم در سجده فاکه آمدش خواب
 چو رائے خویشتن روشن ضمهرے

چرشب زاکه ون مشکهن بستر آراست
 زان پاک جست و دست و پا شست
 تعبد پوشوای کار خود ساخت
 همه شب داشت رو در حق پرستی
 بسجده گریه می کرد سیراب
 دران خواب مهارک دید پهرے

۱۳۷۰

* ک : بچوید -

بصورت نسختے از خضر و الیاس
 ز نور الیه مصاسن راست کرده
 در آمد با ملک غازی به تظلم
 بهوش گفتش اے دیباچه فتح
 بسهل اندیشه کم در دل آمد
 بشارت می دهم کاینگ هم اکنون
 برون کش تیغ و قدرت بون ز تقدیر
 چو زمین مژده گران کرد آستینش
 چو زمین خواب اندر آمد مرد بیدار
 ملک فخرالدول را در نظر خواند
 بخویشان دگر هم گفت ازین حال
 بدیکر مخلصان دولت اندیش
 همه گشتند باجان + حارب یاب
 بدین خوابے که در دایها درون رفت
 بشکر این نمایش مرد فهروز

۱۳۷۵

۱۳۸۰

۱۳۸۵

خواب غازی ملک که دید سه ماه

همایون گشته از رے چتر گردون
 بگردون چتر زریں بر کشیده
 جهان را رنگ اعلام خلافت

شبه چون چتر سلطان همایون
 مہے کامل با نجم سر کشیده
 نهود۵ سطح زنگاری مسافت

۱۳۹۰

* ن : سایه ز آستینش - † ق ر : خان -

سواد شب که شد بر تخت روز	بهاضه کرده مهتاب شب افروز
فلک بر روئے ظلمت ریخته نور	چو بر فرش معنیر گرد کافور
در خشان گشته انجم در سیاهی	چو مرزاید تر در گوش ماهی
شهاب اندر کشته نهر باریک	بریده روشن از دیوان تاریک
۱۳۹۵ هواے چون مزاج غافلان خوش	چو فعل ماقبل آفاق دلکش
ز اسباب طرب غم گشته کم نام	چو فاکامی ز کار افزائی کام
جهان آسوده چون قول حکیمان	نشاط آماده چون بذل کریمان
درین شب سلکت گهر ظفر یاب	براحت داشت سر بر بالمش خواب
وے اندر خواب و دولت پاسبانش	دل بیدار در پاس جهانصی
۱۴۰۰ نمودندش چندان در خواب امهد	که بر بالائے این تا بنده خورشید
درخشان سه سه روشن بر آمد	که هر یک از دگر روشن تر آمد
یکے چون چتر زر بالای تارک	دو بر بالای دو دوش مبارک
ز قاپ آن سه ماه کامل النور	سه ماهه ره شب از عالم شده دور
چو خواب اندر سر آمد صاحب بخت	زد از همت پیام آسمان تخت
۱۴۰۵ ملک فخرالدول را خواند در پیش	که پیش دیده گوید دیده خویش
نقصت آئین تعبیرے که خود کرد	بنور رای و آئین خورد کرد
که این سه ماه سه چتر بلند است	که سه فرق سراں زان ارجمند است
چو من دیدستم این خواب مبارک	مرا باشد یکے بالای تارک
دو دیگر کو دو دوشم پر تو افکند	فشاند سایه پر فرق دو فرزند
۱۴۱۰ ملک را گامه این تعبیر در گفت	شد امهد دلش با کام دل چفت
ملک فخرالدول نه از سر هوش	بدین تعبیر دادش مزده در گوش

۱۴۱۵ که شاهان را فراز افسر ملک	چو چتر آسمانی دارک این خواست
چو چتر سه چتر والا زهور ملک	که این سه چتر تست اندر نهودار
نمودندت سه ماه فرخ آثار	بهر اکلبل همایون سایه بانی
کند زانها یکے در کاسرانی	دو دیگر در یمن و در بسارت
ترا زبید سه چتر ملک داری	که تو یک تن سه شاه کام گاری
بوک تا یک سر والت بر جای	بدیگر سر نشاید چتر بر پای
سوت پانده پادا جاودانه	که زیر چکرت آساید زمانه
خواب فازی عصر و دیدن باغ	
۱۴۲۰ دگر ره خواب دید از بخت بیدار	که کوئی هست در بستان گلزار
دران بستان درختل نهم رسته	بآب زندگانی روے شسته
تر و تازه بسان شاخ طوبی	تیش سبزه چو خط بر روے خوبی
شگفته صد هزاران گل بهر شاخ	صبا پورا منش نا گشته گستاخ
ملک فازی بگلگشت اندر انها	چو گلگشت صبا در بوستانها
۱۴۲۵ گل ار چه بوے بے اندازہ می داد	وے از خلقش نسپهے تازه می داد
چو کرد از خواب چشم دور بهن باز	کند تا خواب خوے را گفتن آواز
در آمد بخت بیدارش به تعبیر	بدو گفت اے به بیداری جهانگیر
تو در خواب انکه گلشن دیدی و باغ	حریم ملک تست و فیست این لغ
درخت نهم رسته هر یک ازوے	خبر می گوید از کارت پیاپے
۱۴۳۰ کت از دولت عملها نیم کار است	نه بر شاخ توت هلمکام بار است

<p>گل ار چه صد هزارانم نهفته است هم اکثون در رسد هلمام بارت درخت قدر تو ز اقبال والا بر دولت خوری در کام خوب زون</p>	<p>هنوزت یک گل از صد فا شگفتا است شون پر میوه و گل نو بهارت رون با شاخها از سدرة بالا بگیر این فال و خواهد هم چلین بود</p>
<p>بچنگ آوردن غازی ملک پس ملک و ا داند هر آنچه از سولتان بهر حسن می رفت اسپ و زر</p>	
<p>بباید مرد را بازو شهشیر زبردست آن بود کز قوت دست خسے + روید ز راه آبی که کفد است سگے بز قائله و ا شد زبون گهر کرا زهره که بی آسهب و آزار چو از تازک رسد چابک بغارت ز تورک افتد صف هندو بتاراج چو از طاوس و بط شاهن کفد مال + کم از زاعے مشو در کفته تو زوی</p>	<p>کے بستاند به نیرو قارت از شیر بکالے زبردستان زند دست درختان را برن سیله که کفد است پلمگ آن هر دو یکجا کرد نصیچیر ستانه گنج ز اژدر مهوه از مار ز چایک غارت از تازک عیارت نیارد چهلمه سوے باشه دراج که باشد ماکیان کاید بد قبال که از دندان شیران خورد روزی نه تا آن حد که کیس بر جره رانند بران پشمین همه مویش بموید فسون بر اژدها کاری نیاید خوینده کے برن ز افراسیایے</p>
<p>۱۳۳۵ ۱۳۳۰ ۱۳۴۵</p>	
<p>* ک : شست یعنی نشانه - † ن : روید - ‡ ق - ر : بال -</p>	

<p>درین وقت آن توان گو جوئی از کس ۱۴۵۰ ۱۴۵۵ ۱۴۶۰ ۱۴۶۵</p>	<p>جز از غازی ملک در یابین و بس بگویم ما جرای تا بدانی که جوید کین جوهر های شاهن بپاس کار خوب بهداری می بود نهاده دل بفضل حق تعالی که کار فتح میمون گردانن فال متاع بس گران بار و سبک خهز سوے خسرو که شد میر مداین همه تیومی تیز آهنگ چون تیر نه کمتر ز آنچه باشد غیره هلد اگر غازی ملک در رے زند چنگ که مرفاں را رسید آساده نخل خدا آورده را باز یابند فرس غارت کنان و گنج گیران همان گیتی نوردان زمین سال رسانیدند در پیش سوہ دار فتح اولهن فتح جهان را هاندن تا شون خلق خدا شد در استغراق لشکر در نشاستند بهر کس تا شود پیروایت کار چو محتاج از مراد و مغاس از اهر</p>
<p>درین وقت آن توان گو جوئی از کس ۱۴۵۰ ۱۴۵۵ ۱۴۶۰ ۱۴۶۵</p>	<p>خبر یومی رسه از شیب و بالا رسیدن ناگه آگاهی درل حال خبر گنغد کایک می رسد تهر ز ملتان می رود اسپ و خزین تاور هر یکے چون باد شب گهر خوینده نیز مال مرصه سلد ز غیب این سو فتوحه دارد آهنگ حشم را باشد از رے خروج و دخل ملک فرمود تازان سو شتابند درویدند آن طرف فرمان دزدان رسه دند و گرفتند آن زر و مال فتوحه آساده با آمد کار ملک فال مبارک داشت آن را اشارت کرد کان گنج خدا داد مملداران بکار زر نشستند بفرمان می رسیدن آن مایه کار قوی دل شد حشم زان بخشش پر</p>
<p>۱۴۶۵ ۱۴۶۰ ۱۴۶۵ ۱۴۶۰ ۱۴۶۵</p>	

<p>۱۳۷۰ همه کس مهل کالای گران کرد یکه مرکب خرید از بهر پر خواهی یکه آشد کار خورے را طلب کار یکه بکشاد نقدے بهر عقدے یکه داد آرزوے حال بخوشایان</p>	<p>هوس کرد آنچه در سهوی توان کرد یکه شیرین پرستارے شکر پدای یکه بنیاد خیرے کرد بر کار یکه در عقد پنہان دست نقدے یکه دریافت دلہای پوریشان</p>
<p>۱۳۷۵ همه دیو پال پور از روح و رونق بلے زینسان ست گویتی را نمودار در آمد هر کجا سامان در آرد بعیث از کیسه پر خوب حالهست ولے گر کار خود گردان توان یافت</p>	<p>سدیر دونهین گشت و خورنق که از زر هم چو زر گردن همه کار هزاران کار بے سامان بو آرد نہاشد کاسه پر چون کیسه خالیست ز اقبال جوان مردان توان یافت</p>
<p>۱۳۸۰ چو از مہتر بود کہتر نوازی ز باران چوں رصد بے جستجو آب کسے دارد ز مردان سر خيء چهر زند چوں بوق پر زور آوردان تہغ بلند است ابر و آبی نہز دارد</p>	<p>رسد ساز غرض بے چاره سازی نہاشد کشت را حاجت بدولاب کہ بستند بکین و بٹشد از مہر بود بر مناسان بارندہ چوں مہغ کہ از دریا کشد بر سپوز بارد</p>
<p>۱۳۸۵ مہر نام کسے کو ہمت پست خدا وندی کسے را در خور آید خدا وندی چیز احسان و کرم نہست چو از کس زہر دستی بہر منداست سہر آن را کہ خواهد کرد سرور</p>	<p>۱۵۰۰ فہ بتواندستد نے ہاکن از دست کہ بر خلق از خداوندی بو آید و گرنہ کس ز کس در پایہ کم نہست دلہل دولت و بخت بلند است کند چاکر نواز و بندہ پرور</p>
<p>۱۳۹۰ ولے جویندہ ہم باید خرد مند</p>	<p>کہ در خدمت شناسد چای پھوند</p>

<p>نجدید هیچ حال از هیچ شیوہ کسے کس باید اندر کار خود نور چو مناس در پنہا مہر سنجے است تموز آرد چو تاب از پھش از پس</p>	<p>ز بہر انجہر گل و از بید مہوہ نہا شد از پنہا مکرمان دور پنہا و مہر اوش آمادہ گنجے است درخت سایہ بر جوید همه کس</p>
<p>حکایت</p>	
<p>۱۳۹۵ یکے در سایہ ابر کھر بار کہ وہ سوختم از تاب خورشید یکے گفتش کہ چندین سایہ برفوق و گر زابوت نہ سر سایہ نشہن است جوایش داد مرد از دانش و داد</p>	<p>ز بہر سایہ می زد نالہ هر بار مرا از سایہ با بستے آمہد چہ بہر سایہ چندین می کفی زرق درخت و رخت و سقف از بہر این است کہ اے از سایہ رسمی دلالت شاد</p>
<p>۱۵۰۰ بزیر ابر خورسندی زہر نہست نہاید با درختان فیو ہستی علم ہم سایہ دار ن سایہ بان ہم ز سقف خازہ ہم سایہ توان یافت من از گفتار خود آن سایہ خواہم</p>	<p>۱۵۰۰ بدان سایہ کہ گافے هست و کہ نہست کہ زبابی سایہ تا زہر نشستی کہ دایم نیست ہوسو این و آن ہم و لہکن پرورش نتوان بدان یافت کہ ذیل پرورش باشد پنہام</p>
<p>۱۵۰۵ کسے کل داندش سایہ نینداخت درہن عہد آن درخت سایہ گستر دعا این است بر سایہ نشہن فرض</p>	<p>۱۵۰۵ بود بر سایہ گر صد سایہ بان ساخت غیاث الکی نیست شاد ابوالمظفر کہ خلک ذاک ظل العہ فی الارض</p>

صفت های دل فازی ملک و از هر طرف مزده چو از دلهای بسویش راند لشکر های بحور و بو	
۱۵۱۰	یتخصم افکندن و دزم آزمودن نگویم دل که دریائوست در دور از موجی که خیزد غرب تا شرق ازو هر قطره توغ است خون ریز
۱۵۱۵	و گر گویم که از پولاد کوه است اگر طوفان آتش در رسد گرم و لیکن بر فرودستان ناچیز بسی دیدیم شهران و قبا را
۱۵۲۰	و گو اسفندیار و تهمتن بود درین گفت من آن کس کونه داناسم ثبات آن ز تائیدی که دائم ولی بایه خرد گاندر سفهپی است
۱۵۲۵	چه حاجت شهر را مردانه گفتن همون بوهان نباشد بس که یک مهر چنان بود این که چون فازی ملک خواست همی فرید با خود چون هز بری سرخ را سر نبشت حق خیر گوے قبای چرخ با بالاش هم راز
* سیخ	

۱۵۳۰	دو پیکر در تقاضا هر زمانش وسانده پدایش آگهی بخت سها خال ملک اندر کف پاش کمان و تهر را پوشیده می گفت لب سوزا یا زه لاغ می کرد توان بازوش می گذت با مشت به اندر صلح خود می گمت باکیش سختن گو رکشش کا ینک مراهست
۱۵۳۵	زبان می داد شمشیرش اجل را نیام خانجوهی را گشته زهن فن فلط کردم نیامی را درین دم سپانسی گشته سر تهر از پئے حرب گولها رسع او را عقد بر عقد شده گزهی ز بهر کوی به تعجیل زوه می باقت بهرشی روح داود سملش کو زمون هر سوے می کفد فلک گوے از سم رخشش فشانان عطارک ظل چترش را با سید مملایش ستاره کهن سه یاید
۱۵۴۰	که کے کردم کیمو گود مهانش که بایه مستعد بوک از پئے تخت که چون مردم شوک در داید ها جاش که کے کردیم تا بهر ظفر جفت بروات کرد کسان بر زانغ می کرد که احقرهنت چرخ از تو یک انگشت که اے تو بانم گشته صد چومن پیش ز صد سهم فتوح آسمان شست که من یار توام نو گن عمل را دهن بر آب بهر خون دشمن زبان آمد برون آب دهن هم که دروز صد چو خسرو خان بیگ ضرب هزاران فتحص اندر هر گوه نقد که من بهروں کهم مغز از سر پیل که چون دوزک جالوت انگلد زوه ز بهر خون خصمش جوے می کلد که گردن بوسه جاع ملک رانان که نبود مصترق زهن پس بخورشه کفد بر کرسکی نه پایه سایه که از درها شوم بر گنج شاهی بچرم گاو بشتاقم دل شهر
۱۵۴۵	نهسته خول او کا یفک زبس دیو

دماسه زن کزک را راست می کرد
 دهل ها را هواے در نهی گاه
 حشم جو شان که کے پوش آید آنروز
 فلک می داد قلبی را اشارت
 بذات خود وے اندر کار سازن
 همه توتوب کار خویش می کرد
 پدان می شه که بیش آید به یکبار
 و لیکن منتظر می بود تا کے
 پوپاے هر طرف می شد خبر ها
 چو خسرو خاں شهید آن زور مندی
 هوا داران نمودندش که درحال
 شدش لا بد که بفرستد سپه را
 سپاه آراست چون موی سر اقبوی
 دلبران ویلان و نام جو یان
 امیران و سپه داران اطراف
 سران لشکرش هم تمغ رانان
 بهر یک گنج و مال بے کران داد
 فراوان پهل و بسهارے خزانه
 چو لشکر مستعد گشت و سوارش
 روان سوے ملک غازی روان کرد
 روان شد سوے آن مقتل مقابل

۱۵۵۰

۱۵۵۵

۱۵۶۰

۱۵۶۵

ز بهر نغمه شاهی خواست می کرد
 که کے بانگی زخم بر قلب بد خواه
 که گردد این ممالک گیر فهورز
 که جویم همت بر نقد بهارت
 که فرساید علم را سرقرزای
 دل خود را حصار خویش می کرد
 کند دست ملوک و ملک پیکار
 بجهت دشمن وها لشکر وے
 زمانه می کشاد از قلعه درها
 دل افتادش بد ریای نژندی
 بجاید فتنه را مستن بد نهال
 کند کوتاه بر آبلهده ره را
 که هر سو از زمین بالا کشد کوه
 بنظون خود ز هستی دست شوهران
 در اوصاف مضاف افزون اوصاف
 سو لشکر بواک در خان خانان
 سبک داد و پمهران گوان داد
 همه با خان خانان شد روانه
 گزین رزم نقد در چل هزارش
 زمین از بار لشکر تا توان کرد
 چو انجم لشکرے ملول به ملول

ز بس گانسو شعایان راه می کرد
 چاهن تا کرد کهن * کان لشکرانگیختم
 درون شهر چون غازی ملک بود
 بیسه رخت مسلمان شد بتاراج
 بقلعه سرتبه + محمود پر دل
 درے بر بست و شه در بلد پیکار
 خبر سوے ملک غازی فرستاد
 رسد آن پیک و آنجاها خبر کرد
 همشه باه یا شهواریش کار

۱۵۷۰

۱۵۷۵

چو وهم نیزه کوتاه می کرد
 سپاهے در سواد سرستی ریخته
 برون در غارت افتاد این سپه زون
 بسے زر دار معلم گشت محتاج
 نکشت از ههوت شوهران شتر دل
 گروه قلعه را نکزاشت پیکار
 ز پیکان تور آوازی فرستاد
 سر هشیار را هشیار تر کرد
 که از وے بشکند صد شاه هشیار

حدیث عهد و پیمان سران لشکر غازی
 که در کام قهنگ اندر روند و دیدة اؤدر

چو سرک آید برون از عهده عهد
 شهید اهل دولت را بسینه
 نمائد چون بمقشه کز سر انجام
 شکوه مرن در عهد درست است
 ز مردان راستن بایه قلم وار
 کسه کز راستی هم چون الف نیست
 دلاگر راست خواهی پائے † خود را
 نگر غازی ملک را کز دل آراست
 کلیه راستی در شد بکارش

۱۵۸۰

۱۵۸۵

بکارش بخت و دولت را بود جهد
 چو سے در جام و کوه در خزینه
 چو سرو راست ز آزادی برد نام
 بدان مرد آن که گاه عهد مست است
 که گردد کار او را عهد کار
 عجب گزینش کارش مختلف نیست
 بهر جا راستی فرمانی خود را
 بعهد شاه خود چون راستی خواست
 میسر گشت فجع کار زارش

* ک: باکر و کین؟ † سرسیه = سوسه؟ ‡ ن: کار-

شندم کز علاء الدین مغنور
 که در عهد و پیمان از زبانش
 کفون برخوان ز نقش کلک دریاهی
 چو او شه زان وفا داری سو افراز
 چنبر گفت آن که بود آگاه پیش بهش
 چو پیشتره این سخن کامی بر آن سوز
 طرب کرد از نشاط روزی پیش
 سهامش از چه بود اندک نه بسیار
 سواران بیشتر ز اقلیم بالا
 غز و ترک و مغل روسی و روسی
 دگر تازک خوارانی و پاک اصل
 همه مردان رزم و کار کرده
 همه صف های تاناران شکسته
 خدنگ انگی یاقن چست و چالاک
 گهے چون آسها گه کرده سوراخ
 حلاله خواره چون کشت برافزای
 ملک در پیش یک و اطلب کرد
 که ما را چرخ پیش آوردن کاره
 کرا نیروئی پهل است و دل شدر
 نخست از خون خود خیزد چو لاله

۱۵۹۰

۱۵۹۵

۱۶۰۰

۱۶۰۵

* کذا - لالا؟ بمعنی بنده یا ادنی توکر -

تم خنجر نهد اول سر خویش
 بلی مردان بهر سازه و سوز
 بود هر روز عسرت را شماره
 بکارد نهی از یاد ز شران روز
 بود تهر از برای رزم نخبه
 گمانی گو بشکند هنگام بهکار
 اگر شاهن زبون کرده ز شاربک
 بپا نهد آن که دارد کار با ما
 شود گر عهدها مستحکم به سو گند
 ز گر یارے تعدادی مهیل یاری
 درین یاری که دارد کار با من
 بدین دل کاهنن سدیست برپای
 مرا یاور بس است و هم ترازو
 شلهم بود رستم چیره دست
 نه آن رستم ز من درکار پیش است
 چو من بر نام یزدان تکلم کردم
 سواد من چو جز دهن را نرج نهست
 چو بشنوند مردان سر افراز
 سوا سر چون همه سر باز چون ند
 پس از نگاه از سر سو بازی خویش
 فرو گزیند گای سرور سوان را

۱۶۱۰

۱۶۱۵

۱۶۲۰

۱۶۲۵

گشکد پس بر دگر سر خنجر خویش
 کسان را پورند از بهر روز
 نعد از بعد عمری کار زار
 بسوزن دل که نبود یار دل سوز
 تو به آن چوبه دان چوبه تهر
 زه که یابد از آب های سرفار
 کله گل مرغ را زیند بتارک
 شوی از عهد و پیمان یار با ما
 بکار جان شویم از جان کمر بست
 که شوار است کار جان سهاری
 دل من هست آخر یار با من
 کتم گر سد آهن باشد از چای
 نه و بازوی من و تعویذ بازو
 که گاه حمله تنها صف شمس
 که هر کس رستمی در عهد خویش است
 یقین است آن که تنها چیره کردم
 من و این کار بر غیره هیچ نهست
 ز سکه و م خود این حرف سوان
 پورے خاک سوها جا ز بودند
 سو خون خدای بر د نه در پیش
 بزر یارے تو سر سوزان وا

۶۱۲

۶۱۲

۶۱۲

۶۱۲

<p>همیشه بان سر یار کلا هت سرے کز دولتت عمرے کله داشت بسو بازی چو مارا مژده دادی نه ما آن سوسوی آریم پھش چه باقون یک سر ما زیر خنجر زهر پاره جدا بر خھون آواز کور بستم و پیمان نہز بستیم کہ تا جان در تن است و سر بگردن چو مارا سر جدا کشف اندرین کار سپه را چون وثیقت محکمہ یافت بعزم کار محکم کون بدیداد</p>	<p>گله گوشه کشیده سر بماهت ز کارت چون توان اکثوں نگه داشت سر ما در کله نایه ز شادی کہ نہ ہم از نعد سہاے خویشت هزاران پاره گردن جمله یک سر کہ باز از بہر تو گردیم سر باز پوراں پیمان رگ جان نہز بستیم نخواستیم از صرت سر دور گردن تو دانی خواہ صلح و خواہ بھکار ملک را خاطر آن سو بے غمی یافت کہ بھاد بزرگی محکمہ باد</p>	۱۶۳۰
<p>مصاف اول غازی ملک با لشکر دہلی بہاد حملہ زیر و زیر کردن چنان لشکر</p>		۱۶۴۰
<p>کسے داند کہ ہول معرکہ چھست دلہرے کو صف مردان بدیدہ است گورے وا زہرہ اندر زہر تو سن زون یک سر چوبان آن جا کہ یکسر فینہ از دگر آید بپر و یا شہر بسے بیٹی عروسان قبا پوش چو در ہوجا برخشد تیغ بے رنگ</p>	<p>کہ چندے در زنا گھر و غازیست نہ بازہ دیدہ در خواب آرہداست کہ صف تیغ داند باغ سوسن چو برگ بھد بارن تیغ و خنجر چو نیلوفر سپر بر آب شمشیر بگشت کوچہ ہاے شہر پر جوش پدید آیدکہ ہوشنگ است ہاشنگ</p>	۱۶۴۵

<p>یکے کو چند رزمے نازمہ است مکن ہارو ز تیغ گوشتدیش نہ شیران را کنگد کس حملہ تہلیم* شکوہ کویہ خرید مرد + و از مرد شترکش نہست از نیرورے دل جوش وگر دندان نہایں گریخ دشت یلان را نیست حاجت گرز در مشع چو ترکش بستہ پھلوے است آن نہرہ شیر ہر جا هست روشن برون آہن چہ پوشی گاہ پر خاص بآہن رانی آن کو گشت میل دلور کو برزم آہن دل افتاد ہمت جا دل نشاید آہدیں کرد سوارے را بہ ہیجا دیدہ در گیر بگوش غر کہ بے تدبیر باشد پندریک یلان در جہد محکم دلور چون خرد را کار فرمود نہاشد ہم شجاع و ہم خرد مند کہ ہم تیغش چہانگیر است و ہم راے</p>	<p>برورے خصم رو در رو نبود است کہ موشے در رباید پوستدیش نہ رو بہ را گویز و حیلہ تسلیم پدید آید بکاه رزم و ناور زون ز اشتر دلی گو گیردش موش نیارن شیر مردے گرد او گشت دوان را بس بوہ ناخن بر آنکشت شکار شیر باشد در نیستان کہ نے بزرگستوان دارد نہ جوشن درون سوگاہ پر خاص آہنیں باہن ہمت جان آہنیں باید ہمیشہ دل بہ تیغ سوم برد حصن پولاد جز اندر کار کین باید چہنہن کرد کہ کورا § کور دارد دیدہ بدتیر نواے دوک بانگ تیر باشد نہاشد عقل در اندیش محرم خود مندی نداردہ در و غا سود بجز غازی ملک شیر عدو بند بکھن ہم تیغ زن ہم کار فرماے</p>	۱۶۵۰
<p>۱۶۵۰</p>		۱۶۶۰
<p>۱۶۶۵</p>		۱۶۶۵

* ن : جمله تعظیم - † ق ر : هر دو - ‡ کنا: غر = نا آزمودہ کار پھلو = پھلوان —
 § کورا کور' بمعنی زرد زرد —

چو دید آهنگ لشکر های خسرو
 اشارت کرد تا فرمان گزاران
 که و ممشد ز حکم کار فرمای
 ۱۹۷۰ ز صیقل های صف ها یافت چو شن
 چغلیها زهر کے پر زور و کاری
 ز زینت و زینت بر گسختوان ها
 کماں ها چوین هلال اندر بلندی
 خدنگ انکس بمشقی اندر کماں دیده
 ۱۹۷۵ به تهر آراستن هر تیر سازے
 چو سهان سوره پنهان کرده آهنگ
 بلاے از نظر کم ناو کے خورد
 جہاں چوین شاه داری نوم* کرنے
 همه خنجرو پلا رکهای شاهی
 ۱۹۸۰ ز تیغ کینه تف بالا شتابان
 چو خط استوا شد هر خط راست
 سفان چوین قطره آبه صفا یافت
 چو یز نهزه سفان بنمود تاجے
 ازان رو سو بزرگی کرده چقمار
 ۱۹۸۵ فرسی بژی و کوهی و تباری
 حشم را چوین سلیم و آلت رزم

که آید دوس در دوسه دروا رو
 کفایت آهن تر تهب سواران
 سلیم و ساز خود را زهور آوازے
 که نفع از تهب هایش گشت روشن
 چو دای زهر گان در استواران
 دل پیغمده را نو شد تو انها
 یلان مریخ سانی در زور ملندی
 چو سی خوار حریص اندر مه عهد
 چو باز آسوز در تعلیم هارے
 رسوده خهل چوین هر غارت زنگ
 که زهن سو در شد و زان سوره در بود
 که بجهت از تن و بجهت تن از وے
 رسیده قابض از سه تا بساهی
 که مهر از وے گردن سوره تابان
 چو خط معور از وے کو شدن خواست
 عجب یهین نهزه بالا قطره آب
 فرورزان گشته برقی بو شهابے
 که سو ها خود کرده زو که کار
 قدر و باغ و کویک کوهساری
 مرتب گشت بهر چلبش و عزم

* کنا - گرم خوردہ - تا مفہوم -

سپک غازی ملک کین را کمر بست
 نهاز بقدمی را یار خود کرد
 برون آمد ز شهر فرخ خویش
 ۱۹۹۰ ظفر پر مایه شه چوین عادل از داد
 سپاه اندک وے نیروے دل پر
 ز جاے خود چو در جنبیدن آمد
 شتابان شد به تقدی سوره بد خواہ
 همنی آمد صف یولاد بسته
 ۱۹۹۵ به پیش آهنگ آن قلب معظم
 ملک دریا صنعت در صف دریا
 به بالای ملک مایه نشافه
 چو آمد نیک نزدیک علا پور
 همنی کردند سیر مایه انجم
 ۱۷۰۰ چغین تازاب خوی کهن بس دیر
 دران چو لانگه جیحون مسافت
 خبر شد جهج دهل را دران عزم
 بزرگان سه تان پیش دستی
 بخون گفتند کین یک سیر کم زور
 ندید انبوه مردم ز ا قیاسے
 ۱۷۰۵ همنی آمد بر سم زور ملهان

امید خویش بر تقدیر بو بست
 توکل را پناه کار خود کرد
 سوره هلدوستمان کرده رخ خویش
 زمین در لرزه شد چوین مردم از باد
 نه نیروے که گنجد در تصور
 ملایک ز آسمانش دیدن آمد
 درو نظارگی سیاره و ماه
 ز اقبال و ظفر بنگاه بسته
 ۱۷۱۰ ملک فخر الدول گشته مقدم
 خلف در پیش هم چوین موج دریا
 چو ماهی بر سر دریا روانه
 علا پور از سہابت شد بلا پور
 دوان مریخ پور از چرخ پنجم
 بحوض بہت آمد آب شمشیر
 محیط حوض شد جیحون آفت
 که پیش آمد به همجا غارتی رزم
 خلل دیدند در بنیاد هستی
 چگونہ باصف دهل کئد شور
 نکرد از پدی لشکر هرائے
 چو کر کے در شکار کو سفندان

* ن : صف - تازاب - مشکوک - کنا تے نقطہ - سپہ ؟

نہ مردم بلکہ ازہزا است این مرد
 اگر خنجر دہد ز انگشت شیوان
 و گو باشد ز ناخن خنجر شیر
 بباہد چشم زد زان شیر نکتہ شیر
 ہم او تن ہا تن خود مرہ کاریست
 بانداک قلب ... * آنکہ چنہیں تیز
 بہ ہشیاریش باید پیش رفتن
 کسے کانتد دل شیوان ز کردہش
 بہر جنگ مثل کو رخس بر کرد
 بلے ہنجا رہاے کار دارد
 چنہیں شطرنج بازے کوسمت درنہیں
 بچندین رزم صفا ہا کو دریداست
 دلیر و گریز + و فیروز مند است
 قضا در زہر آن دارد شمارے
 نگر تا چہست گردوں را مکافات
 چو گفتند این سخن را مود + دانا
 درین اثنا یکے زیشان بر آشنت
 گر او مرد است نے ما زن شماریم
 اگر خاک افکینم آن سویکان مشت
 ہمی باید گشودن خنجر کار

۱۷۱۰

۱۷۱۵

۱۷۲۰

۱۷۲۵

بہر انگشت خنجرها است این مرد
 بود شمشیر ہر موئے دلہران
 نہ زان ناخن کم آمد زخم شمشیر
 کہ او چشمے نزد از ذراک تہر
 ہمہں بر لشکر خویش استواراست
 ہون از قلبے او جاے پرہیز
 نہ غافل وار یا فرہیش رفتن
 نہاید سہل گہری در نبردش
 بگوچہ دہ تہن زیر و زہر کرد
 ہر آرد کار چون ہنجا دارد
 کند سر زہر شاہان را چو فر زمین
 بیویش زخم چشمے کم رسد است
 بلندہں راے و بعضہں ہم بلند است
 کہ او را داشتہ است از بہر گارے
 کہ او را دادہ استمیت ز آفات
 ہراسان گشت دلہاے توانا
 کہ چندہیں وصف دشمن چوں توان گفت
 کہ با چندہیں سپہ تابش نداریم
 زمین سان آسمان سازیم بر پشت
 کہ از خفتن نگردد بضت بہداز

بیک ہے چہلے رانہم بر وے
 کٹھہش خاک اگر دریاست فوجش
 چہ باشد در * دل دریا کہ خاک
 اسراں چارو ناچار اندراں عزم
 بدان آہنگ کز در آب انہوہ
 ہماں مرتد کہ کیش کافرہ داشت
 ازین سپہ ارچہ بودش جان بریدہ
 بھلہ خویش را پر زور می ساخت
 در چشمش کور بد در لشکر خویش
 بلے شخصے کہ در دل سست زوراست
 سوارے کز غرے باشد شہارش
 در آہن دل کند دل جوشن خویش
 سر خود پر دلے بر نہن بازد
 دلے کو آہنہیں نہود کہ جنگ
 چو تیغ پر دلس صیقل پزیرد
 چو تیر از زور دل گردد عطا گہر
 داراں حال آن بزرگیں را خبرها
 در سہ روزے سردان کار فرماے
 چو گشت آراسمہ لشکر بہ ہنجا
 مزیمت گشت محکم بر نہمت ہا

۱۷۳۰

۱۷۳۵

۱۷۴۰

۱۷۳۵

کہ تپلش ہے سپر گردہ بھک ہے
 بیاشامیم اگر طوفانست موجش
 کہ باشد پیش صرصر مشت خاشاک
 کمر بستند بہر کوشش و رزم
 شکست آرتد بر کویاں کہ کوہ
 بکیش ہڈہ وان سپہ سوی داشت
 دلش بد چون بٹے پھکان بریدہ
 بلاسی دید و خود را کور می ساخت
 ولیکن احول اندر لشکر پھش
 سوے خصم احول و درخویش کوراست
 نماید یک صف دشمن ہزارش
 ہزاراں تن شمارد یکتن خویش
 کہ او از آہن دل تیغ سازد
 نکیرد زنگ ہم بر تہنہں از ننگ
 بکھرد زنگ * اگر زنگش بکیرد
 خطا گہرش اگر نہود خطا گہر
 بفتراک اجل بستند سر ہا
 بندند از بہر ہیجا لشکر آوایے
 بہ ہنجا رہاے کہ ہست آرایش کار
 کہ خون ریوند فرکا ہے دایت ہا

* ن : ولے -

* کذا - لفظ چہت گیا ہے - † یعنی فریس و عیار - ‡ مردان ؟ -

شب ہندو نسب چون لشکر آراست
 بہم مہتاب و ظلمت شد شب آراے
 سلیم آراے شد خلقے ز ہر باب
 کہ و مہ در خیال بامدادان
 کرا در خاک سازند آشیا فہ
 کرا امروز سر مہمان است یروش
 کرا امروز دست و پائے بر جاے
 کہ امیں ہم نشین با ساسا این دم
 دریں سودا مشوش بود ہر کس
 مسافت در میان ہر دو لشکر
 و لہکن رہے جاہان بود و بے آب
 شاہ شب راہ مقصد پر گرفتند
 چو صبح تیغ زن خنجر پواروہ
 شب از خوردہی روشن یافت بازی
 سواہ تشنہ و بے آب و پوگرہ
 رسوہ اندر مقام حرب کہ قیز
 روان گشتند ہر سو کار داران
 نفیر چاوشان بر شد بمقوت
 صف پہلان چو صف ابو آزار
 نہ خون ہر پہل چون کوفہ باشکوہ

۱۷۵۰

۱۷۵۵

۱۷۶۰

۱۷۶۵

* ملم کی اویز تکی ہوئی ترک۔

نفیر پاسبانان سو بسو خاست
 چو خیل ہاندو و موسن بھک جاے
 گریوں شد ز دیدہ پیش ازان خواب
 کہ ماگردیم یا یک خواب شانان
 کہ باز آہ سلامت سوے خانہ
 کہ فرہا خواست کرد از تن فراموش
 کہ فردا ہر یک اذتہ در دگر جاے
 کہ فردا خواست گشت جمع ما کم
 کہ شہ جنبش دیدید از پیش و از پس
 قیاس نہ کرورے بود کم تو
 بسان روزے بہدایان سہہ قاب
 سوے مقصود کار از سر گرفتند
 جہاں خفتان زریں در پواروہ
 چو قلب کافر از شمشیر غازی
 دران گرد از خودے خویش آپکور کرد
 ز آب تھڑ شمشیر آنس از کھیز
 کہ آرایند صف ہاے سواران
 ہم ہارا بہ گردوں رفت سنجوق *
 ہر ادرے برق حملہ پاک رفتار
 پور پر گستوان چون ابو بر کوفہ

۱۷۷۰

۱۷۷۵

۱۷۸۰

۱۷۸۵

برہ پشت پیل توکان تیر در ششت
 پس پہلان سواران صف کشیدہ
 نزدیک صف بلکہ صدسہ گران سنگ
 میان قلب مرتد چتر دوسر
 ہمہ خان و ملوک اندر چپ و راست
 سلیم و ساز ہر یک خسروانہ
 ز بانگ کوس گردوں رہ نہادہ
 گرفتہ قیزہ پر کف پہلوانان
 جوافان کردہ ترکش ہا پر از تھیر
 ز ہر سو لغل تکبیر سی خاست
 جدا صف ہاے ہند و ز اہل ایمان
 فرس ہندی و رات تھڑ ہندی
 ہمہ "برسپاد" گبران پر زبان ہا
 بدوچ آن ستان نعرہ زنان تھڑ
 بدانوت تھڑ در نعمت سرائی
 پراو ہر یکے پر پشت تیزی
 سر و سپاہ پور ہائے چوانگشت
 پوزیائی جہالے چون شب سلخ
 ز نقہ برہمہ ابریشہیں پوش

۱۷۷۰

۱۷۷۵

۱۷۸۰

۱۷۸۵

چو کوفہ کو بہ پشت کوفہ پنہاست
 بجوش از پشت ماہی قف کشیدہ
 کہ صخرائے جہاں زیشان شدہ تلک
 تہ چتر * سما روغن خوردہ تر
 بستختی در نشستہ از بے خاست
 ز آہن گشتہ دریلے روانہ
 دلے زان رہ بلا و قندہ زاندہ
 دعا بر سال و جان رقتہ خوانان
 بر ایشان ہر دریغ اہل عالم پھیز
 چنانکہ افغان ز چرخ پھوس خاست
 چو گرد بختل ز آثار کردمان
 برہمن پیش کز ہندو پسندے
 ہمہ دیباجہ بت بردہان ہا
 چو طدل کندی را با حفص کلقتہ
 سرور از مردے و جنگ آزمائے
 چو دون آنس اندر گرم خھڑے
 چو خطے رشت پر دیکر خط وشت
 کہ دیدن چو عہش غمگینان تلخ
 حریر و بہرمان افگندہ بردوش

* سوارخ = کلاہ ہاراں - خوردہ = گھانس - † ن : نعمت

‡ انگشت = جلی ہوئی لکڑی۔

بعضر آلوده ههکاپه گند
 فرشته بر سر هر یک بلا جوے
 بدان گیوان مرتد 'مرتد' گول
 بجان دادن سیه دندان از برگ
 اجل دندان سپید اندر درون شان
 جهان لشکر آتش وار سرکش
 در آمد صف دهلی یک طرف تنگ
 صف غازی ملک شد فوج بر فوج
 صف دهلی چو آن صف را نهان دید
 قوی شد زین گهان دلپای ایشان
 بجوالت شد سوار از هو کرانی
 چنان راندند تند و تند و پک
 چو ز انجا پیشتر راندند اسوار
 چو لشکر دید شد گشاده جوشان
 سپه یکسر سلاح جنگ برداشت
 بدان قوت که اندک لشکر پیش
 بهک پی حمله کردند چو یاک
 هنوز این صف بدان صف نارسیده
 ملک غازی ستار چیدر عصر
 به پیش آهنگ فرزند سرافراز

۱۷۹۰

۱۷۹۵

۱۸۰۰

۱۸۰۵

* ن : تیرو مند -

عبور و مشک در گلشن فکند
 عزاییل از پئے ایشان دعا گوے
 ز بهر جان سپاری داده تقبول
 بلے دندان سهه کرده که برگ
 که دندان لعل گرداند ز خون شان
 همی جفتهید چون طوفان آتش
 ز دیگر سو برآے قلبه جنگ
 چو دریای که بیرون بگند موج
 گریز و عجز دشمن در گواں دید
 که ماما جمع دشمن شد پریشان
 سبک شد بهر جوان هر گوانے
 که در راه درست آب شغب ناک
 پنا که گرد یک فوج نمودار
 چو باران تند چون تندر خروشان
 بر سم پیل مال آهنگ پر داشت
 چرا هرکس نکیرد غارت خویش
 که زلزال بلا در عالم افتاد
 که پیدا شد جریده بر جریده
 که بودش هم عیان هم فتح و هم نصر
 چو شهبازے سوے مرغان به پرواز

۷۷

۷۷

۸۷

۸۷

ملک بهرام ایدیه در صف خویش
 بهالدین ماک دین را آمد هم
 علی حیدر شهاب الدین هریک
 دگر گردن کشان و نام داران
 بهر جا فوجپای سخص بسته
 ستاد جوق جوق اندر چپ و راست
 چو قلب دهلی از پیش اندر آمد
 ز هر سو قلب غازی فوج در فوج
 بهاریدن در آمد تیر د لک روز
 بر آمد بر تو یا گرد تاریک
 بهر سو چند مریخ کمان گهر
 قرانی کال دو اختر می نمودند
 صیریر تیور گشاده ارغنون ساز
 چو نهر پر دلال زن نغمه نے
 کمان کو خم زن اندر کوله چوئی
 نمود اندر نظرها در چلمان راغ
 پر کر گس که می زد ناله زار
 ز بالا کر گس از بهر خور خویش
 ز چشم و هل که خورد آن مرغ عاقل
 یعنی کرد از درون نارک دو سوراخ

۱۸۱۰

۱۸۱۵

۱۸۲۰

۱۸۲۵

* ن : سپدن

گهے ز آتش جهان سوز از آف خویش
 بسے شهردان لشکر نامزد هم
 یکنانه در دو روی تیغ هر یک
 بجان نسله بجای تیور باران
 بهرم جان سپاری رخت بسته
 که کے زان سو ملک غازی کفد خاست
 خروش جلبش از لشکر بود آمد
 مستحوط این سپه شد موج در موج
 ز پر تیور پران تهره شد روز
 فلک شد بر سپاه از ریگ باریک
 هلالے را توان می داد با تیور
 ز دل خون و ز تن سر می ر بوندند
 ز تلها می ستر جا نها با واژ
 جگر های کهایش داده هم
 باستهزا تواضع کرد کونی
 هوا از پر کر گس چون پر زاغ
 صلا می داد کر گس را به سردار
 همی آمد بهجهان پر خویش
 دلش پر چشم گشت و چشم پر دل
 ازین سو در شد آن سو جست گستاخ

۸۱

۸۱

۸۱

۸۱

* ن : سپدن

بدان خون کامد از پوکان ناوک
 بہ پشت مرد روی کینہ ہر سوے
 گمان رفت از درخش تیغ در مشمت
 ز شمشیرے کہ ہر یکا سیر می زد
 نظر از رخس خنجر خیره می شد
 سدان جاسوسگی ہو دیدہ می کرد
 برہلہ در جگو می رفت ہر نے
 بہ نیوہ مرد زان سان سینہ می خست
 مبارز کاو بہر تن نیوہ می داشت
 بسا پہلو کہ بوتش بود در میغ
 ولے یا گبر و ہندو بود کینہ
 اسیر صید قتل پہلو جنگ
 بر او زد شہ سوارے زخم کاری
 دران دم گفت من میر گرانم
 برہم پیش رزم آراے کشور
 ہندوز این گفت و گویش پر زبان بود
 بریدندش سرو بردند در حال
 ملک زان جا کہ می دانند حد مرد
 فرض اعظم ملک غازی چو در جنگ
 گره بستہ برائے قطع ہر تاخت

۱۸۳۰

۱۸۳۵

۱۸۴۰

۱۸۴۵

* ن : پے -

تواند آشنا کردن چکاوک
 کمان را پشت بود و تیغ را روی
 کہ محرابیست یا معراب زرتشت
 شعاع تیغ ہم شہشیر می زد
 جہاں در چشم مردم تیوہ می شد
 ہمد زخم زبان پوشیدہ می کرد
 پنخون پوشیدہ بیرون می زد از روی
 کہ بید سرخش از نیوہ می جست
 میان استخوان نے نیوہ می کشت
 کہ مومن سوے مومن چون کشد تیغ
 کہ خون می بیختش غریل سینہ
 بھملہ کرد سوے لشکر آہنگ
 شکار شیر شد شیر شکاری
 ملک غازی شفا سد گز سوانم
 مگر جان بخندم کا یمن شود - و
 کہ فوجے زد برو کز ہر کراں بود
 بدرگاہ سپہ ہار عدو سال
 برون از حد تیغ حال ار خورد
 محل دید از بڑے سیر آہنگ
 بیک حملہ صف دشمن بر انداخت

۱۸۱

۱۸۱۱

۱۸۱

۱۸۱۱

شکست اذہر جہاں لشکر افکند
 شد از مومن بگردوں بانگ تکبیر
 یکے † گویاں ہو در بانگ ہو ہو
 سیک رو موند از ‡ ار عسی بہنگام
 دران صف سپاہ و زرد ہو سوے
 چنان سودا و صنرا در دل مرد
 چو سرتک دید از ان سان در تپاہی
 عیان زد روئی تافت در حال
 کہ رفتن سے خانہ ہم عیان بود
 یکے ہوسف کہ می زد لاف گرگی
 نمائد آن صوفی آزاد ہم سواری
 دگر عارض کہ بد شکل گوارش §
 نو قاف از نام او یا بہر گشتہ
 دگر آن یک لکھی مردود گہماں
 برون شد لشکرے ہمچو کہ قاف
 سہہ پھش و ملک غازی امت ندریس
 دران می رفت از ان فوج خطر ناک
 ملک فخر الدول با فوج خود پھش
 چوشستش در کشاکش بیلکے شد

۱۸۵۰

۱۸۵۵

۱۸۶۰

کہ در پیشش سہ و اختر سرافکند
 ز گہوان بانگ "ناراین" ہو گیر
 سو کو را ہوئے بر ہرے از یکے گو
 زردی زد ولے زردی سپہ قام
 سپاہاں زرد رو زرداں سپہ روی
 چوا رویش سپہ نبود رخس زرد
 بزورے خویش زردی و سپاہی
 دگر چندے سپہ رویش بد نیال
 کہ ہر سہ از سپہ روئی دخان بود
 ز دم ہائے دروغش بد بز رگی
 کہ کم کردش چہمید بخت یاری
 لقب شد شایستہ خان قرقمارش
 کہ آن سر حرقت قبر و قہر گشتہ
 کہ او گشت از قضاے بد قدر خاں
 کہ ہر بازش ز سپہرفے زدے لاف
 ز آتش شعلہ و خر منے خس
 صفے چون پیش صرصر خار و خاشاک
 نہنگ و ازداہا افکندہ دراکیش
 یکے زو شست و شست ازوے یکے شد

* ن : مہر - † (کذا) مشکوک غالباً یکے گویاں سے موحد مراد ہیں -

‡ (کذا) ک : از مہش ؟ - § ق ر : گنوار (ہندی لفظ) -

۱۸۶۵ بصلہ ہر طرف کھلگ می کرد
 بہر تھرے کہ جست از شست منصور
 ظفر ہم گفت چون دہک آن دہادہ
 گریواں قوم کفر و جمع کفران
 پلمتانی کہ چون آہو دریدند
 ۱۸۷۰ نہنگ آہنگ و از درہش سواران
 بسا بر دل نہنگ از تیغ کینہ
 شدہ پهل از خدنگ عرفہ سوزار
 ز پهل آویختہ ہر پیلبانی
 ز دیگر پیل باناں چہد و تعجیل
 ۱۸۷۵ نمی زد پیل را چنداں کسے تیر
 کہ گر دست آزمودے کس برانہا
 ز پیلان گشتہ شک یک پیل جنگی
 چو مرتد خانخانان روے بر تافت
 ملک فخرالدول بود اندران پے
 ۱۸۸۰ و لیکن چتر و پیل افتاد پیشش
 وہ و دو پیل و چتر لعل آن خس
 گرفت و سوے فرساں دہ رداں کرد
 چو برد آن جملہ در پیش سپہ کش
 بکیتی ہر دہش فتح گراں باد

جہاں بر قلب ہ دشمن تنگ می کرد
 ز چرخ آرازی می خاست از دور
 زہے دست و زہے تیر و زہے زہ
 نہ اینجاش اسن و نہ انجاش غفران
 بہر رخنہ چو موشاں می خزیوند
 دواں بیدست و پامانند ماراں
 کہ سر در دید چون باخہ بسیئہ
 بساں خار پشت و پشتہ خار
 تن آریزاں و بیروں رفتہ جانے
 کہ در سوراخ مورے در خزن پیل
 کہ گاو آید مگر بہر چہانگہر
 فعداے کوہ بر کوہ از کرانہا
 کہ بد حملہ فراخس گاہ قنچی
 عنان ہا ہر کسے سوے دگر تافت
 کہ بر گیرد ازاں فوجے گراں پے
 دروین مصلحت کم بود پیشش
 کہ مانند از قزق کیواں چہخ اطلس
 زحل را زہں خجالت فانواں کرد
 سپہ کس گشت ازاں فتح گراں خوش
 گوانی از دل او ہر کران باد



حدیث بخشش جان و نوازش از ملک غنی
 مسلمانان دہلی را بہ لطف بے حد و بے سر

۱۸۸۵ بہر سو دم من از پیروزی بخت
 ملک غازی کہ فتحش ہم عنان بود
 جوابم دان کز پیروز سندی
 ز بعد شکر یزدان شد براں عزم
 ۱۸۹۰ وے آن جانب شد اقدر کار سازی
 دگر جانب مسلمانان دہلی
 چن آن بعضے کہ ہنگام زنا گیر
 کفہ شاں شست تیغ کس بخوبی
 ۱۸۹۵ دگر بعضے ز ریح و تیر جستہ
 دگر بعضے ز ہہبت گشتہ مسکین
 بدرگاہ ملک در می رسدند
 بہ خجالت پیش می رفتند غم ناک
 سواران ملک غازی ستادہ
 ز باقہا شاں چو نوک نیوہ در طعن
 یکے گفت این ہمہ کفران سکالند
 ۱۹۰۰ دگر می گشت کاخو اہل دین اند
 دگر گفت اے نہک خواران بد عہد
 دگر از طعن گشت ایقان چہ کردند

کہ اے راگ آواز پیروزہ گوں سخت *
 خبر گو بعد فہروزی چہ ساں بود
 چو شد غازی ملک را سر بلندی
 کہ آید سوے دہلی از پئے رزم
 کہ ک یگر پے شون در تیغ بازی
 کہ بشکستد ہا خانان دہلی
 شدند اندر و غا مہمان تقدیر
 و قال السیف متعاء الذ نوب
 ہمی آورد ہر کس دست بستہ
 نہ در تن زور وے دو سینہ تسکین
 ز عتو و حشم او ہر + می رسدند
 ہمی سوزند روے عجز پر خاک
 نظر بر لشکر دہلی نہاں ہ
 کہے دشنام گفتند و کہے لعن
 کساں در قتل ایشاں بے وبالند
 نشاید گفت بد گرچہ چہن اند
 چرا کم بود در حق نمک چہد
 نمک دردیگ رفت اینہا چہ خوردند

* ق ر : تصف - ق ر : تر -

۱۹۰۵	دگر می گفت کاہ کار زارے دگر می گفت هست آن مذنب بخت دگو گفت ار نباشد پے پے جنگ همی گفت این چلموں از پیش واز پس ملک بر کرسی دولت نشستہ همی آورد هر کس حاصل خویش اسیر و اسب و مال و رخت و کالا خزاین می دید اشتر بر اشتر گران گنجے چو دریا بے کرانه صنے پیلان جنگی وا گزیده گرفت احرام خدمت گوئی از دور بسه صدوق ها پر تنگ و زر دو مهل از صدق آن نقد طرب ناک قباء چوخ زر بنمت و مرصع کله یکتا بسه صدوق مسلول کهر هاه که گوهر هاه از اسید طرایف کاید از فرمان گزاران ههم چندین متاع بادشاهی خدا داد آن خداوند غذا را چنین باشد فتوح آسمانی کسه کش ز آسمان یک در کشاند
۱۹۱۰	نیاید ز امل دهای هیچ گارے کسه با آن نکرد است کوشش سخت دلور کے شوہ سرد کم آہنگ سختن زانسان کہ باشد رسم هر کس سران در پیش دستی دست بستہ بخاصاں می سپردے واصل خویش زد و سیم و در و اولوے لالا قطار اندر قطار از گنجہا پر کہ مالا مال شد دشت از خوافه ز ساران از در ایشان گزیده صفا و جو قمییس و مروء و طور کہ بکشائی اگر صدوق را سر پر زریں دمک ہر بیضہ خاک سوام و زین زرین و ملمع بپوشش صحت ده ماہ معلول بغور چشم خون پرورد خورشید ز بہر تاج و تخت تاجداران کہ بود آثارے از فضل انہی کہ در خور یہ غزاهش این جزا را کت از جائے رسد کل را ندانی ز هر سو صد ہر دیگر کشاند

۱۹۲۵	سپاہ منہزم چون از کم و ہوش ماک زان جا کہ رسم سہربانی است بر آن قوسے کہ بود افتادہ در زیر بفرق خاص ر علم و مہتر و خرد غم ہر خستہ : نا افسوس می خورد کسه کو داشت رسم نیوہ و تیر همی ہر خستہ کش بون جائے ملک ہر باز از وے یاد می کرد اگر چش جان علماں تا بندہ می گشت بیلے آن کش کرم پرسش نماید ملک گوئی کہ روح الہیہ بد و بس سران را خون بسر تیمار می داشت ملک والا تیر کز اول جنگ بعمہ † زخم کاری خورد چندان بدان بودند بدخشہان فا ورد بصحت سر ز نندش ہم چو حجاج تورشان گفت حاجت نہست تہجیل ولے بایک مرا پیش ملک ہرد گر او خواہد ازان خویش کردن بدین گفتش سر اندازان اقبال
۱۹۳۰	شکستہ بسعد حاضر گشت در پیش بر آئوں بزرگان کار دانی است چو خورشید قیامت قاب شہشیر بسان ابر رحمت سایہ گسترد ز بہر کشتکال افسوس می خورد بغم خوردن نمی کرد ند تقصیر همی شد دم بد م مرہم رسالے بہ پرسش جان او را شاک می کرد بدان پرسیدن از سر زندہ می گشت بدان حد کے رسد کس پرسش آید کہ دم می داد و می شد زندہ ہر کس دواہا بر تنی افکار می داشت بہ پیش آہنگ لشکر داشت آہنگ کہ بے خون یافتندش روز سہان کش از هستی گفتند افہر زان فرہ بوند اسپ و سلاحش را بتا راج کشندہ کشتلی گیر ند بے فہل کہ سن مرد بزرگم نیستم خرد شہا را بار خون نبود بگردن رواں پیش ملک بوند در حال

* کذا - تانیہ درست نہیں - غالباً کتابت کی غلطی ہے - † کذا - ‡ ن : یہ جملہ -

<p>۱۹۴۵ چو نهدش در چنان حاله سیه‌دار رهانیدش ز خنجر هائے خوئی درون بارگاه خویشش آورد بعزت کرد انسون تکیه گاهش بدست خود جراحت هاش می‌بست</p>	<p>دروفش زان جواحت ها شد افکار خریدش باز ازان جائے زبونی بسے نزل و نوازش پیشش آورد فرو پو هید دامن بر گناهش دواها بهر راحت هاش می‌بست*</p>
<p>۱۹۵۰ بعکبه پیش خویشش داشت معذور دانش دان و بجان بخشیدش جان داد بریسان دیکوان را نیز بهسار چو هر بجزروح را مرمهم رسانید سپه را دان انعام و مواجب چو پیش از واجب آمد بدل کارهی</p>	<p>دے از تکیه گلا او نشد دور ازین په بخششے خود چون توان داد نوازش کرد پیش از قدر و مقدار دوائے جان هر در هم رسانید به بخشش واجبی افزون ز واجب ز واجب پیش بخشه کرد کارهی</p>

پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از جا
ز بهر قلع گهران نے بغائے مسند و افسر

<p>۱۹۶۰ چو شد یک فتح یار شاه غازی ظفر گنغش که اے شاهنامه نو بدین مؤده روان شد صاحب تخت سپاه در منک و چوره و سخت میان کو کبه با قوت دل عملداران عیشش محترم دای</p>	<p>شده فتح دگر در چاره سازی سلم همراهت ایزنک هان روان شو که بستاند ز بدخواه افسر و تخت سرے فیروز مند و صاحب تخت روان شد همچو مه منزل به منزل رقیبان سپهرش مسند آرای</p>
---	---

* ن: سخت -

<p>۱۹۶۵ مسیحش در دعائے زندگانی فرشته کو خلاص بیئی آزاد قضا می بست بهر مایه نو قدر می کرد در دهر ملهع زمانه زین طوب در ناز می شد به همت عقل کل می خواست آنجائے فلک می کردش از هون الهی</p>	<p>خضر هم رهنمائے کام رانی خلافت را بدانتش مؤده می داد سویو ملک را پیرایه نو قبائے چرخ راز انجم مرصع در دولت ز هر سو باز می شد که شاگردی کند در پیش آنرایے مبارک کباب تخت یاد شاهی</p>
<p>۱۹۷۰ ثوابت هم دران کوشش که گویند ههی کرد اختر از عقد ثریا زحل خود لاف مولائی همی زد همان بو جهنم بر امید تشریف رهش مریخ نیو از خانه می دند ههی گشت آسمان را آفتابش</p>	<p>ثبات دولتش را مؤده جویدک نثار تخت سلطانی مهیا نام از اقبال لائی همی زد بدانش خطبه می کرد تصنیف بفتح او حمل را شانه می دید که سکه من شوم بهر خطابش ههی کرد از برهشم قول نو ساز</p>
<p>۱۹۷۵ عطارد شغل انشا خواست می کرد مهس کارگشتر یفش نیم کار است هوس می پخت اکلیل ذلک هم ظلال چتر هم در چرخ رو داشت ههی دیدند قاج و تخت جمشید بدین آثار اقبال جهان گیر بهر سوے ده و معموره معمور</p>	<p>بدان امید طغرا راست می کرد بختصر یار گشتن می نیار است که افسر من شوم بز فرق این جم که ظل نور روزان آرزو داشت جهال شاه نو در خواب امید ههی آمد ز تخت راست قد پیر زن در مرد ایمن و مستور - ستور</p>

نه بيم اندر دله ز آسيب خفتبر
 نه بھکاری کشيد از ده سوارے
 شے را گر رېون از خرمنے مرد
 همه کالا بقمهت من خريدند
 ز پالم تابه هانسی و ديدنه
 بصحراها ستر و گوسفندان
 ستر يك لك آن غله جويان
 ملك را كار دارانے كه بودند
 ملك گمنا كه گرش صدلك است اين
 علی حيدر هم از بهر خدا را
 بفاميزد زه عدل و زه شاه
 و زان جانب چو مرده خاں خانان
 جهانے قلب چو دريا ز چو ميغ
 همان صوفی كه خود راصفاشكن خواند
 دگر خازان لشكر دار و سرکش
 ملك فازی كه زك يك قطره آب
 چنان برباك رفت آن جهش منقوش
 فتاد آوازه كو افدك سپاهی
 بھك جانبش كه آن پرخاش گر كره
 بگيتی گشت بلغا کی پديدار
 ز هو سو ره زن آمد در شر و شور

۱۹۸۵

۱۹۹۰

۱۹۹۵

۲۰۰۰

نه کس را غارتے ز انبهه لشكر
 نه کس کا ه رېون از كشت زارے
 شد از هيبت رخس چون كھزبا زرد
 بزمين ساں ده به تهوی می بریدند
 چو آهوه حرم ميش و نرينه
 ز فصب آزاد و غاصب بسته دندان
 پر از غله همی رفتند پويان
 بخش لك تلمه حاصل وا نمودند
 نگيريم چون حرام و در شك است اين
 بسوه حق نهون اين ماجرا را
 كه يارب شاه عادل جاودان باد
 عمان بر تافت از مطلق عثمانان
 فرو شه درميان قطره قبيغ
 هف فازی ملك را دهه و در ماند
 كه بقصف هاه شاه چون كوه آتش
 بمرد آن كوه آتش را نف و قاب
 كه از باد قيامت هين منقوش
 بزك فازی ملك جو قلب شاهی
 سزان ملك را زير و زبر كوه
 كه مردم هر زمين در رفت چون مار
 بهر راه روند شد كرو كور

به هر جا نعله هاه خفته برخاست
 ره افتادن گرفت از هر كران ها
 درون شهر هم هوه در افتاد
 پدھلی لشكرے كا فزون ز حد بود
 چو بشكست اين سواه از رود پر زور
 چو زان چايك سواران سر انداز
 همان آوازه لشكر شكستن
 اگر چه از تھغ و تير زور ملدان
 و له چو دور ماند ارجه اندے
 خصوصاً بشكند چو لشكرے پر
 عزيز خویش هر كس ياد می كود
 يكے در فرقت فرزند فالان
 پدر بهر جگر گوشه يتاپاك
 بشهر آمد پديشان خان و سالار
 چو باكے كو وزد روز خس نه پيدند
 سزان تيز رو بز پشت تيزی
 به تيزی هم چو پيكال می رسدند
 رسدند الغرض چو بر عرض تير
 حسنی + چو ديه چندان تهرے زور
 ازان سهم آمدش در دل خراشه

۲۰۰۵

۲۰۱۰

۲۰۱۵

۲۰۲۰

بلا ك ديوانه بيم آشفته بر خاست
 بماند از راه رفتن كزبان ها
 بهر يك خانه هوه ديگر افتاد
 ز هر خانه سوارے قام زه بود
 چو دريا شهر دھلی گشت پر شور
 نهامد بعضے اندر شهر خود باز
 دل خلیقے نكند اندر شكستن
 مسلمان را نبرد آزار چندان
 بود در خانه دلها را گزندے
 بهر كو صد در افتد در تحير
 ز دوری د سبدم فریاد می كود
 يكے بهر پرادر دست مالان
 دل مادر ز سوادے پسر چاك
 ز خجالت بازوے پيكار پيكار
 چو آبه نأيد و وايسی نه پيدند
 چو تير تيز رو در تيز خيزی
 بشرم از پشت پيكال می كشيده
 بسوه مهر بد كيشان غرض گير
 كه ياز آمد عرض را كرده بے هور
 كشيده آه ز دل چو شور باشه

* ق ر: عرض = شمار - جائزه - كذا مشكوك - هور = نصيب -

۲۰۲۵ دانه بشکست و جاننش نیز بشکست
 قرار انکر دل بی قاب می جست
 چو پسته در لب خشکش زبان خشک
 ازان حیرت که جاننش داشت قاپی
 زبان می خواست تو کردن بگفتار
 پس از دیر که خود را یافت باخویش
 بصیرت گفت چندین لشکره پر
 ببری بر زمین و ز آسمان کم
 ملوک کشور و پهل صف آرای
 کرا در دل فعد زمین سان زنا گیر
 خدنگ انداز چندین با زها ده
 چه شد کاین شهر مادر خورده نیست
 نجم از سیمه گر هست بد روز
 بدی گر خاتم ملکم سزاوار
 مرا چون نیست این فیروز در مشیت
 چو خاتم را ز من آن سره غازی
 من از خاتم شوم زمین سان که حالست
 گرم روزی بدی فیروزئی بخت
 چو فیروزی بران سو را نیست آراست
 علم های سهاه و لعل این شهر

توان در استخوانش نیز بشکست
 ز سوز سینه دم دم آب می جست
 دهانش خشک لب خشک و زبان خشک
 نهی آمد به باد امش هم آبی
 نبود آب دهانش با زبان یار
 سران ملهزم را خواند در پیش
 که صورت کرد نتوان در تصور
 که شد زهرش زمین چون آسمان خم
 مهان رزم ساز از تیغ و از رای
 که چندین میر میرق از یکسیر
 ز یک تیر ارفقه اندر ده ها ده
 صف هلی است آخر خورده نیست
 ز خود و نجم که بختم نیست فیروز
 شدی در جنگها فیروزیم یار
 چه سودست از گرم چون ختم انگشت
 بد نیرو می ستادن بی نباری
 رسم در خنصر آن جم محفل است
 شدی پاهم برهن فیروز گون تخت
 کبودی بالضرورت خول ماراست
 ز خدنگ بد دلم شد فیلیگون بهر

* ن : تف - ک : چه سودست از کفم خاتم در انگشت ؟ - ن : عمل های -

۲۰۴۵ چندین مصری که کردن شایده مهل
 چون این رنگ آمد از چرخ کبودم
 همه ز نگار تیغ از چرخ شد دور
 نه این خجالت مرا از تیغ خویش است
 زه خجالت که در عهدهم بمبارد
 مگر رسم ز نل ناگه بر آمد
 مگر کیمضو آمد بیرون از غار
 مگر پولاد وند معجز است این
 مگر شه حیدر کور زنده
 مگر بو مسلم موک از زمین خاست
 اگر چه او هست سارا دشمئی سخت
 بود گر جان من ایمن ز قاراج
 ز تخت و تاج بی پیوند گویم
 ولی رسم است کان کو افسر آراست
 چو سایه کوب بر سر چتر چون میغ
 چو شیر از دم علم بر سو بر اقراحت
 ز شاهان خسته ایمن هر کس و بس
 کزوں چون نیست از دشمن رهائی
 همون را باید این کار گران کرد
 ازین گفتار خسرو خان بهما سخ

ر فرعون چو من زد جامه نیل
 ز رنگ خود چه رنگ آرد وجودم
 ستم ز نگار چرخ از تیغ من نور
 که از تهر سپهر سست کیش است
 سوار لشکره زن شد یکم مرد
 مگر بهژن ز قعر چه بر آمد
 مگر ضحاک جست از حلقه مار
 مگر روئین تن و روئین دژ است این
 که از رے شد و غا را کار زنده
 ملک خاقان ملک زاد از کهن خواست
 هم انصافش دم زان زوروزان بخت
 خردش بد هم هم اورنگ هم تاج
 بکنجه از جهان خرسنگ کردیم
 ز بهر خنجرش باید سر آراست
 سر ایمن کے بود از سایه تیغ
 سرخود بایدش در پای دم ساخت
 ولی شاهان نه خسته ایمن از کس
 بهاید کرد کار پادشاهی
 که مارا زمین بلاها بر گران کرد
 چو شد غازی ملک را فال فرخ

* ن : باخت -

<p>۲۰۶۵ فلک گفت از پئے هالم نوازی ز چرخ انجم سربر آرای او باد</p>	<p>که شد غازی ملک سلطان غازی سربر چرخ ز یز پائے او باد</p>
<p>سخن در رای بد رایان و یاران * بد خسرو که آن گه راه را بردند † سوه گمراهی رهبر</p>	
<p>۲۰۷۰ بجای رای دانا را بود نور چو رای از تیغ بازوی نهادن هزیمت گشتگان را رای و تدبیر گر بزنده که فہود دل بجایش بہای لنگ مرکب کردن چوب نہاند ہیچ صیاد ہذر دام غرض القصہ خسرو خان بد روز</p>	<p>۲۰۸۵ کہ فہود سایۂ شمشیر از دور گرانی در قرار زوے نہارن بود بعد از خلل بر گردن تہر چگونہ دل بجای آید ز رایش بس آوردن سوه زور آوران کوب نہنگ پختہ را از رشتہ خام ز بون شد چون ز کشور گیر فیروز</p>
<p>۲۰۷۵ بسے نالہ ز بخت خویشکن کرد بس آنکہ پیش خواند اہل خرد را طریق مصلحت را ساز پرسید سران ملک ہہبت خوردہ رزم یکے گفتا کہ حد بستن صواب است</p>	<p>۲۰۹۰ سے باہدے مان ترک سخن کرد ز خاطر بخت بہرہوں نہک و بد را صواب از رای ہر یک باز پرسید شد قدس رهنہوں در صلح و در حزم کہ دل مستکم یہ از تیزی در آب است</p>
<p>۲۰۸۰ ہمی گفت آن دگر کس فیض گارے فرستیم آن طرف دانندہ چند کہ در آرائش ہنجار کوشند</p>	<p>۲۱۰۰ بہایہ کرد با اندیشہ ہارے † نہودار غرض را نکمہ پیونہ دو سوه اندر صلاح کار کوشند</p>

* ن: ایان - † ق: بودند - ‡ ن: کارے -

<p>گر آن سرکش در آرد سر درین کار ز ہائسی ہرچہ زان سو عرصہ داریم</p>	<p>کہ از راہ رضا یا ما شود یار ہمہ در عہدہ گارش سپا ریم</p>
<p>۲۰۸۵ شویم آسودہ دل زہن کار سازی شویم ایمن بدین تدبیر و تمہیز دگر گفت از سر رعنائی خویش چو مارا عجز حال ما ز بون کرد چو کار افتاد و کار افتادہ گشتیم</p>	<p>ہم از شمشیر کافر ہم ز غازی ازان کافر کش و زان کافران نہز کہ چندہ اقرار بر رسوائی خویش سلیم * مردہ را نتوان فسوس کرد بسپیل تعدد بار افتادہ گشتیم</p>
<p>۲۰۹۰ چہ جوئم از کسے در کار ہاری کسے کو زد باندک لشکر خویش جہانے لشکرش چون گشت ہمدست نشاند اقبال و بخت با فراغش نیاید تا سرش در سایۂ چتر</p>	<p>کہ بر ما سی زند شمشیر گاری جہانے را بزور یکسر خویش بہنجار و فسوس زو چون توان رست خیال باد شاہی در ہ ماغش کجا سر قاید از سرمایۂ چتر</p>
<p>۲۰۹۵ بتعدی سی رسد انکہ شتابان ہافسونے کہ خواند مرد دم ساز بود چہلت ز بونان را ز بون گہر بکشت سبز چون بد خو شوک پیل چو باد تند رو در چنبد از دور</p>	<p>چو سپیل تند کوا اندر بیابان چلیں تند از دہالے کے روں باز ز ہرک گل نسا ز تک اسپر قیر بہتہش کشت بان را چیمست تاویل چراغ از زہر مقفع یکے دہد نور</p>
<p>۲۱۰۰ چو باران از هوا ناوک روان کرد حریفے گر بود با چیر گی جفت بشطنج ار یکے بازی فرہ کرد</p>	<p>بدرج کافتہن چون رو توان کرد بزر چیر گی با یک سخن گفت فرو تو کردہ ار ترسان شود مرد</p>

* مارگزیدہ -

چو کار افتد کہ باید نقد جان باخت
 همان پر دل کہ زین سر می رسد تہیز
 نہ بر جان لڑوہ کرد و نہ بر اسباب
 نہ تہا کرد چون شہراں - ہاں چست
 چو او برداشت توغ لا ابالے
 کثوں مارا ہم از دروازہ غیب
 پس اہم را صبا کردن بدان سوزے
 چو تو بر مسند شاہان نشستے
 علم پھروں کش و زانیوں ہروں آے
 کراہ بکشا گوت در سہنہ عقدیست
 چنان زن بر سپہ موجے ز پرتاب
 زڑے را کافتاب عالم افروز
 شہاں را گو چہ گنج افروز باشد
 ماہ کار چون ناید بکارے
 بدہ گلچے کہ ہے + انفتختہ تست
 چو شد بازوے لشکر آہن از زر
 گوت فتح الہی یار باشد
 وگر ہو عکس گشت آئینہ کار
 تو برے دادہ باشی ہر چہ زان کام
 یکے بود این و دیگر آن کہ بارے

۲۱۰۵

۲۱۱۰

۲۱۱۵

۲۱۲۰

* قر: دردہ - دیوہ = حصار - + انفض = سرمایہ - + قر: نہ مانہ -

کہ ہست آئین زرکار پیش و از پس
 کسے کاٹھنہ در سونہ دارک
 ہمہ آئینہ کش گیرند در مشمت
 زر از آئینہا را بد نمودے
 ہم اندر آئینہ ز انصاف بلگر
 ہر آن آے کہ خواہی دست از دست
 چو آبست آن کہ سہمت ہو کف آید
 حق را گند این گفتار در گوش
 رخ از داروے تلخ از چہ ترش کرد
 بقاموسے کہ دانندش کسان دل
 علم فرمون ہو انجم کشیدن
 درون سوش از چہ پالں بر شتر بود
 بسان حقہ سیماب در طرز
 چو گھش تہر ہو از بخت سنگھوں
 چو ماسی ہوہ نفس از بہر کارش
 خوہ او در دہلی و جان در دوا در
 گیرہں بہن چہ ساں باشد ز دشمن
 چنہں تر سے کسے را کے ہوں کے
 ہروں آمد برسم تا جداران
 صف آریاں بگردش صف شکن ہم

۲۱۲۵

۲۱۳۰

۲۱۳۵

۲۱۴۰

* ن: دست -

روں چون آئینہ ہو دست ہرکس
 سوے زر پشت چون آئینہ دارد
 بسوے در ازہں دو می گند پشت
 نہ سوے پشت سوے روے ہوڈے
 صفا سوے ن گر زر سوے ن یگر
 بپودی دست شو تا برکف تست *
 کہ بقہاید ولے ہو کف نہاید
 شدہں خون در دل افکار در جوش
 ولے چون دید سوہ خود فرو خورد
 شدہں در مصلحت یاری رساں دل
 مراتب ز اختر پلمجم کشیدن
 نہوں دل از بیرونش پر ہوں
 ہروں سخت و دروں سولزر ہو لزر
 دروں صد سپہ و ہروں چرم رنگوں
 ہروں جوشن دروں سو خار خارش
 تلش در شہر و جان دردہارو ماندو
 کہ صد فرسنگ جاں بگریزک از تن
 کہ او از جان رسد جان وے از وے
 چہاے پر شد از چابک سواراں
 فراواں پیل جنگی پھل تن ہم

۲۱۴۵ ز پیمان در خرامش چلد در چند
 ہہہ چون دیو لوکن دیو با جنگ*
 برادر خانخانان مرتد شوم
 بگردش ہندوان پر ز تلپیس
 مسلمانان کہ خدستار ہندو
 چنان آمیختہ با آن سواہای
 ز ہندو و مسلمان لشکرے پر
 خرامش گر شد از دارالخلافت
 بر آمد پیش حوض خاص دہلیز
 ز تشویش ملک غازی کہ نا گاہ
 سپاہی کو نکتعبد بست فرسنگ
 کہ اندر خیمہاے غلچہ کردار
 صفے + کو از دہاے شد گزیدہ
 لری + کردند ناہموار در پیش
 پس پشتش الگ * گل کشیدہ
 دروں سوے انکس حوض روشن
 سپہ گونے گرفت از حوض تعلمہم
 اگرچہ حوض دورے مختصر داشت
 بگوسی می رسوی آوازہ ہر روز

۲۱۴۵

۲۱۵۰

۲۱۵۵

۲۱۶۰

* ک : پاجنگ = کش - † (کذا) * مشکوک - لور = کتھا یا بل -
 § الگ (بنتھتین) = دیوار مور چال -

گزشت از سرستی و آمد بہانسی
 بدہای ہر چہ او نزدیک می شد
 چو خورشیدے کہ بارگ بر جہاں نور

از و یک ذات و از دیگر شہاں سی
 جہاں بو ہندوان قاریک می شد
 بود بر شب پرک تاریک و دیجور

۲۱۶۵ خزینہ دامن و تاراج بہت المال از خسرو
 ہواں گنجے کہ جمع از باختو کردند و از خاور

۲۱۷۰ بقدرت بہ زر و گوہر فشانند
 ز بہم دشمنان بخشیدن مال
 نہ آن کس کو فشانند نام گہرہ
 چو گل کا ز شاخ زر در غاچہ بگدک
 چو زائے کو خورد مہرہ بمقتار
 چنیوں نا دادہ بہ گلچ گران قدر
 فرض القصہ نا منصور و ناصر
 جہاں را بین چہ سودا پر سر آمد
 دل انگلدہ * کہ خونہا گوش می کرد
 دلش ہوں کوچہ بے دیفی روا داشت
 ز بیم آن کہ زر تاراج گردد
 اشارت کرد گنجے زر کشادن
 برون زد کواہاے فقرہ و زر
 ز اندازہ فزون می برد ہر کس

۲۱۶۵

۲۱۷۰

۲۱۷۵

کہ نمود سیزہ لرزاں در فشانند
 کند نام بزگی را فرو مال
 نہ آن کس کو برد منت پیہرہ
 چو زر بر بست ہم بر وے بختند
 زین ہو شاخ بیرون افگند پار
 کہ ہم بدرہ شون نقصان وہم بدر
 چو بیرون شد ز قصر از بخت قاصر
 کہ در شہر خدا قوغا بر آمد
 بسنگ انداز با د * می خورد
 کہ سنگ انداز در شہر خدا داشت
 سر با تاج ہم بے تاج گرد
 مراد عالی را در کشادن
 ز زر و فقرہ * گوئی فزون قر
 چو بادے کو برد خاشاک یا خس

* کذا - نامہوم - دوسرے مصرعے میں تیسرا لفظ آڑ گیا ہے مولوی رشید احمد مرحوم
 نے " گوئی " قیاس کیا ہے -

<p>۲۱۸۰ ازان زر ہائے چون انگشت سوزان زر زر والا شدہ ہندوے ہر کس زر سال بے کوان گبران زر سنج شده از سکہ زر بدرہ حاصل زر چرم خام دیگار ری و بلخ</p>	<p>چراغ کام ہر کس شد فروزان چو لوٹے کو بر آرد سر ز آتش چو ماران سہ غلطودہ بو گنج بیک بدرہ ہزاران بدر کامل بروں سی ریخت صد گل سہ بیک سلاح</p>
<p>۲۱۸۵ بقدر واجب خود ہر سوارے بہ بعضے قوج می دادند گنجے کسے دہ قرص زر پختہ نان برد کسے * را چلد زر کلہا بکف کرد کسے از مہر کہتہ وجہ نو یافت</p>	<p>بواصل داشت دہ بیوسے شمارے بہ بعضے کان زر بے ہج رنجے کسے از فقرے کان صعن و خواں برد کسے از تنگہ بد مہ علف کر د کسے نو سکہ سہم زود رو یافت</p>
<p>۲۱۹۰ بآئینے کہ ناید در عیارت بخانان و ملوک و کار داران متاعے کز خزائے ہر ہر یک رسید آن گنج ہائے پر بتا راج فہ شاہین ترازو سنجدش باز</p>	<p>ہمی شد مال بہت امان غارت زر دریا موج ہد بے سہل باران کرور تنگہ زر ہون نے لک کہ گرتودہ زلفد از بہر محتاج نہ بو بالا کفک شاہدش پرواز</p>
<p>۲۱۹۵ بخواری روے شد نقرہ بہر روے زر بومی + بسکہ ہندو سہر خور شد مسلمان زر اگرچہ بے کوان ہر اگرچہ ہون زر بے کوان ہر</p>	<p>رواں شد جوے زر در پش زر جوے ہمہ تہال ہرنجش تہال زر شد کہینہ ہندوے نو چند آن ہر ولیکن بیم آہن ہم گراں ہر</p>

* مشکوک - بد مہ = بہرہ ؟ † ترہنگ جہانگیری میں یہ لفظ سیری درج ہے اور یہی صحیح ہے -

<p>۲۲۰۰ ہمیشہ دم بدم آوازہ در شہر گزشت از ہانسی آمد در مدینہ ازان آیند دین مقدار نو یافت چو در رھتک سہ پاید کرد رأیت چو در مندوتی آمد دہش مضمور</p>	<p>کہ ایٹک دہرہ * زن شد صفدر دہر فہکن عو نہ دین الہدیہ سد ینہ جہدر کراز نو یافت ولی عہد نہی شد در ولایت بد ہلی شد د مودہ نفعہ صور</p>
<p>۲۲۰۵ چو زندہ نان فراہش کرد برخوان چو گرد آن سہہ پر شد پیالم چو نور انگلد بر کوہ کسلجور علم کر حوض سلطان نکس بلمون چو میلے چند ازان نردیک تر شد</p>	<p>ر فرالہرہ من ا مہ و اخوان بچشم ہند وان شد تپوہ عالم شد آن سنگ از صفار خشنہ چون طور منارہ حلہ بست از ظل سدون سپاہ ہندوان زبر و زبر شد</p>
<p>۲۲۱۰ ازان جا سوے آب حوض رہ جست پر از دھلیز و خرگہ شد سراسر یس پشت آب جون و پیش دھلی زرود جون ہمی آمد ندائے ملک فخرالدول ہر روزے لشکر</p>	<p>زر تیغ آلیش یک رزم زان شست ہمہ صحرائے لہرات ز لشکر کجا یارہ ستان جہش د ہلی ظفر با خوش دای می کوقت پائے چو شہراں ہر تنش ہو سوے لشکر</p>
<p>۲۲۱۵ جرانے ہم چو بخت خویش ہودار بتاہ تیغ ہر زخمش بلای پہن * ہو بیکھ چون بھل کشتی بہر سوئے بتندی عزم می کرد ازان سہے کہ زہ در پینہ خنجر</p>	<p>رہودہ خواب بیداران بیک بار ہر انگشتے بدستش از دہانے کہ گردن عرقہ در گبر کنشے ہمہ تدبیر کار رزم می کرد نہی خنجر ہوداران لشکر</p>

* ک : دیوہ - † ن : بلا نقطہ مشکوک ک : پہن (= چوڑا) ؟

<p>۲۲۲۰ وگر کس دیدہ بہر خواب می بست ز صفرا مانده خلقے بسته دندان فراہم گشتمہ ہر جا خاصہ و عام بہر چہ سے جز این گفتار کم بود ہمہ شبہا کسان در بیم و تشویش خصوص آن شب کہ روزی خواست شد جنگ ۲۲۲۵ کسے داند کہ این تنگی چہ سان است سہادا تنگی دل ہیچ کس را</p>	<p>ز مہبت ہر زمان از خواب می جست بلب کم کردہ دقدا نہای خندان دریں قصہ کہ چون گردن سر انجام بہر دل جز غم پیکار کم بود چو پیر در ستائے را سر و ریش جہاں شد بر سواران حلقہ تنگ کہ در دل تنگش از بیم جان است کہ تنگ آرد درون دل نفس را</p>
<p>حدیث دریمین فتح ملک غازی و وا گفتن ز ترتیب سپاہ و جہش و کور و فر</p>	
<p>۲۲۳۰ کسے کش بشگفتاند بخت روشن بہر کارے کہ اقبالش کند ساز شالے در صف او شیر گودہ چنان باید بسد مصمت آرام دعائے بد کند گر سوئے او راہ بہر چارہ کہ گردن حیلست اندوز کشاید گر بر آہو فارک چیر بعالم گیردی اندر بیم و امید بر او دشمن چو تیر انداز کردہ سواری را کند گر بر فرس چہد اگر لشکر کم است وگر فزون است</p>	<p>گل فیروزی از فیروزہ گلشن شود در ہاے فتح از ہر طرف باز سپر در دست او شمشیر گردن کہ جوشی گردنش دینا بر اندام شود تبت یہ ا نصر من اللہ صواب آموزدش چرخ بد آموز ز آہو بگزرد در زد دل شیر شود ہر گویز قیغش چو خورشید ازو ہم سوے دشمن با ز گردن جہاں پیل بندہ بہر او سہد چو فتح آمد ز اندازہ برون است</p>

<p>۲۲۴۰ کسے کیزد بلندش خواست کارے بہاں سان کایت فیروزی و نصر چنان بود این حدیث تیغ بازی شب جمعہ حسن شد ہر پئے کار دران غوغا کہ ہر کس بود مغتوں چو بنیادے ندید از ملک عینش ۲۲۴۵ ہمہ شب بود خسرو لشکر آرائے چو صبح جمعہ تیغ تیز بود داشت ہمہ تن سہر گردن تیغ کھن داشت بعزم رزم شد ترتیب لشکر چو خورشید درخشان در قلا رواں شد تند خسرو خان بد روز سپاہ آراستہ از شوق تا قرب صفے چون ہفت جوش آہن فکرم ز دست راست گشتہ کینہ گستر یکے خاں یوسف صوفی بہ تعجیل دگر با او کمال الدین صوفی ہما نجا قوتمار اندر تک و تاز</p>	<p>سپاہ و لشکر آنجا کیست بارے کفوں دیدیم ز ایزد بو شد عصر کہ چون از دست در آمد شاہ غازی کہ فرود را دست افزاں بہ پیکار نہانی رفت عین الہلک پیروں عزیمت شد بشہر خود اچیلش سوان و سر کشانش نیز بر پایے زمانہ فلغل خونریز ہر داشت زحل آہی و مریخ آتشیں داشت ازاں ہر روز ترتیب آہنیں تر بر آمد چرن سمان یک فیروزہ پالا بکین سرے ملک غازی کین تیز تو گوئی خواست کردن با فلک حرب کہ جز سبوح شادہش من نگویم در صوفی نوش خون را شستہ سافر کہ مصرے گیرم از شہ شیر چون نیل کہر بستہ بکین چون سیم کوفی کہ بود از سایستی سر افزاں</p>
<p>* کوفی خط کوفی - ن : لوفی - ت : قرہ قمار نامی ایک امیر کے بیٹے کو "شائستہ خان" خطاب دیا گیا تھا - یہاں اسی سے مراد ہے اور غالباً مصرعہ یوں ہے : "کلا بود از خان شائستہ سر فراز" -</p>	

ہمانجا پا رکھل باب کافر
 ہمانجا راست کورہ فوج بیکار
 ہمانجا خاص حاجب بود قیصر
 ۲۲۶۰ ہاں جانب بکین میور اون ہون
 بدست چپ ہم انہد لشکرے سخت
 یکے مرتد * گلہ خوک خواری
 دگر رن دھول یعنی رائے زایان
 دگر سقبل کہ حاتم خانہں خواندند
 ۲۲۶۵ دگر آن مال دیو آفت انگریز
 دگر استحاب دیوان جملہ باہم
 دگر بد قبلنائے یغندہ زان سوے
 امہران دگر را کس چہ داند
 ۲۲۷۰ ہمہ نو میور گشتہ پارہ گوشاں
 فلاں را چو نام خوک دران پاس
 خوامان پیش صف پیلان جنگی
 ہراو کرد پیلان شد صف آرائے
 سپاہ درزخی چون کورہ آتش
 ز رنگ روئے شان ظلمت بہر سوے

بمرف مہر داری گشتہ مشہور
 شہاب آن بار یک را نایب کار
 ہمانجا پھلوے کافر عنبر
 بہاء الدین د بیرش ہم مدد ہون
 ہوا دران خسرو خان کم بخت
 ز دیگو خوک خواران جست یاری
 دگر کج برسمہ وناک + از تیرہ زایان
 امیر حاجب سلطانہں خواندند
 کہ رفت و باز گشت از بہر خون ریڑ
 شدہ دیوان عارض ہم بدان ضم
 ہمانجا نیڑو رضان گشتہ کپن جوے
 کہ این جا یک یہ یک را باز خواند
 بخون راڑی چو خون خواش بوشاں
 سنان سر تھو گشتہ خنجر الماس
 چہ مست معبری چہ پھل بنگی *
 سوارے د ہزار از رانہ وراے
 سیاہانے ہسان دود سرکھن
 شدہ دشت از سیمہ رواں سیمہ زرے

* مراد حسن کے بیٹائی خانہاں سے ہے جسے یونی بھی لکھتا ہے کہ مرتد ہو گیا تھا - † (کذا) ممکن ہے کہ صحیح لفظ کج برسمہ ناک ہو - ‡ ن: پیر (۶) - § بنگالی -

۲۲۷۵ دران تاریک چہراں عقل شہدا
 اہر دیو و ابو دیو و امر دیو
 دگر * نرسہہ سائھن سہہ برسیمہ
 دگر ہر سارز بجزی مار و پو مار
 بڑی صمدلی کالوہہ در ہر
 ۲۲۸۰ خوردن ہر گرد صمدل مار اگر قاب
 رواں باخشت و زوین ہندو گستاخ
 ہمہ از بہر مردن ہمہ مان + بند
 بلے رسے است ہندو را در آہنگ
 سکے مرتد ہراں گہراں سپہ ہار
 ۲۲۸۵ فلک کو جز بمومن مہر نکماشت
 بسے راوت بگرد رانہ و رائے
 برنج خوردہ در خوردہ در اندام
 یکے روئیں تن اندر پیمش شان تھال
 از ان پرچم کہ ہندو گو دم بست
 بسے زندان خوک آریختہ ہم
 ۲۲۹۰ بسا کس بہر برد ہندوئے فہو †
 بہت § بیکار با آن نابکاراں
 بسے گندہ ناک ہم گشتہ در خیز

نشان کفر شان در چہرہ دید
 ابان الہہ گلا دیو بر دیو
 ز بر خوردن نشستہ سیمہ برسیمہ
 سخن شان مار مار و سو مار
 ز خجالت خشک گشتہ صمدل عمر
 بد آن جا گرد ماراں صمدل قاب
 چو آہوے سیمہ بالا زہہ شاخ
 یہ تیغ بہر مانی گشتہ خرسند
 کہ بر سر بہرمان بندند در جنگ
 ہسان صبح کاذب در شب تار
 طلوع صبح صادق چشم می داشت
 بسے پایک گراں زخم و سبک پایے
 ز رایت بردہ در روئیں تھی فام
 دگر روئیں تن اندر پیمش شان نال
 بریش گلو دم صد اشتلم بست
 کہ از شیراں نہ ایم اندر وفا کم
 ہم از سر خاصتہ ہم از ہمہ چیز
 چو افسوس گو بگرد سایہ داواں
 خروشاں چون نساک در آتش تیز

* (کذا) - † ایک ریشمی کپڑا - ‡ ک: ہیڑ - یعنی نصف مرد برد کی رعایت سے - § بہات (جنگی) -

سید نهی مسلمان نومه گهر
 ۲۲۹۵ بعکس کار گیتی داده منصور
 بدین ترتیب لشکر راند خسرو
 همان رو رو که آن بد حال می زد
 سپاه کس چه هاند وصف آن کرد
 ز آهن آسبان در تاب گشته
 ۲۳۰۰ بلرزه چرخ سپهائی هم از تاب
 عثمان داده بجولان شیر مردان
 زره پوشان نمود زبر پولاد
 نمود اندر زره هندو و لالا
 بجوشن مرد گاه کینه جوئی
 ۲۳۰۵ بجوشن گوئی هر تیره جانکے
 بسا پخته که زهر خامش اقدام
 چو در پیش ملک غازی رسیدند
 نمود آن روز یو دل در پئے جنگ
 چو دید آن حموش خیل خاص را خواند
 ۲۳۱۰ که گارے سخت پیش افتاد مارا
 بهر خویش چون خویشان دل سوز
 کفوں واقعیست کاندلر حق یاری
 همه مردنه گاه خفتن و خورد
 بسا مردان که جلبده از زر و زور

بهم گشته سیه ابر و سپید ابر
 بیک جا جمع کرده ظلمت و نور
 کشیده بر فلک با فک رو او
 ز بهر رفتن خود فال می زد
 که پادشاه و هم را در دل گران کرد
 ز لرزانی زمین سپهتاب گشته
 ۲۳۲۰ بسان عکس سپهتاب از ته آب
 طلب کار فیرد از هم فیردان
 چو جوے آب روز جنبش یان
 چو عکس آب سرته یانے بالا
 خیالے بود در آئینه گوئی
 ۲۳۲۵ درون رفته است در ماهی نهنگے
 چو پخته کو کند جا در دل خام
 بغوغا خنجر کین بر کشیدند
 چه چاره چون رسیدهش گشته و تنگ
 درین کارے که پیش آمد سخن راند
 زمان یاری است از هست یارا
 هما را پروردیم بهر این روز
 کنیک آن پرورش را حق گزاری
 و لیک این جا شوک پیدا حد مرد
 نهک گنده کنده اندر شر و شور

۲۳۱۵ سران زور مند و کار دیده
 ملک را جا بجا همه ست بود
 بخدمت پیش ازان سو گند خورده
 همه * دل را بجان بازی سپردند
 ۲۳۲۰ بغوسیدند خاک از راه تعظیم
 که مارا چون کوم هائے تو پرورد
 چو جانے شد مهم هولناکت
 دران جانے که از رخشت چکه خورے
 سر ما چون کلاه از دولتت یافت
 سرے کز تیغ هر روزی سلام است
 ۲۳۲۵ تو در هر جا که گوئی تا تو انیم
 همین دم همین که در یک حمله کار
 چو لشکر کاران را پاسخ این داد
 سپک غازی ملک شد در پئے جنگ
 چو او از فتح و فیروزی طلب کرد
 ۲۳۳۰ ههی جست او مدد ز ایزد تبارک
 بتائین نخستین لشکر آراست
 سر صف مهمه حاضر با خلاص
 بفرج درنهمین شیر سپک عزم
 بدیگر فوج ازان پس پهلویے گار

که بودند این عمل بسیار دیده
 کششها کرده کوششها نمود
 بجهت و جان سپاری همه کرده
 خیال جان و مال از دل ستر دند
 نهادند از سلامت سر بد تسلیم
 بیاید مرد را شکر کرم کرد
 نه جان ما به است از جان پاکت
 برفیت خون خود ریزیم صد په
 سر از حکم کلاهت چون توان تانت
 ز تو بر گردن ما مانده وام است
 بگردن کرده آ فجا یش رسانیم
 بافک سی زنیوم آن قلب بسیار
 سپهرش مژده تاج و نگهن داد
 سپاه کوه وهن را کرد بے تنگ
 جوادش بهرجا بغضی طرف کرده
 ههی گنت آ سماں العه ببارک
 بهرجا لشکر آراے بر آراست
 بهاد الدوله خواهر زاده خاص
 ملک بهرام ایبه رستم و زوم
 علی حیدر بهر شو قام کوار

۲۳۳۵ بسوی سیرت در کهن کهر بند
 بدیگر فوج هم چون سعد و قاص
 بدیگر فوج بود آماج داری
 سر صف میز هادی صفدر شوق
 به قلب انهر کزین خاص تقدیر
 ز عین حق یزک در پیش کرده
 نه هم چه دیگوان ز آهن چغل پوش
 دور محض در چپ و در راست در نای
 تو پنداری که خورشید فلک راست
 ستان نیز هاش انهر تلالا
 علم ماه و او با فر شاهی
 بهر سو شاه بازان برانده
 که آن غازی ملک هر جا که زند کوس
 که زان یمن از سپاه کافر شوم
 ز طایفه که زین سان داد اثر ها
 حدیث آن پر طایس مهورن
 که این آوازه زان کبران در هم
 غرض آن روز چون طایس افلاک
 ملک فرمود تا هر صاحب کوس
 که تا قرعه بداند خصم بد سیر

* کذا - † جوشن -

۲۳۵۵ چو شهبازه که از قوت نه از کید
 سباه از هر دو جانب گشته در جوش
 بجهت آن طائر فرخنده رزم
 اجل دندان بخوردن تیز کرده
 ز خون خود هر بران دست شسته
 مبارز جوی و جولان گر بهر سوی
 غران را بس امید از خود بریده
 ز بردها برد ز انسان سرد گشته
 ز جنبش های لشکر غرب تا شرق
 دران جنبش که عالم پر بلا بود
 ز آواز " کلا " هتکام خونریز
 چنان شد گرد بر خورشید منظور
 ز بهر مومنان کا ققند در خاک
 سلایک فاتحه آغاز کرده
 ستاده حور و غلمان بهر آشام
 ز بهر روح چندالان و میوان
 ز زنگ سوزش ایشان بغاموس
 ملک غازی درین دم در حال و شان
 درون شد به هر اسی به بتعجب
 بدیوانی که باشد صفدران را
 که چون در همه جنبه هر یک از جا

همه طایس هندوستان کند صید
 جهان کرده سلامت را فراموش
 به پرواز شکار انگهخته هزم
 اماں بهر گریزش خیز کرده
 ستان و تیغ شان ز اندام رسنه
 سر به خود را بالا زده سوی
 ز سهم تیر پیران جان پریده
 که لب شان خشک درویشان زرد گشته
 زهن سی خواست در دریا شود فرق
 نشانیء ملک غازی " کلا " بود
 جهان در چشم خسرو گشته شبیه
 که نورش خاک گشت و خاک شد نور
 رسیده مژده های رحمت پاک
 در فرکوس رضوان باز کرده
 رحیق سلسبیل افکنده در جام
 که هم در سوختن گردند دیوان
 سقر بر آتش خود خورده افسوس
 به تنها سوی پیلان رفت چون باد
 کجا هیبت خورن پیل افکن از پهل
 همی سلجید هر کوه گران را
 چسان بایه فرون انگلدن از پا

ز دل سنجید نه از زور بازو چو میزبان بست شاهین خیالش بقلب خویش باز آمد جهان گیر	که تیر از کوه چون گرده ترازو بصید پیل نهر و کرد بالش عنان فتح کرده آسمان گیر
--	--

۲۳۸۰

مظفر گشتن غازی ملک بو لشکر خسر و بانگک فوج و لشکر پیل و صف در هم زدن لشکر

چو آمد هر دو لشکر روی در روی ز سوی خسرو مد بر یک فوج چنان در حمله با تندی پے افشود ز صف بگشت و در بنگه در افتاد بچه فوج گران هم روئے بر تافت نوقت از جا ملک غازی بھک چوق سوارے سی صدش دنباه و بس چو دید این حال با تندی بر آشفت که من تنها فہ ام تا سر بجا بست هتوز این راز بودش با خداوند یکے پھرام ابھہ رزم سازے دگر دین را اسد کھن را چو آذر دگر شایسته خواهر زانہ خاص دگر والا ملک شادی که او هم چو گشتند این هبه یک جا فراهم	بعزم دست بودن سوی در سوی برون زد هم چو از دریای پر موج که یک فوج ملک غازی ز جا پود ز غوغا خلق در یک د بگر افتاد عنان را هر کسے سوی د گرفتافت که گیرن از نهر د خو یشتن ذوق نہانده د بگریش از پیش و از پس ز خشم آلودگی با حاضران گفت نخواهم باریء یا رم خدا بست کش از هر سو در آسہ صف روی چند که از هر گوزے اندازد گرازے برادر زانہ در معنی برادر بہاء الدین دے پر صدق و اخلاص بقرزندی است عقدے بسته مستحکم بکھیلہ پانصدے شد بلکه زین کم
---	--

۲۳۸۵

۲۳۹۰

ملک غازی چو دید از پیش و از پس نیندیشید ازان انبوهئی پر سہک تکبیر گفت و تند بر کوفت یران سان هملغ آورد جوشان فتاک از حمله آن خوب کھشان نجوم فتح کاجبا شد سہها ز تھران گران سخت بازو کمان یک مشت پود و تھر نہ مشت گرفتمہ زاغ بر شاخ کھان چاے بہ زاغان طعمہ چرم و استخوان بود طعمانہ سیفہ را دروازه سی کرد دوران دلہا کہ بادش سخت کھن بود ز سورے گل نہ کم پود از کتارہ ازان کلمر * کہ دل برد و روان هم یک انداز از هزار اندازئی خویش ملک هر سو کہ مرکب را عنان داد یکے کافتاک پھشش نا گھانے ز بس کز پر دلی بو چتر زد سخت فتاک آن چتر و آن ترکیب بشکست حصن سوی گریزان رفعت سر کم	۲۳۹۵ ۲۴۰۰ ۲۴۰۵ ۲۴۱۰
--	------------------------------

* بیگل -

همین مقدار فوج اندک و بس
که گرد چرخ آمد ن تصور
به تندی سوی چتر و چترور کوفت
که گشت از حمله آن صحرا خروشان
پزهشانی دران جمع پزهشان
بلمات انعش کردند از ترها
نه دل بل سنگ خارا شد ترازو
سواران را بدان ده مشت می کشت
صلامی داد کو کس را که پھش آئے
ولے زاغ کمان را طعمہ جان بود
بقتل دل کلیدے تازه می کرد
کلود نے بقتل آھنیں ہود
چکر می شد چو سوروی پاره پاره
ز هر تن لاله دست و ارشوان هم
هزار انگلده در هر بازئی خویش
هم اندر دیدنش بد خواد جان داد
خرید از بیگلش زخے بجانے
نگون کردش بفرق آن نگون بخت
مراتب را ہدہ ترتیب بشکست
دگر سر کم سوانش نھز در دم

۲۴۱۵ گران سر گشته گم در گم نرفته
هم آخر دور چرخش اشعلم کرده
ملوک از بس که خون آلوده رفتند
حسن بس کاس غبار غم فرو خورده
سراسیمه سپاهی پشش فوج
نه پهلای را بجنبش زور پا بود
علم از تیر بر بالای پهلان
هزبروان پشت سوس تیغ کرده
گریزان هر یک افتان و خیزان
اجل با جمله بارے کرک زان جنگ
یکه را بود زخم نهزه بو پشت
یکه را جان شیرین گشته ره گهر
یکه را چاک پهلوی خنده در کام
یکه را هر دهان انکشت زاری
یکه را تیغ بو زانو رسیده
یکه را خون ز شه رگها کشاده
یکه افتاده بود و زخم خورده
یکه را آمده شمشیر بر روه
یکه غلطیده جان می کند در خون
یکه از تشنگی مرگ بے هوش

۲۴۲۰ سره گم گشته از سر گم نرفته
چو پاکم کرده به سر نهز گم کرد
ز گرد کم غبار آلوده رفتند
شدش رخساره چوں گل چوں گل زرد
گریزان گشته دریای ز موج
نه پهل افکن یله را دل بجا بود
شده پر خار چوں شاخ مغولان
بسوس پشت روه تیغ خورده
تنش از جان و جان از تن گریزان
چو دیوانه که بازند شیشه بوسنگ
یکه را حربه در دل رفته با مشت
یکه در تلمیذ جان کندن از تهر
یکه را زخم خون گریبان در اندام
یکه انگشتوارش زخم کاری
یکه را آئینه زانو بریده
یکه بے خود مهان خون فعاده
یکه می شد یکه را زخم کرده
یکه را نهزه در رفته بے پهلوی
یکه را جان ز تن می رفت بیرون
یکه سهراب ذو نهائے جگر چوش

۲۴۱۵

۲۴۲۰

۲۴۲۵

۲۴۳۰

۲۴۳۵ یکه از صجز تن داده به تسلیم
یکه در خار پلهان سر دروی برد
نهنگ آهنگ از در ها سواران
چنان در دست و پا افتاد مردم
اگرچه پشت شان رو بود هر سوس
بسا پروینده را گاندر دوا دو
اگر می جست مرغی در میانه
سوار قدر صف فیروز مندان
گریزنده قفا کرده سوس جنگ
چنان از تیغ داه زخم می داد
پلارک تخم می شد در جگر ها
یگان را زخم خنجر مست مانع
سر گبران ز شه شیر غذا کوش
تراقی کز عهود و ترک می خاست
زننده هیچ سوس گرز نکزارد
ازان در خون سرشته آرد خام
شکالان سیخ کرده سمیت خویش
شده دستم که در صعراے فا ورد
دراں دشت از دل و از چشم هر کس
که نه دل می شدش در چشم دیدن

۲۴۳۰

۲۴۴۵

۲۴۵۰

۲۴۳۵

۲۴۳۰

۲۴۴۵

۲۴۵۰

* یعنی: زها - † مشکوک -

یکه در لوزو لر * در می شد از بیم
یکه هم در میان خار بن مرد
دواں بے دست و پا مانند ماران
که شه هر مردی را دست و پا کم
همه سو پشت گشته از همه روه
ز زخم تهر خورد ان گشت جو جو
همی شد ریگ ریگش سنگدانه
ز فیروزی چو بخت خویش خندان
دلور در تقایش کرده آهنگ
که اندر فقره گم می گشت چولاد
مبارز در زمین می کشت سورها
شراب مرگ شان داروه نافع
تو گوئی عاریت بود دست بردوش
ز دلها خون ز سر ها مغز می کاست
که در پشت استخوان هارانه گرد آرد
خورشها پخته شد بهر دد و دام
که روزی گشت تعماجی ز حد بیخ
دل و چشم است خورد کرگس از مرد
چنان بر چشم و پر دل گشت کوکس
نه چشمش رفت سوس دل کشیدن

۲۴۳۵

۲۴۳۰

۲۴۴۵

۲۴۵۰

۲۳۵۵ دران هنگام کثرت را صلا بود
 مسلمان بر مسلمان تیغ کم زد
 معاذ الله که گر شمشیر خون ریز
 شده روشن که چون گشته ز بنیاد
 ولے می شد ز هندی یوار
 ۲۳۶۰ از آن سرهائے هندو گونی افلاک
 فتاده هر سو آن نا خوب فلان
 ز هر تن تیر روزن ها کشاده
 خدنگ تریکی و قهر خطائی
 بهر سو سهل خون رانده ز هر تن
 ۲۳۶۵ شده در هرکلی هر دیو در جوش
 سدان هر سیلئے آن تیره گهسان
 بهمن راوت که در زور آزمائی
 چو بکشاند تیر بے خطا را
 ز خون گهرو مسلمان هر دو زمان
 ۲۳۷۰ ملک قازی درین رزم ایستاده
 که نا گهان ز هندوے پر آشوب
 هزار افزون بواؤ سیه روے
 شد از قازی ملک پر چرخ تکبهر
 هر آسک زان سپاه آن حمله تهر

* ن : دی - ؟

۲۳۷۵ زد آن فوج یوار بر علمها
 علم هائے ملک قازی فر خفت
 تعالے الله ملک قازی چه دل داشت
 در آمد پهلک پهلک زبان تهر
 همی غلطید هر کوه ز کوه
 ۲۳۸۰ ز زخم تهر در یک چشم زد گشت
 ز هندو تهر زوینئے همی جست
 بدان تهر که هر ترک هلر بهن
 از آن هندو که جان هر بکے رفت
 چو آن فوج شکسته پشستر راند
 ۲۳۸۵ اشارت کرد با یک ماهی خاص
 کرے چون کرد در نصب علم زور
 سبک برداشت ماهی را علم دار
 طلوع آفتاب از بوج ماهی
 دهل زن را هم اندر پهن خون جست +
 ۲۳۹۰ بگفتش گائے تهر سینه دهل وار
 نگر چون می زند فتحم بناموس
 چو من فاکر شوم از بخت نهر روز
 بزد آنکه در جائے چلهیں تنگ
 ز بهر عیش روز و روزگوارت

* غلولا - ن : است -

بسه کلک علم ها شد قلم ها
 همه ماه علم شد با زمین جفت
 که با آن حمله جائے خورشید نکزاشت
 از آن دوزخ روزن گشت آتش افکوز
 چو کتبخشک از تنک زاغ از کوره *
 سیاه و لعل و ام از کشتگان داشت
 که در خارا نشهنه لیگ ننهست
 همی زد تیر و رو سی کره زوین
 فراوان گشته گشت و اذکے رفت
 ملک قازی کرے را پهن خرد خواند
 بر آرد کش ملایک خواند اخلاص
 شد از نصب علم چشم بدان کور
 ملک قازی ستاده آنجا علم وار
 همی دادش فوید بادشاهی
 بفرمودش که شیخ برفوس جست
 دهل پهلوے این پو دل نکهدار
 بدین بانگ دهل بر آسمان کوس
 بزین شب چهرة گیوان سیه روز
 دهل پریشم زدی در نوبت جنگ
 دهل پر زرفشانم در کفارت

۵۱۵

۲۳۹۵ بھائی دار ہم گنت اندراں تاب
 ترا زان پس کہ ساکن کردد این بوق
 من و این مہار و پاژگ دہل بھش
 صف از پھشم چوسیل ہفت شاخست
 بویں سان چون سہندار صف آراے
 ۲۵۰۰ سواران پرواگندہ کہ دیدند
 رسید از یک طرف با صدق و اخلاص
 ز دیگر سو ملک غازی بر آمد
 علی حیدر ہم آمد حیدر آسا
 گریہ بستند شد جہ ہتے سخت
 ۲۵۰۵ بہر جانب ملک غازی نظر کرد
 ز یک سو دید فوج محکم از دور
 سپاہ انبویہ و پہلے چند در بھش
 بسے بالا بسے در شیب ماندہ
 ملک پرسود کین لشکر کیا نند
 ۲۵۱۰ چو پرسود ند سہیل بود و کافور
 ہماں جا یوسف صوفی صف آراے
 ز ہندو نیز با اہشاں یکے فوج
 تھور کرد ہاڑ آن را دران حال
 ملک با جملہ صف خاجر بر آہنخت
 ۲۵۱۵ بسختی زد ہراں عوقاے انبویہ

کہ کرد آری تو مہار ہم بزین آب
 میان تلکہ چون مہار کلم برق
 کلم صد صف بکالم مہار خوبش
 سوار آب ز برگستان پاخہ است
 تین تنہا علم را داشت بر پائے
 علم ہو پیا زہر سو در رسد ند
 بہار الدولہ خواہر زادہ خاص
 ملک بہرام سوارے دیگور آمد
 دگر شیران بھکار ازدر آسا
 کہ فتحش زان گورہ ہورون دہد بخت
 کہ زان پس بر کہ باید رخس بر کرد
 بہ پیشش فیئہ پید ا نغمہ مستور
 مسلمان نہز نازک زن چو بد کیش
 ز کوب حملہ بے آسیب ماندہ
 کز آشوب صف ما بے زیانند
 کہ گشتند از پئے سردی سقنقور
 قہام جنگ را چون نیزہ بر پائے
 چو خاشاکے کہ باشد ہم را موج
 کہ چون ماندند گہراں قارغ البہال
 پس اندر حملہ شد ہا چہ شہ سخت
 چو در روز قیامت کوہ بر کورہ

نہارون آن سپہ این حملہ را تاب
 برقتن ہہچ مردے پس نمی دید
 تھو دل بھش بھش و پرتن از پس
 خدنگ موشکاف موشگافان
 ۲۵۲۰ چو بکشست آن سپاہ وقت ہر سوے
 معارف دست در تاراج کم ہون
 ولہکن تھی * بے راہ و کہو کر
 بہر سو دست غارت بر کشادند
 مسلمان را بچانے گور اماں ہونہ
 ۲۵۲۵ ز مومن نیزہ اگر نس دید عقدے
 فراوان نو مسلمانان مغل نیزہ
 و ایک آفت ہراے ہندوان ہون
 ہمی راند ند بر ہندو بصد قہر
 سون چغتوانان * می در و نند
 ۲۵۳۰ قتادہ گہر و مومن غول کردہ
 یکے از را وقان ہار گہر ہون
 یکے بکشان بازو بقد یاقوت
 یکے عقدے ز موراہد بر یافت
 یکے با رانہ شد ہم ترازو

ہمہ گشند ہر سوے عنان تاب
 بہ پہلو جز پر کرگس نے دید
 فغانہ گون ہاں قند بر خس
 شدہ شانہ شگاف پرگرافان
 ملک آوزہ سوے آرنگہ روے
 بجز در سمت منزل راہ نسیرن
 مسلمانان ہم افغانان مہکر
 ز سر خود از کمر خلیجہ کشادند
 بہ ہزند آب و آتش بد زجان ہون
 روانے تیغ راندن بہر نقدے
 فرس ہون از مسلمانان و ہر چیز
 کہ گشتہ سردہ زندہ بے اماں ہون
 ستان و ہر چوں بر دھریاں دہر
 زر و اسپ و جواہر می دیونند
 دہان زخم شان تقبول خوردہ
 یکے از گوش گوش آویز زر ہون
 یکے سلکے کہ شہرے را ہون قوت
 یکے انکشتہترین نامور ہافت
 کہ عنن الہرہ ہونہ از موش ہارو

* کرم خوردہ - صاف نہیں بڑھا گیا - سکن ہے تھری (صحراے تھر بندہ کی قوم) مراد ہو -
 † کذا - غالباً چشم کی جمع بمعنی تریبہ -

۲۵۳۵	یکے ز د قهغ و فتح آن در کشادگی گروه گروه جان داد بربان جهان را دیر شد گائیں چنوں است کسے کو پشت داد و پس نه بوند غریه با بؤ مثل زد در شبانی	که سبز آهن زمون سبز دادی گروه را قضا کلج گور داد که هر چه اورا چکر این را نگرین است بغاوت روے اورا کس نه بیند که در غارت نپاشد مهربانی
------	---	--

بشارت دادن اسباب شاهی و جهان داری
دل غازی ملک را بهر سلسله ز انجم و اختر

۲۵۴۵	چو دولت مرد را بر سر نهی قاج بهر قفله که دستش یار گردد بهر منزل که جایش در خور آید به تعظیم آسمان بوسد جبینش ز تقدیر است چون بیلگی به تمییز	فعد ز آسهب او دشمن بتراج هر انگشتمش کلهد کار گرد مردک از بام و کام از در در آید بسلطانی دهقند ز انجم نگینش خواص قابلیت در همه چیز
۲۵۵۰	یکے را کز بلندی بهره مند است وگر کز آسمانش بهره پستی است بود کفدم خریه بلا سرا فراز بگوشش دیو جمشیدی نیابد	قیارک پست ماندن چون بلند است رهش بچار سوت زبردستی است سر چنگوزه گوید با فلک راز ستاره نور خورشیدی نهاد

۲۵۵۵	سری کو را بود قسمت کلا هے ازان نقدے که می سفیند در غیب نه هر فرقی سزای چتر شاهی است نه گوهر ز آهن هر دهره یا بند نه هر درے بر افسر جائے یابد نه هر یا چشم شاهان کرد یاسل	هوس بر تاج بردن نیست راهے پروزی هر شود نے از هوس جیب نه هر تن را لقب ظل الهی است نه هر پیشانی را مهره یابند نه هر سر تاج ملک آرای یابد نه هر کس در کف پا دارد این خال
۲۵۶۰	کف پای شه غازی است آن بس چو بود آن خال ملکش در کف پای چو از چتر سیمه آن بود نشانش کفون بشنو که از نه چتر گردوی ملک غازی چو شد بر چتر فیروز	که شد خالش سواد چشم هر کس گرفت آن یا نگر بر دید ما جائے بفرق آن چتر شد سایه فشانش چسای بر فرقتش آمد چتر شیبگون همان جا بد بقیروزی همه روز
۲۵۶۵	مبارک روز بخت مقبل خویش چو شب چتر سواد خویش بکشاد دم باد از همای چتر شب رام که بسم الله در آای صاحب بخت جهان را ز اختر خون نور فود	شب آمد در مبارک منزل خویش مه نو هم کلاه خویش بکشاد ملک را بهر ملک آورد پیغام که هم تاجت مبارک باد و هم تخت به برج یاد شاهی شمع نو نه
۲۵۷۰	فراوان منظر بد مزه در چنگ چو ملک دهر بگرفتنی بهای در فشان دور باش گوهرین ساز همی گوید مالم هم یایه چتر علم های سیاه و امل هر جائے	سرو پای ترا اکلیل اورنگ هنوز این انتظار هر سو تکی برون کرده زبان گوهر انداز تو بخش از روے خون پیرایه چتر براهند ایستاد بر یکے پای

<p>۲۵۷۵ کہ در دولت برین سو کے گرائی بگاہ صبح شد نوبت بفریاد بہا تا نوبتے چون نو آمد ساز ہدہ شب باک می آورد ازین سان ملک در دل هوس را بند کرد گرفته راس در اندیشہ خویش کہ سن مرد صفا آرای نمردم کرا این سر کہ جوید کار عالم کسے کش ساخت چرخ از بہر این حال</p>	<p>۲۵۷۵ کہ یابہم از تو در دولت روانی کہ من ہم خویشتم را می دہم یان شود نہ گنبد گردوں پر آواز پیام ساز سلطانی بسطانی بسہلے خویش را خرسند کردہ ہمی ز باخون افدربہشہ خویش بگردن مستد شاہی نگردم نہد بر یک سر خون بار عالم کجا بیرون شود چرخش بد نہال</p>
<p>حکایت</p>	
<p>۲۵۸۵ شہیدم گوہرے از سلک شاہے کشید از کار تاج و تخت نامان درین بیگانه شهر آئین چنان بود چو خالی گشتے از فرمان روا تخت چو دیدندے بسیمای کس این نور دران هنگام گل شہزادہ عصر مگر † بے کار فرما بود گاہے چون دیدندش بزرگل شکل شاہان ز رویش کرد ناگاسی فشانده</p>	<p>۲۵۸۵ بسوے ملک عقبی جیت راہے ز شہر خون بسوے شد خراسان کہ ناگہہ بخت باکس * ہم مدن بود قریبے را رسیدے بارے از بخت بدو گشتے سراے ملک معمور رسہد آنجا ہمی شد در در قصر ہمی بایست در باہست شاہے شدندہی بہرتاج و تخت خواہان بشاہی بر سر تختش نشانند</p>
<p>* ن : باکش - † ن : مگر بیکار نومان -</p>	

<p>۲۵۹۵ جوان چندان کہ گذت از ترک خود راز رہائی چون نبود از خاصہ و عام گزارد بخت خود را مقبل از دل چنانکہ اقبال و بخت این جہاں گہر چنہن صبحے کہ با جوڑا بر آمد</p>	<p>۲۵۹۵ بہ ترک اونگشت * اقبال دم ساز پزیرفت آن عمل ناچار و ناکام ولے نگزارد اورا بخت مقبل شدش بہر جہاں گہری عنان گہر کتم روشن کہ چون بالا بر آمد</p>
<p>دخول موکب غازی ملک در قصر سلطانی چنانکہ آید بہ برج خویشتم مہر ضیا گستر</p>	
<p>۲۶۰۰ چو صبح غرہ شعبان فرخ بر آمد شاہ افجم نور باران ملک باد سلیمان جست در پیش روان شد نوم نرم آن باد گل رنگ بو اختر سایہ کرد اعلم منصور بفارک چشم بد را درختہ قوس خضر تسبیح گوہیاں در دویں دو سوے مملکت گہر سر افراز دواں در پیش صف دیلان نوگہر غر نیان کوس فتح آواز می داد د نامہ نغمہ ہائے تازہ می کرد دوال چاڑ شان چابک افکن</p>	<p>۲۶۰۰ نمود از تخت گاہ آسہاں رخ چنان کز اوج مستد تاجداران سلیمان را کردش موکب خویش بدار الملک شاہی کردہ آہنگ کہ زان ماہ علم جوڑا بود نور بنظارہ ہمہ حوران فردوس مسہح العهد خوانان در دہدین کشودہ صف دلہران صف † انداز ز آب تہغ و باد کین بونجہر ز سر می برد ہوش و باز می داد سہابت را بلند آوازہ می کرد کشادہ چابکان را چابک از تن</p>
<p>* ن : نگفت † ن : سر -</p>	

ز آواز نقیبان کز گز در	رمزده مودسان چون سایه از نور
که آن گیران پس و پیش عیان خاص	کمان کش گشته پوش رخس رقص
کهان در مشمت و حاضر دیده دروان	ز پیکان شعله آتش فروزان
که گر پزنده بالا پرواز تهز	شده پر کم ز پیکان سبک خهز
سنانها برهنه پوشیده در کرد	که خورشده از فروزش حربیه می خورد
۲۹۱۵ برهنه تیغ ه'ے آبگون هم	درون چرخ یوق افکن بیرون هم
ز آرد خاص تا دروازه قصر	همه تیغ و سفال بد باشه عصر
بدین تر تهب در حفظ الهی	درون آمد بقصر بادشاهی
فرود آمد ز رخس وهم بران سطح	بجای آورد حق را سجده فتح
۲۹۲۰ پس آنکه خواند با لطفی ز حد بهوش	ملوک و میر باقی مانده پیش
دل هر یک بجان بخشش قوی کرد	دران بخشش ذمی را پهلوی کرد
برابر جمله را با خویش بنشانند	همه منشور کار خود فرو خوانند
که من بودم یکم آواره مردے	ز سهر و مه چشیده گرم و سردے
بلطغم شه جلال الدین مغفور	مقرب کرد نزد یک خود از دور
۲۹۲۵ گرفته بر سرش تهنه چو الهاس	بد بهداری فراوان داشتیم پاس
چو آن سلطان گیتی رفت در خواب	دلگشت از درینش در تب و تاب
بسان شمع می بودم درین سوز	که کے باشد شب شمع مرا روز
که ناگه صبح اقبال علانی	جهان را داد فیض روشنی
ز بهر نور کار جان و تن را	دران پر تو نگدم خویشتم را
۲۹۳۰ چو پیش مهر او گشتم هلاکے	همی افزون هر روزم جها لے

* ن: آژاده -

کفون کهن بدر من کامل جمال است	ازان آثار سپهرم این کمال است
الغ خان کو برادر بود شه را	ازو انور و ختم چنده کله را
چو پاننده بر رحمت بود گارهن	چرخد مسها که کردم بلندوارهن
۲۹۳۵ چو او بگزشت گهتم باز یک چند	به پیش شه علامه الدین کهر بقه
از آنکه تا کفون کاینجا رسدم	ازان شاهنشده والا رسیدم
چو بشنیدند گنجه نیک رایان	بگنجد آنچه گفتن راست شایان
که چون سر رشته خود بیرون فکندی	کهر از خویش بر مهرے چه بلدی
چوسی ثابتیم کز تیغ تو آن خاصه	که فایده و منفی از نوک قلم راسته
چو خان بر حصن رنجهلور بر تاخت	ز لشکر کرد گردن حلقه ساخت
۲۹۴۰ بران شه راے کاره حمله چون پاه	برد آن حلقه آهن به پولاد
فرستاد از درون سو لشکرے سخت	چو سهل کوه کو قارت کله رخت
به لشکر گاه خان شورے در افتاد	چنان کاین خاتی دریک دیگر افتاد
توا فرمود خان تا پیش رفتی	فزون از هم سوان خویش رفتی
نمودی زان انعط جهد اندران جنگ	که بر آهنگان کردی جهان تنگ
۲۹۴۵ بهنجارے سران را ره نمودی	که زان گردن کشان سرها ربودی
هم از شهسهر موسن پاک شد زنگ	هم از خون هاه کفر اهل شد سنگ
دو حصه گشته شد از لشکر راے	بصد حیاه یکے شد باز بر جاے
ازان جا چون مظفر باز گشتی	بدست خان یکے شهناز گشتی
نشست آن کار زان گونه بیادھی	که زان در تو قوی گشته اعتقادھی
۲۹۵۰ کهاد کار اقبالست همان بود	هلوع صبح بختت زان زمان بود
چو او در عالم دیگر سفر کرد	اسیدت سوزے دیگر رخس بر کرد

شده سلطان اما چون وفا بود
 میان بندگان دولت اندیش
 شه آن سوسه که چون توبت فرستاد
 هگو کفر چو سوسه بین بوتاخت
 قول چو شه فرستاد اندر او سوسه
 تین ها چار بود و مهر هم چار
 چو با آن لشکر پر باز خوردی
 ووت شه موم یو اقبال مدبو
 دگو در ورم ترساق و علی بیگ
 وگر بر جاش نهی و کبک بود
 دگو شو بونیل + نزدیک دریا
 سهاش یک تن کبران تعال
 همون مقدار وای بونیل هم
 معظم تغلق قازی ترا نهم
 چو تو تغلق غزا وک تهغ در دست
 چو بهر نصرت دین است زورت
 نشاندی در دن گیزان سلطان و
 زوای بونیل هم بستدی مال
 دگو بر حیدر و زهرک رسودی
 بیین سان هزه ورمت جا بجا بود

۲۹۵۵

۲۹۹۰

۲۹۹۵

۲۹۹۷

یسان * تغلق خان یجا بود
 هوی برندی برسم بندگی پیش
 رسیدی بر غرض باز آمدی شاد
 مسلمان و چو هفتاد برده می ساخت
 د ماندم راندی از خون های شان چو
 هجه شهزادگان ملک قدا
 باندک مژد کردی آنچه کردی
 یوان هم قدرتت بود او مقدر
 هم افکندی بس سرهای چو دیگ
 هم از تو قتل گبران یک پدیک بود
 صف کافر چو دریا شه مهبیا
 زمین دریا صفت از ایشانی بوزان
 ز بار هندوان کرده زمین خم
 حلق هم نام تغلق داشم و ایام
 چو او تغلق بگری + تیر درشت
 لکه بو فرق ایشان کوفت بورت
 اسهر و یغده کردی هم گدان و
 ز دریا هر چه باشد عمده * سال
 صفت آن صندوقان هم تو دریدی
 که در هر هوه فیروزی ترا بود

۵۶۹

۵۶۹

۵۶۹

۵۶۹

* یسان - بونیل ؟ - ن : سیکر - * عیزه = منصور راه داری -

گر این هر یک شرح باز گویند
 هوزت انتظاره بود هر دل
 که غمخ فزوده زان از پس دیر
 مصلف بهستم بود این که در جنگ
 چو حیدر شهر یزدان رفت از آن پس
 از آن پس شکر یزدان را که تقدیر
 خداوندت که بی آواز می داشت
 وگو نه کس بچندین قتل و خونریز
 گلون کاران ماندی و آن یها
 بر ابر تخت چو هوشنگ و جهشید
 ملک کفتا که گفت من همان است
 شه کار رزم با یه سرورانی را
 چو از لطف علانی روز تا روز
 مزا پادشاه اطفش بود واجب
 چو بشنودم که کفر نمچه شوم
 خطیده قطب دین را جا چنان بهر
 بروم و شه کبر آن را تلفه کرد
 بر اخلاف دگو هم تهغ خون راند
 چنان باغی ز گبران شد بتاراج
 جرم بشکست و حورے چندی از آنها
 دگر بعضی بگبران تبه دان

۱۹۷۵

۲۹۸۰

۲۹۸۵

۲۹۹۰

بد فترها سخن را ساز چو بگفت
 که تا بنگر چه بخشه بخت مقبول
 بچنگ اول دهلی شادی چو
 و ملکه بستدی اذلیل و اورنگ
 چو از یو مسلم آمد این قدر پس
 برین ک یجا جه نامت کرد تعذر یو
 تو از بهر چاندین کاری داشت
 چه سان بیاید خالص از خلیج تهر
 بفرما خوان شاهی و او صلاها
 به برچ مملکت نو ساز خورشید
 کدناج و تخت من قیر و کهان است
 نه حل بی جمله مانف صدراں و
 فروغ کار من شه گیتی انروز
 امان حق انعام و مواجب
 بکفران تسل او را کرد معذورم
 که چون چشم خودش میداشت بر چهر
 ستایش گبور موسی و ا عاصه کرد
 حرمتها کشت و بعضی وایرون راند
 کله کل مرغ بود و حله دراج
 بکوه خواند آشکارا و تنها نها
 ز حل را به تبه دان سیه داد

۵۶۹

۵۶۹

۵۶۹

۵۶۹

همان مرتد دیوار خانقاناں
 پشیم زین غضب تاریک شد دهر
 ۲۶۹۵ نهستم تفنگدل چون فرد مندان
 ز دم از سوز چون آتش فغانے
 دیوان گلہای فوخہز دل افروز
 پس این غم باشدل خود کردم آغاز
 کہ این قصه کہ رنج تازه ماست
 ۲۷۰۰ بزرگانی کہ پرورده مارا
 سہ دادند و مہری و ولایت
 پس اندر عهد ما جمع پریشان
 روا باشد کہ مارا خون در اندام
 زہ سعی کہ مارا جان بصدقہ
 ۲۷۰۵ چرا یازوی مارا زور کم گشت
 چه شد مارا کہ چون مردان نکوشم
 شد این اقدیشہ ما چارم ملان گہر
 وگو پرسس نہ تلہا این نیت ہر
 مخالفہ بلکہ کلا تیغ و تیوم
 ۲۷۱۰ نصحت آن کہ اندرین خاک خطرناک
 بگوشم بہر دین مصطفیٰ را
 ہرم آنکہ این ہمایوں مرصد ہرم
 کہے گر مانده باشد ز ارجمندان

ملوت کرد چندین پاک جانان
 ز دود فصہ من تہرہ شد شہر
 گویدم پشت ہست خود ہندان
 کہ شد پرشمع زان سان دود مانے
 ۲۷۱۵ بے بگریستم چون ابو نو روز
 کہ اے دل خانہ از شادی بہرہ از
 فرو خوردن نہ در اندازہ ماست
 بصد قیما ز غم خوردند ما را
 ۲۷۲۰ بہیری بانگ کوس و نصب ولایت
 خلف آزند ہر اخلاف ایشان
 بہاند خون شان قا کردہ آشام
 پس از ما میرد این آزار و کینہ
 چرا پیکار مارا نہویا خم گشت
 ۲۷۲۵ بہردی خون شان چون سے نفروشم
 کہ گشتم ہر عدو دوزی سفان کیر
 کہ خون بے گناہان را دہمت ہوہ
 سے نہت گشت محکم ہر ضعیوم
 ز گرد کفر نور ہین شود پاک
 کہ از سر کردہ اسلام آشکارا
 ۲۷۳۰ کشم از ہست ہند و زادہ شوم
 بلندان را دہم جاے بلندان

سے دیگر آن کہ کفر نمکتے چند
 چنان شان سر ز دم ہر کہند خواہی
 ۲۷۱۵ چنان ز را دہم از خون شان توت
 نہت چون بہر یوفان در سو آمد
 چوہمت ہر محکم ہنچو پولاد
 چو گشتم ہر سران خویش فہروز
 ۲۷۲۰ نسی جویم سرور کامکاری
 ز نسل شاہ مرحوم ار کسے ماند
 و در از لوح جہاں شد نام شان پاک
 من و رخشیکہ در بہراندہ پرورد
 ۲۷۲۵ مرا ہر حال پرور من پسند است
 بزرگان ہر زمیں سودند رخسار
 بعدر بلذتی دادند پاسخ
 ترا زبید کلاہ بادشاہی
 سزائے ہیگرے ہونے گر این تاج
 قبائے را کہ دوران بہرت آراست
 ۲۷۳۰ بطے کو طعمتے یارست در کام
 گوزنے را کہ شیر آورد در زہر
 فروغ تست این ازمانہایی
 چو ما ہستیم در خدمت نگوں سر
 نگوں سر شب پرک لب ہا بہ پرواز

چو نسل شاہ را بندہاں ہر کفہ
 کہ خون گریہ ہر ایشان قیغ شاہی
 کہ خاکش لعل گردہ سنگ یاقوت
 بہ پاداش نیت کا دم جو آمد
 کلیدے گشت و باب فتح بکشاہ
 ۲۷۱۵ من و تہرہ ہر باقی شکر این روز
 جز از بہر افزا خلصہ گزاری
 بنامش باید این مشہور نو خواندہ
 بسے ہستند اسپران خطر ناک
 سریر شاہی آنکہ ہر کہ جوید
 ۲۷۲۰ دران بیوانہ نور من پسند است
 ہوسیدند پایش را ز مین واد
 کہ اے ہر ملک دیوار تو فرخ
 کہ مخصوصی بتائید الہی
 بدر ہاہے قضاہن کو نہ معراج
 بہالے دگر کس کے شود راست
 ۲۷۲۵ ہر زو ہرک خواران را طمع خام
 شکالان ہم خوردن اما چو شد سیر
 کہ از درہ نیاید آفتاب
 نگوں سر کے سزا باشد ہر افسو
 ۲۷۳۰ سزای تاج طائرس سر افزا

همان روزت رسود این نام و ناموس
 چو بیزدای این سرافرازی ترا داد
 دیگر ره گفت اشارت جهان گیر
 که چون من صدقوی جویم که جنگ
 من و فرق مغل و این تیغ کاری
 دیگر ره مهتران خواهش نمودند
 همی گفتند که از لطف جانی
 شد از تیزاب قهقش کفر بدران
 مهادا جز تو کس فرستاد ما
 چو یکبار از تو جان بخشیده بودیم
 درین صورت تو سارا جان راگی
 دیگر ره گفت ملک آرائی جان بخش
 نه من طغلم که زین گذار رنگین
 اگر من خواهم این ملک از خود آراست
 که نه من بهر دین و کس زدم تیغ
 درین نقش فرض پرورده من
 پس آن بهتر که من زین سر بتایم
 چو من به دل درین کار اندر آیم
 شایان کس ستم بر بزم گمارند
 دیگر باره خرد منهای باخلاص

۲۷۲۵

۲۷۳۰

۲۷۳۵

۲۷۴۰

که بستگی بر علم برده ای طراوس
 بافتن شو فوازی هم اترا داد
 که من هستم که همین ساز و گمان گیر
 چگونه جایکه دارم بر اورنگ
 شما هاتید قاج و تاجداری
 پس کوشش بقواش در فرزند
 عدو را مرگ و ماوا زندگانی
 عمارت یافت عیش دین بدمران
 که هستی بعد جان هه جانده ما
 نه بخشید که دیگر جان بخش بودیم
 سخن این زندگان را باز خاکی
 که جان بخشید خداوندی جهان بخش
 کتم بر صبر و سلک این کار سنگین
 گمان مردمان خواهد شدن راست
 یکار خود بر آمد برقم از میغ
 همه فاکرده کرده کرده من
 بسوی چاره دیگر شتابم
 بگرد کار دلها که بر آیم
 بدیه از ده ربه یک بز نیارند
 برون دادند گوهرها چو غواص

۲۷۲۰

۲۷۲۵

که این کاری که از دستت بر آمد
 کعبه کو جز تو خواهی رفیق برتخت
 چو بوند این دلیری هم وفاتت
 دران کوشش نماید چار و ناپاچار
 حقیقت رزم جو سالم نهان هست
 خلافت را سزا بود آنچه در زور
 بپندردان تدبیر خلافت
 دان جعفر روان در خونش آویخت
 سلک را کچه خاصی بود از آن جوش
 درین اندیشه بلخون کار می بخش
 که ننگ گشت پیدا پوشش از دور
 چو آمد بر سوزان سه آب در بار
 بنی بگو نیست بر شاهان بسند مهر
 پس از سه ساله آن آورد در ریافت
 پدل دانست گانگن جاعی ره توسع
 عقاب کار در دست قضا داد
 هفتان روزی که چندین مانجا بود

۲۷۵۵

۲۷۶۰

۲۷۶۵

۲۷۷۰

نه مردم کاسان را هم هر آمد
 گرفتیم حالهت یوزش کله سخت
 چگونه خسیه ایمن از سفالت
 که از بالهین خود بر چهره این غار
 که تا انگون چنونه در جهان نیست
 بوزر افکند خود را دور ازین شور
 همان ته بیز او شد بزرگ آفت
 چو آب جعفر از روی خون بیرون ریخت
 فروهشت اندرین پخته سخن گوش
 حقیقت پخته و دیگر بار می بخش
 سه چهره ملک چون سه پاره نور
 ملک سرگرد خم چون شاخ بر بار
 که بود نه این فلک ها را معر و مهر
 ازل خواهی که سه شاهش بسو تافت
 حنبر از بخشش بزدان خود نیست
 ضرورت در چنین کاره زما داد
 ز چرخش بانگ بر مسند بر آید

جلوس شه مهات الدین و دنیا تغلق غازی
 قراقرز تخت سلطانی چو انزلی و اسکندر

* مردم کاسان یعنی آسمان جیسے افراد -

مبارک روز شنبہ گد ہوشوں
 جہاں از چشمے خود روزے شستہ
 موزن قامت خود برکشیدہ
 ممالک گھر سلطان جہاں بختہ
 سریر آراستہ ساد و آفتابش
 مالیک جملہ گفتاوش ہمانکہ
 خروش کوس گھتی را خبر کرد
 موافق ریخت گوہر ہا ز حد پیش
 فلک شامی بدو ران و زمان داد
 دگر پرسی ز طالع طالع قوس
 شہد مریخ ناورک زن کمان گھر
 کمان ملک را بخشد بلندی
 پور بر جوس برج آرائے گشتہ
 کہ مال ہفت کشور سنج بوسنج
 بسوم خانہ زاہر مستوی رہی
 دلہاش آن یوں کز چونہ دلواب
 ز حل در پردہ و ناظر بہ تقلیث
 چو آن سہارہ بالا و بلند است
 ز مستی شہر گہرے زہرہ سعد
 بتقلیث از نہم * او ہم نظر دار

۲۷۷۵

۲۷۸۰

۲۷۸۵

۲۷۹۰

کہ ہنکائے است با انوار پیش این
 کہ و مہ سپہ و سجادہ جستہ
 جماعت صف بسجدہ پرکشیدہ
 ہراں جامعہ ہو آمد پر سو تخت
 فہات دین و دنیا شد خطابش
 دعاء خلد الی حسن ملکہ
 دل بد خواہ را زہر و زہر کرد
 مخالف ہم ولوکہ از دیدہ خرویش
 جہاں را مزیدہ امن و آسان داد
 کہ زان طالع جہانے گشتہ فردوس
 کہ بر جان بہ اندیشاں زند تہر
 بہازوے شہ آرد زور مندی
 بہ ہمت الہال مال اجوائے گشتہ
 رساند در خزینہ گنج در گنج
 شدہ دلہا لب را رسن گھس
 پند دیکان و خوبہانش ہمد آب
 ز مہر دوستی چون نوح یا شہت
 بلندی خورے شاہ از جملہ اسم
 نہادہ شہر را زنجہورے از جعد
 بلشر صہت و از ہر سو خبر دار

۵۵۷

۲۷۷

۵۷۷

۵۷۷

بہاشر قمرے خور بالحقہتہ
 دلہاش این کہ کار ملک جمہد
 سران مملکت فرماں پڑیوند
 عطارد نیز در عاشر طرب یاب
 شود زان تیر و کار رائے و تدبیر
 قمر ہر عقرب و خانہ دہ و دو
 ستان سازد قمر نہش چکان را
 ازین طالع زمانہ دارن امہد

۲۷۹۵

۲۸۰۰

کہ دادش خوشہ گندم د قوتہ
 شود پختہ باتشہاے خورشید
 بفرماں ہم زہد ہم بہیوند
 بخوشہ کردہ در بہت الشرف خواب
 ز بہر بخت شاہی راست چون تہر
 عدو را نہش عقرب زند بہ پہلو
 زند در چشم بد خواہ آن ستان را
 کہ دایم ماند این تابندہ خورشید

حدیث مرتد مدجو کہ چون ہوش گرفتاری
 وزان پس کشتہ گشتن بعد رسوائی بشہر اندر

چو ناصر گشت بے نصرت ز تقدیر
 پزادر شد جدا زو مرتد شوم
 در آمد در سرائے با رخ زرد
 ز رنگ زعفران گونش پیماپے
 بران گو نہ وے از اندیشہ جان
 درین حال انجمن ہر گشتہ حالے
 دران ہدیانہ آن ہیراں درون رقت
 چو لشکر ہا ز کشتن باز پرداخت
 نہانے † ہر کسے شان را سپر دان

۲۸۰۵

۲۸۱۰

خدا کرد از ستان و تیر چون تیر
 بہر گوشہ خزاں مس گشت چون بوم
 وزو زردی بہر دیوار اثر کرد
 در و دیوار می زد خندہ بر وے
 چو جان مس گشت و چون اندیشہ پنہاں
 نہانے یافت جاے کایج زالے
 برخنہ ہم چو ساراں سرتنگوں رقت
 سوارے چند ناگہ آن طرف تاخت
 کہ نتوان خانہ حر را گرچہ درہاد

* کذا - مشکوک - † ن : باغت - ‡ کذا - مشکوک -

* ممکن ہے کہ یہ لفظ "ادھم" خانے کے معنی میں ہو۔

که گر سی مرغ می جوئیش هسبت آن چوسی مرغش بکنجه جائه داد اسبت شود صید وے آن سی مرغ بے بال چو سی مرغ بکنجه آن مرغ رهافت شعابان رفت الغ خان را خبر کرد سر اندر کس زبیم تیغ رانان وزان قاریک روشن کرد شه را کشیدندش ز مصعب خان زال بر رحمت داد خان اول زبانش به بخشد جان و مالے از جهان بخش روان کرده ش بسوے شیر والے که باخویشش برون خان * جانب شهر که این باشد حق ناحق گزاری که راند برونے آنچه او پاکسان کرد ز ستر پاک دامانان دین دور بعجزش دامنه بر سر فکندند که بر سر هائے شاهان دامنه داد ز بهر گشت شهرش بره در شهر پر از نظارگی هر راه شاه بصهرانی دور نظاره می گرد	و لیک این جا است زالے پزندستان و گو مرغوش در دام او نغاه است رود گر رسعه هر کدج آن زال از بهان رسعه بو زال بهتافت چو نهکوش از شلماسائی نظر کرد که جائے هست مرتد خانخانان شب این روشن شد و خان رفت که را سوارے چلف رفت از بهش در حال رساندند در دم پیھی خانش که شاهنشاه ماچون هست جان بخش بعجان بخش می چو دل دادش زمالے چغان فرمای شد از فرمان ده دهر بگردانند در شهرش بخواری بفرمان خان اعظم عزم آن کرد چو او آلود دامن هائے مستور سبک پرده ز گارش بر فکندند خون این شه راحق آن شاه انکلی داد پس انکه خان اعظم سرور دهر بگرداندهش از هر شاه راه بشوریده همه دهلای زن و مرد
---	---

۲۸۱۵

۲۸۲۰

۲۸۲۵

۲۸۳۰

* ن : جان -

کزان دست تعجب را دران شور نکون سو مرتد رسوا دران گشت ز گشت شهر چون بر دند بازه بنائے کفر کفران بر فکندند روان شد خون که کشتن چو جویش بمان می کرد خونش از چهرا شوی پس از خاکش بخواری در کشیدند بلندی چو بصیرت کس به هنگام شه سارا بلندی بان جاوید	ازان فتح و ازان نصر و ازان زور زمین را سایه از بے کران گشت ز گشت آن جهان گدازه رازش چو در پیش خیالش سر فکندند که شویید کرد رسوائی ز رویش که مرتد را چنین به سرخواری نگونسارش بکنگر بر کشیدند بلندی این چنین باشد بفر جام که سرخورش بلندی را چو خورشید
--	---

۲۸۳۵

۲۸۴۰

۲۸۴۵

گرفتاری خسرو از الغ خان متخالف کس
چو مرغی شوم کس بازی کند صید از برآه خور

بکار مرگ چندان بون نور چو رفت آنهله بخت از نمودار اگر گوهر بدست آرد شوه سنگ ز نقدش بدامن خاک گردن فرس گر پیشتر راند قدم بس اگر خنجر کشد بر خصم خونریز گویند مرغ جوشیده ز نانش بد آسوزی کلندش نهک راهل رسمه گرگان ربانهد از سپاهش	که نبود پرتو اقبال از دور همه بر عکس کرده صورت کار دگر آنهیم بیفد گیرش زنگ حورهرش ز یو پا خاشاک کرده و گر بر دست گیرد گل شوه خص سر خود را برون زان خنجر تیغ پرد مرغابنه بویان ز خوانش ز پهلویش گر بوند آشنایان فرس نژدان بوند از پایگاهش
--	--

۲۸۵۰ چمن کش بوش بر بوش آید آسان
 ز دور روزگار است این کم و بوش
 تو شناسی طریقی دهر قتال
 کہ خسرو خان کافر نعمت خس
 چه سان شد ز اختر گردنده حالش
 ۲۸۵۵ چو از پدش شاهشاه فازی
 برابر بود کافر نعمتے چند
 فرس را هر طرف بختے عمان گیر
 عمان هر سو کہ می پیچید جانش
 دران پوچاک جانش امکان نشد هیچ
 ۲۸۶۰ چو کم ره بوم ره را نهز کم کرد
 جدا گشتند ازان کمره خسه چقد
 چو آن گهرا مانده از هم رهاں دور
 خزان در رفت در بهرانہ باغے
 گہے مانده و گہے رفت و کہ افتاد
 ۲۸۶۵ خہر بردند پویش شاه منصور
 اشارت کرد الخ خان را شہنشاہ
 شتابان گشت الخ خان عد و سوز
 خزان دیدہ درختے دیدہ کندہ
 رسدہ بلبلان گلشن از وے

کنلکش با ز کم کم ہم بر انسان
 کہ آرد ہردم آئیغے دگر پویش
 مگر آنکہ کہ خواتم بر تو این حال
 چو از غازی ملک بگریخت واپس
 چگونہ کرد گہتی پاے مالش
 ۲۸۷۰ شکست و کرد راه چارہ سازی
 براز نیز چندے سخت پیوند
 خیالش مزده تیر و ساں گہر
 اجل می داد پویش در عنانش
 کہ زان پیچ بلا گردد عنان هیچ
 ۲۸۷۵ سوار گمرش نیز اشعلم کرد
 خس گہرہ چه گویم ناکسے چند
 بومہ جوے کشان از چشم بے نور
 نہاد از سوز ہر لالہ دافے
 چو برگے در خزان از چنہش باد
 کہ در باغے است باقی مانده مقہور
 کہ گردہ باد سوے آن چمن گاہ
 بسوے آن چمن چون باد نو روز
 سپہر از برگ و بارش بو کندہ
 دمیدہ نو بہار گلشن از وے

* یعنی ایک خزان دیدہ درخت کو اُس نے اکھڑا ہوا دیکھا۔

۲۸۷۰ شدہ زو پز مغھان باغ نسرین
 ز بہر خونش زغان خہز کردہ
 ازین سو تیغ بیرون کردہ سوسن
 ز بیم دیدن رویھن دران باب
 الخ خان چون چمن پوچارہ دیدہ
 ۲۸۷۵ کہ ممدیش ارچہ تو ہر خوردہ آنی
 ولے شہ مگرم است و مہربان ہم
 بگفت این و نوازش کرد در حال
 چو آن برگھتہ روز آندہ بدزگاہ
 شہش گفت اے ستم گار جفا کیش
 ۲۸۸۰ رہت کرد از عزیزوں دو چکر جائے
 جواب این داد کافر نعمت شوم
 اگر نا رفتنی ہر من نرفتے
 قلم چون رفتہ بد گایں ز آید از من
 قلم نا چار حرف خود ہرون داد
 ۲۸۸۵ چمن کو حرف شمشیر از قلم خورد
 قلم آسود نعوں پویش ازین گفت
 دگر رہ گفت شہنشاہ آفاق
 چرا گشتی دگر شہزادگان را
 بزاری ہماز پاسخ داد خون دیو

۲۸۷۰ پندسرینش نہستہ گره نقرین
 کلا قان نو کہا را تہز کردہ
 وزان سو ہار ہورے رائہ تو سن
 ہم بستہ چشم ہاے خویش را آپ
 نوازش کرد چون دل پارہ دیدہ
 ۲۸۷۵ کہ از تہمت رسد اطف زبانی
 بخواہد جانت بخشود و جہان ہم
 روان کردہ سوے شاہ عدو مال
 زمین بر سید پویش مستند شاہ
 چرا کردی جفا بر منم خویش
 ۲۸۸۰ تو بفشردی روان در خون او پایے
 کہ حالہ همگنان راہست معلوم
 زمین نا آمدے و این فن ترفیے
 و زو آن آید و این آید از من
 نہ این تہمت زمین ہلک از قلم زاہ
 ۲۸۸۵ موا ہم حرف او خواہد قلم کرد
 کہ حرف از خط نہخورد چون قلم خفت
 کہ اے بافتنہ جنف و با بلا طاق
 تو بندہ سرزدی آرام گان را
 کہ آنجا من فراندہم خلیجہ تیز

* ن : ندانم۔

۲۸۹۰

و لیکن شد بریشان در ز بونی
همی گفتند ازین راه خطر ناک
دگر گفتش چو تو پائین پرستی
یکتغا رائے من هم داشت آهنگ
و لکن مصلحت بیجان بد زانے

۲۸۹۵

که چون سلطان نشان باشی تو در پیش
به تخت مملکت خود گن قباچست
ضرورت چون در آمد یاری بخش
دگر گفتش که چون کردی بسر قاج
فرستابی همه لشکر بسویم

۲۹۰۰

یکتغا رو شام بود این سراسر
گفتم سونے تو اقلیہی ز عالم
و لیک این گفت ایشان آب من بود
کنون کز من ستم یزدان تو داد
همین جان بخش و دیهے ده

۲۹۰۵

که مانم از پئے شامخ و کوری
نکتهام گندم سلطان ضائع
شبه گفتا که سہاست این توان کرد
چو باتو کار بہر دین و کین است
چو چندی جان کہ در خور بد زیاں را

* ن: خطر در - کذا - نامفہوم -

۲۸۸۵

زبان بدست لای تمغ خونین
بہایم خار کردن تا شود پاک
چرا خون بر سر مسلک نشستی
کہ یک شہزادہ را شام بر اورنگ
شدند اخلاص بد را کار فرمایے

۲۸۸۹

بود سلطان نشان را خطرہ * بیہش
کہ دیکر ہر کہ شینہ دشمن تست
ز بیم سر نہام پایے بو تخت
چرا آہنگ من کردی بہتراج
کہ یک رویہ زند تمغ کو روہم

۲۸۹۲

کہ کس باتو نیارک شد برابر
کشادہ بدست حد نا بہالم
کہ بایک زند برکشت آتش خود
علی رقم من این دولت تبراہ
کہ کردہ جانم آزاد از رہے ده

۲۸۹۷

ز شور خاک شان در خاک شوری
بکوری گورم از دو دیدہ قانع
ولے چون باتو ترک کین توں کرد
بہاید کرد کین کین کار دین است
بہ بکشیدم ہمہ اسلامہاں را

* ن: کذا -

۲۹۱۰

شود حمل از کفم جانت ہم آزاد
پس از اسلام دور افتادہ باشم
قدہ در خاک ہر گردے کہ خورم
بوز گانے کہ بہر کین ایشان
قصاص خون اگر ہو تو فراتم *

۲۹۱۵

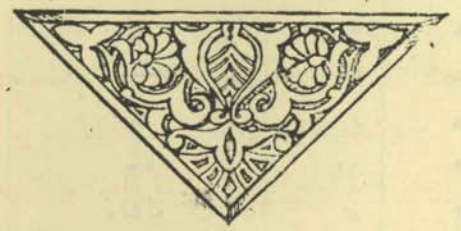
برو سر نہ چو آتش در تہ تیغ
بکشد این اشارت کرد در حال
ہماں جائے کہ بر سلطان مبارک
سر آن نا مبارک ہم بدان جائے
فرو بردند و افگندند در صحن
بنظارہ عوام و خاصہ و میر

۲۹۲۰

کہ چادیں فتحہ نے از تو ز من زاہ
رضا ہر کفر و کفران دادہ باشم
روک بر باد ہر جہدے کہ کردم
کمر بستہم ہسان خوب گیشاں
ز روح پاک شان شومندہ ماہم
کہ می باید نہادن سرتہ تیغ
کہ کردندش روان مردان قعال
مخالف را ند شمشہر پلارک
چو تیغ آسمان کون شد زمین ساعے
کہ تاپاسال شد چوں داؤدہ در طعن
ہمی گفتند کا حسمت اے جہانگیر

* ن: ندانم -

(ترک صحنہ آخر :- زہ)



صحبت نامہ

یارداشت :-

کتاب کے حواشی میں دو ن،، سے نسخہ حبیب گنج -

دوقر،، سے قیاس مولوی رشید احمد -

دو ک،، سے کتاب الحروف (سیدہاشمی) کا قیاس مرادھے

صفحہ	سطر	غاط	صحیح
۱	۵	نرائن الفتوح	مفتاح الفتوح
۳	آخری	عبرت	عبارت
۴	۱۶	تہا	تہا
۱۵	۱۲	تاریخی مثنوی	تاریخ
۲۵	۷	دیبال پورا	دیبال پور
۴۴	۶	بھکا	بھاگا
۴۸	۲	بڑھا	بڑھ
۵۳	۲۰	قلعہ کبران	قلع کبران ، نے -
۶۶	۱۷	سرساک	سرسناک
۶۹	۱۶	.	کہ
۷۱	۱۵	۱۹۳۰	۲۹۳۰
۷۷	۱۹	عشقیہ	عشقیہ
۷۸	۱	،،	،،
۹۱	۲۰	نام	نام سے
۹۳	۷	ما شاء	ما شاء اللہ

۱۸۹۰	۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱
۱۸۹۵	۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱
۱۹۰۰	۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱



متن مثنوی

صفحه سطر	غلط	صحيح	صفحه سطر	غلط	صحيح
۲۲	حاشیه	x	۸۸	۱۸	غلط صحيح
۲۳	۹	مود	۹۱	۱	سر قلبش
۲۴	۱۴	میجان	۹۴	۱۲	تیز و تند
۲۴	حاشیه	۲۰ ۱۹	۱۹	۱۹	ستاره ستاده
۳۱	حاشیه	ك: ن	۹۵	۹۵	سپیدن سپردن
۳۳	۲	بسپرده	۹۷	۴	به زردی زد
۳۶	۱۱	بکبارگی	۹۹	۷	در
۵۱	۴	گردد	۱۰۰	۱۲	زرین
۱۶	۱۶	چه می بافی	۱۰۰	۱۳	زربی
۵۴	۱۲	قطع	۱۰۲	۱۳	بنائے
۵۷	۶	شمشیر	۱۰۲	۱۴	برائے
۱۱	۱۱	سورے	۱۰۶	۱۳	درمند
۱۵	۱۵	هر يك - ریزد	۱۰۶	۱	زورمند
۵۸	۴	غزا	۱۰۷	۵	نخج
۱۶	۱۶	دگر	۱۱۳	۶	نجم
۶۰	۱۲	بیداری	۱۱۳	۶	و
۶۳	۱۵	گویا	۱۱۵	۱۸	بر آن
۶۷	۶	ور این	۱۱۵	۶	فشانند
۷۳	۴	یابد	۱۱۸	۶	هر پیکش + هر پیکش
۷۷	۴	کاری	۱۱۸	۶	به گاه
۷۷	۴	کار می	۱۲۹	۵	ز کو ه
۷۷	۴	بیدار	۱۲۹	۵	کرو ه
۷۷	۴	گفتند	۱۳۸	حاشیه	ن + ك
۷۷	۴	اختر	۱۳۷	۱۳	افزای
۸۱	۶	مستن	۱۳۷	۱۳	دگر
۸۲	۱۱	بستن	۱۳۷	۱۳	و گر
			۱۶	۱۶	بس پس

— متن مثنوی —

موسیقی متن مثنوی

موسیقی متن مثنوی



موسیقی متن مثنوی

موسیقی متن مثنوی

موسیقی متن مثنوی

میں ملتوی

مخطوطات	۱۸	۸۸	مخطوطات	۱۸	۸۸
کتابیں	۱۰	۶۱	کتابیں	۱۰	۶۱
تقریریں	۱۰	۶۱	تقریریں	۱۰	۶۱
سارے	۱۰	۶۱	سارے	۱۰	۶۱
مخطوطات	۱۰	۶۱	مخطوطات	۱۰	۶۱

ملنے کا پتہ : —

دفتر مخطوطات فارسیہ

لال ٹیکری - حیدرآباد دکن

— * —



قیمت فی نسخہ (مجلد) ————— چار روپیہ

” ” ” بیرون ہندوستان ————— چھہ شلنگ

(تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا)

